الحمد للہ علی احسانہ

جلوہ حسن طبیعت ہے کلام احسان کا
ای خدا ارزو مستحسن ہو ہر محفل مین نام احسان کا

دیوان اول حضرت احسان شاہجہانپوری

موسوم باسماء تاریخی

گلشن تقریر

۱۳۱۱ھ

خمکدۂ خیال

۱۳۱۰ھ

وغیر تاریخی

جلوۂ کمال

از تصنیف سرتاج شعرای زمان سرگروہ سخن سنجان [illegible] منشی محمد احسان اللہ خان صاحب احسان شاہجہانپوری محافظ دفتر عدالت شاگرد رشید حکیم سید ضامن علی صاحب جلال [illegible]

مطبع سراجیہ واقع شاہجہانپور مین چھپکر مطبوع جہان ہوا

(جملہ حقوق محفوظ ہین)

قیمت مجلد فی جلد

طبع اول چھ سو جلد

قطعہ تاریخ انتقال نواب محمد قادر علیخان صاحب چغتائی رئیس قلعہ از اولاد گرامی نواب بہادر خان صاحب بہادر چغتا صوبہ دار قندہار و گجرات موجد آبادی شہر شاہجہان پور

چو مرد نواب قادر علی خان ۔۔۔ فلک مرگ ذایقہ روز بجاہ گفتہ

پئے لوح تربت سروش از غم احسان ۔۔۔ بمن ۔ قبہ خلد آشیان آہ گفتہ

۱۲۶۴ھ

قطعہ تاریخ رحلت نواب علیم الدینخان برادر کوچک نواب نیاز الدینخان نیاز شاہجہانپوری

ہوئی ذیحجہ کی پچیسوین جب ۔۔۔ یہ شکل رنج و غم آئی نزلہ ہائے

کہ موت آئی علیم الدین کو ناگاہ ۔۔۔ عزیزون نے کہا سر پیٹ کر ہائے

لکھی احسان نے تاریخ رحلت ۔۔۔ رہے ماتم جوان کا عمر بھر ہائے

۱۳۱۰ھ

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ و صلی علی اٰلہ کہ اولین گلدستہ ہجو و مدیح یعنی مجموعہ اشعار بے مثال موسوم باسم تاریخی

نمکدۂ خیال ۱۳ھ

و غیر تاریخی

جلوۂ کمال

من تصنیف بیاہ شعرا شیریں بیان ہمتہ مشہور منشی محمد احسان اللغات صاحب احسانؔ شاہجہان پوری حلیفہ ڈاکٹر ایم ایس ... باہتمام محمد ... حفیظ ...

به ارشاد ...

در مطبع حسینی واقع شاہجہانپور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱

حمدِ حق سے مرے دیوان کا آغاز ہوا
للہ الحمد کہ سامان خدا ساز ہوا

تیری درگاہ میں ہے عجزِ بشر کا مقبول
فخر و کرکے ترا بندہ سرافراز ہوا

کہدیا دل سے مری آنکھ نے دیکھا جو تجھے
دیدۂ شوق نہ ٹھہرا کوئی غماز ہوا

آج کس برقِ تجلی کی ہمیں یاد آئی
طائرِ ہوش جو آمادۂ پرواز ہوا

جیتے جی ہے تری الفت میں فنا سے ہستی
آپ کو بھول گیا جو ترا ہمراز ہوا

دولت و جاہ نہیں عزت و حرمت کی دلیل
جس کو ممتاز کیا تو نے وہ ممتاز ہوا

عمر بھر محو رہی منزلِ مقصد کی تلاش
جس طرف راہ ملی گرمِ تگ و تاز ہوا

مانگنے والے کو ہر شے تو عطا کرتا ہے
جب ذرا ہاتھ اٹھے بابِ کرم باز ہوا

بے نیازی نے بھی پردے میں کہا تجھکو
دلِ عشاق تری جلوہ گہِ ناز ہوا

شانِ بےمثل کو زیبا ہے غرور و نخوت
کبر تیرا تری توحید کا انداز ہوا

۲

حق نے پیدا کیے احسان ہمرا کہوں
کون احمد کی طرح صاحبِ اعجاز ہوا

۱۵

جب سے سُنا ہی ہمنے ذکرِ جمال تیرا — تڑپا رہا ہی دلکو شوقِ وصال تیرا
ہر رنگ مین نہان ہی توحیدِ ذاتِ مطلق — ادنی سا ایک یہ ہی وصفِ کمال تیرا
نعمت وہ کونسی ہی بخشی نہین جو ہمکو — ہمپر بڑا کرم ہی ای ذوالجلال تیرا
کیا بے تکلفی ہی سوئے ہین جب کبھی ہم — چونکا گیا ہی ہمکو آکر خیال تیرا
کہتا ہی لطفِ باری ہر بندۂ حزین سے — کچھ مانگ رد نہوگا ہرگز سوال تیرا
گو عشق کا ہون مجرم لیکن کہونگا یہ تجھسے — آنکھون مین کام کیا ہی انفعال تیرا
محفل مین بیٹھتے ہین جب ملکے چار صوفی — آتے ہین وجد مین ہم سُن سُنکے حال تیرا
دل کیا ہی جان بھی ہم صدقے کرینگے تجھپر — جو کچھ دیا ہی تونے وہ سب ہی مال تیرا
رکھا ہی ہمنے اوسکو جب آرزو بنا کر — دلسے نکل کے جائے کیونکر خیال تیرا
ماہِ دو ہفتہ سے یہ ثابت ہوا ہی ہمکو — قدرت دکھا رہی ہی سبکو کمال تیرا
گو جانتے ہین ہم بھی معنی نحنُ اقرب — دُوری سے سخت تر ہی لیکن وصال تیرا
ہم عشق کے ہین بندے کیونکر کرین شکایت — راحت سے ہی زیادہ ہمکو ملال تیرا
مغرور شان اپنی دنیا ہی مین ہین ظالمین — دیکھینگے حشر کے دن رعبِ جلال تیرا
یارب بتادو ہمکو آئے جو حشر کا دن — مجرم جواب کیا دین سُنکر سوال تیرا

٣ — احسان کم ہی ہی شرمِ گناہ ہے تجھسے / کیونکر بخیر ہوگا مرکر مآل تیرا — ١٥

نعمت رسوؐل کا یہ خدا سے صلا لیا — مرنے سے پہلے خاک مین بستر لگا لیا
کچھ غم نہین ہی عشق نے دلکو جو کھا لیا — سُنتا ہون کام آئیگا الدین یا لیا
قُم یا حبیب کہتے ہی دلکو ہوا اقرار — روٹھے کو ایک بات مین ہمنے منا لیا

دیکھو شفیعِ حشر کی محشر مین خاطرین
رحمت نے عاصیونکو گلے سے لگا لیا

دلدادۂ رسول کو تربت نے بعدِ مرگ
آغوشِ اشتیاق مین لیکر سُلا لیا

تعظیم چاہیے تھی جو اکرامِ شاہ کی
آنکھون سے ہمنے ساغرِ کوثر لگا لیا

پیرو ہین بادشاہِ رُسُل کے فقیرِ عشق
ہم سوئے جس جگہ وہین کمل بچھا لیا

شدت ہوئی جو درد کی ہجرِ رسُول مین
ہاتھون سے ہمنے اپنا کلیجا دبا لیا

کچھ منکر و نکیر نے پوچھا نہ تھا ابھی
یا مصطفےٰ جو مین نے کہا سر جھکا لیا

کشتی تمہارے نام سے ٹھہری پہاڑ پر
گویا سفینہ نوح کا تم نے بچا لیا

خانہ بدوش عشقِ نبی ہو کے خلق مین
حورون کے دل مین ہمنے گھر اپنا بنا لیا

پیچل درِ حبیبِ خدا پہ زرا ہمین
اے وحشت اٹھو کوچہ بکوچہ پھرا لیا

اُمت کو بیقرار جو دیکھا حضور نے
چھاتی سے سبکو روزِ قیامت لگا لیا

معراج مین خدا نے شہِ کائنات کو
پردہ اوٹھا کے سامنے اپنے بٹھا لیا

۴	احسان روزِ حشر جہنم سے بچگئے حضرت نے حق سے کہہ کے ہمین بخشوا لیا	۱۳۱

تمنا ہی مرے سر مین ہے سودا احمد کا
ڈسے دلکو نہ یا رب سانپ گیسوئے مجعد کا

ازل سے لوحِ دل پر نقش ہی گویا الف قد کا
قیامت تک نہ بھولیگا یہ بھلا حرف ابجد کا

جبینِ حضرتِ آدم مین چمکا نور احمد کا
وہ پہلے ہی سے تھا چشم و چراغ اپنے اب و جد کا

حقیقت مین اوسے سمجھین گے ہو وہ حمد بیحد کا
پتا الحمد سے پایا ہی ہمنے میمِ احمد کا

ترقی پر وفورِ ضعف مین ہی عشق احمد کا
تعجب ہی کہ طوفان اوٹھ رہا ہی جزر سے مد کا

نشانی چاہتا ہون مین سے محبوب کے غم کی
مجھے بلجائے یا رب داغ سوزا سنگ اسود کا

ضرورت تھی اونہین بھی وفا مین ظلِ حمایت کی
جبھی پرین اوڑا کر لے گئین ہما سایہ ترے قد کا

ترے در پر پہونچکر کام کچھ آئی نہ بیتابی
اوچھلا کر چوم لیتا مین کلس روضے کے گنبد کا

خیالِ عارضِ رنگین مین رو رو کر غش آیا ہی
سونگھا دے کوئی لا کر پھول ہمکو تیرے سرو قد کا

بٹھایا ہی مجھے شوقِ لقا نے کنجِ خلوت مین
الٹنین گئے کان کسدن شور اوسکی آمد آمد کا

ہمارے ساتھ حضرت نے بڑی نیکی یہ کی یارب
کہ ستاری تمہی پردہ نکھولیگی کسی بد کا

محمدؐ کے وسیلے سے دعا مقبول ہوتی ہی
خدا خود جان لیتا ہی کہ اب موقع نہین رد کا

شہ حسن و لشکر کے غم مین شہر کرتے ہین جب نالے
مرے منہ سے نکلجاتا ہی جملہ خیر باشد کا

درِ دولت سے کب محروم ہو کر پھر گیا سائل
کرم تیرا نمونہ ہی خدا کے لطفِ بیحد کا

قیامت مین ہمارے پاس کی شی کام آئے گی
جو مانیِ تصور کھینچدے نقشہ ترے قد کا

یہان تو سر ہی اپنا آستان قبلۂ دین پر
مبارک حاجیو بوسہ تمہین کو سنگِ اسود کا

شب معراج بھی بیٹے سے عزت باپ نے پائی
کیا آدم نے استقبال جب شاہِ ممجّد کا

بجز عشقِ محمدؐ اور کچھ بھی ہو تو کافر ہو
خدا ہی جاننے والا ہی میرے دل کے مقصد کا

ترا جلوہ نظر آجائے مثلِ ماہِ دو ہفتہ
کہ سحرِ عشق مین پیدا ہو عالم جزر کا مد کا

سوا تیرے ہوا ہی کون سر فروحی سے واقف
اگر دعوے کرے یہ جہل ہی عقلِ مجرد کا

تری ذاتِ مبارک انجمن آرائے کُن ٹھہری
سر یہ عرش پر زیبا ہی بچھنا تیری مسند کا

فلک کی سبز بختی بڑھ گئی معراج کی شب مین
ترے جلوے سے گویا رنگ نکھرا ہی زبرجد کا

شفیع المذنبین روٹھے ہوئے ہین ہم منا لیتے
قیامت مین جو ملجاتا کوئی موقع خوشامد کا

ہمین اسواسطے رشک آتے ہین سدرہ کی طوبیٰ
کہ اک جنت مین بھی ہی دیکھنے والا ترے قد کا

مجھے غم ہو تو تیرا ہو جو حسرت ہو تو تیری ہو
مقلد مین نہونگا طالبِ عیشِ مخلد کا

اسیرِ زلفِ احمدؐ کو جہنم سے ہی آزادی
رسول اللہ پہ قربان ہین ساری تمنائین
تو خلاقِ دو عالم ہی محمدؐ سیدِ عالم
گروہ انبیا مین کیون نہ بیجا آبرو ہوتی
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ دین کے حامی

نہین تو حال کب اچھا ہی طوق سے مقید کا
مرے دلمین ہی موقع حسرتِ کشتہ کے مشہد کا
الٰہی کب ٹوٹے اس مرے نفسِ مردود کا
محمدؐ گوہرِ یکدانہ ہی دریائے سرمد کا
نبوت کا محل تھا چار ارکانِ مشید کا

۵

ابھی ملجائیگا سب کچھ تمہین درگاہ خالق سے
دعا احسان مانگو واسطہ دیکر محمدؐ کا

واصفِ خدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
فرشِ زمین سے عرش تک اوس نے ہی کچھ ادب
اللہ رے ذوقِ یاد کہ آنکھون مین کھٹکتی
کہتا ہی وہ مجھی سے ملیگا سراغِ حق
پہوڑون مین سر کو سنگ سے وحشت مین کس طرح
لیچل سوئے زمینِ عرب مجھکو اے فلک
جاری ہی کائنات مین شرعِ خدائے پاک
دل کو ملیگا خلعتِ تسلیم سے شرف
کیونکر نہو حواس عناصر مین اتحاد
شاہون کا اوج آ نہین سکتا خیال مین

کیا مرتبہ ہی پنجتن و چار یارؓ کا
ڈنکا بجا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
نقشہ کھنچا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
جو نقشِ پا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
سودا ابھرا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
شوقِ ولا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
رستہ کھلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
محوِ صفا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
دل مبتلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
قیصر گدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

پڑھکر درود بھیج تو احسان اب سلام
ذکر آ گیا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

دونوں عالم میں علیؓ اعلیٰ علی مشکل کشا
شیرِ حق معجز نما مولا علی مشکل کشاؓ

قوتِ بازوئے محمدؐ کا علی مشکل کشا
حق یہی ہے لافتیٰ الا علی مشکل کشاؓ

ہو گئی آسان ہر مشکل خدا کے فضل سے
جب مصیبت میں کہا ہے یا علی مشکل کشاؓ

شاہِ اقلیمِ امامت فاتحِ بدر و حنین
اور زوجِ فاطمہ زہرا علی مشکل کشاؓ

ہاں صیو خوفِ جہنم کو نہ دل میں راہ دو
حامیِ امت بھی ہیں مولا علی مشکل کشاؓ

مخزنِ لطف و سخا و شاہِ شاہانِ جہان
دولتِ دنیا سے بے پروا علی مشکل کشاؓ

ذوالفقارِ حیدری کی دھاک تھی کونین میں
مرگِ مرحب تک پہنچایا علی مشکل کشاؓ

لطمۂ موجِ حوادث کی مجھے پروا نہیں
ناخدا ہے کشتیِ غم کا علی مشکل کشاؓ

یاد کرتے ہی نہ تھا گویا کوئی رنج و ملال
ماحیِ غم دافعِ اندا علی مشکل کشاؓ

جانتے ہیں سب حدیثِ احمدِ مختار کو
بابِ شہرِ علمِ حق ہے لا علی مشکل کشاؓ

لحمک لحمی سے حاصل ہے ثبوتِ اتحاد
جزوِ نورِ مصطفیٰؐ ہے گویا علی مشکل کشاؓ

شاہبازِ اوجِ نصرت بلبلِ گلزارِ قدس
خلق میں بے مثل و بے ہمتا علی مشکل کشاؓ

۷	آجکل احسان دامِ رنج و غم میں ہے اسیر واسطہ حق کا چھڑا دو یا علی مشکل کشاؓ	۱۱

دل ہمارا مبتلائے غوث الاعظمؓ ہو گیا
خاک ہو کر خاکِ پائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

محیِ دین مصطفیٰ کی دل میں پنہاں تھی شبیہ
آئینہ صورت نمائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

رشک حوروں کو مرے دل پر نہ آئے کس طرح
محوِ حسنِ دلربائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

پائے محبوبِ خدا جو ہے شبِ معراج میں
ختم یہ رتبہ برائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

آرزو ہے آستانے پر پہونچ جاؤں کہیں
سب کہیں ہیں مجھکو گدائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

سب پلٹ جاتے ہین احکام قضا ہون یا قدر
عرش تک شور دعائے غوث الاعظم ہو گیا

درگہِ حق سے ملا محبوبِ سبحانی خطاب
خود خدا محوِ لقائے غوث الاعظم ہو گیا

بے نیازی پر بھی ایسا پیار تھا اللہ کو
نازبردارِ رضائے غوث الاعظم ہو گیا

حق تو یہ ہے وہ بھی اک محبوب ہے محبوب کا
جان و دل سے جو فدائے غوث الاعظم ہو گیا

سیدِ عالم کو تھا عالم مین جو فخرِ نسب
آفتابِ اجتبائے غوث الاعظم ہو گیا

۱۱	نورِ عرفان سے کوئی حصہ ملے احسان کو ابجد اوہ مبتلائے غوث الاعظم ہو گیا	۸

نہ پوچھو مجھسے کیا ہون مین معین الدین چشتی کا
غلامِ باوفا ہون مین معین الدین چشتی کا

حقیقت مین گدا ہون مین معین الدین چشتی کا
خدا سے فیض جا ہون مین معین الدین چشتی کا

الٰہی خواب مین وہ سوئے نورانی نظر آئے
طلبگارِ لقا ہون مین معین الدین چشتی کا

چھپا رہتا ہے شکلِ حق کا جلوہ میرے سینے مین
کہ آئینہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

مجھے اجمیر کی گلیون مین پھرنیکی تمنا ہے
کہ دیوانہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

بتا دون بحرِ عرفان کا اگر کوئی پتا پوچھے
حقیقت آشنا ہون مین معین الدین چشتی کا

ہوا ہے اسلیے اکسیر مجھکو شرف حاصل
کہ خاکِ در پا ہون مین معین الدین چشتی کا

بنایا ہے مجھے محمود میرے پیرِ برحق نے
جمالِ حق نما ہون مین معین الدین چشتی کا

سُنونگا بلبلِ گلزارِ عرفان کی نوا سنجی
گلِ باغِ وفا ہون مین معین الدین چشتی کا

بقائے جاودانی گیا عجب مجھکو ہے حاصل
فنا ہو کر ہوا ہون مین معین الدین چشتی کا

۱۹	ملا احسان کیا کیا مجکو فیض فضلِ ہو اللّٰہی غلام بیے ریا ہون مین معین الدین چشتی کا	۹

تمنے آنے سے طبیعت کو نہ روکا ہوتا
ایک ہو جاتے جو ہم تم تو بہت اچھا ہوتا

خاک کر کے دلِ پر درد کو دیکھا ہوتا
تمکو کیا فکر ہی صدمہ مجھے ہوتا ہوتا

وصل مین کوئی مناتا کوئی روٹھا ہوتا
اک یہی لطف نہ ہوتا تو مزہ کیا ہوتا

دور کیون بیٹھتے ہم خوفِ ستم سے شبِ وصل
بس یہی نہ تری چٹکی مین کلیجا ہوتا

لے اوڑے دل کو یہ خواہش تہی جو سے تیر غم کی
تیر بنکر مرے پہلو مین وہ بیٹھا ہوتا

ضبطِ گریہ ہو نکیون شرم سے پانی پانی
اشک کہتے ہین کسی نے ہمین روکا ہوتا

حیرتِ حسن بہی ہی جلوۂ رخ کی تصویر
تمنے آئینہ بنا کر مجھے دیکھا ہوتا

تم سلامت رہو مٹ جانے دو امیدونکو
بات کیا تہی کہ جو افسوس تمنا ہوتا

خفتۂ خاک جو زندہ ہی ہوا کیا حاصل
میری تقدیر کو ٹھوکر کے جگایا ہوتا

کہو گیا دل جو رہِ یار مین چلتے چلتے
شوق یہ کہتا ہی ساتہی کوئی ڈہونڈہا ہوتا

وہ نہ آئینگے نہ آئین مگر ای جذبۂ دل
اونکی تصویر ہی کو کہینچ کے دیکھا ہوتا

ہم بُرا ہی جو نہ سُنتے تو بہلائی کیا تہی
تم جو اچھا ہی نہ کہتے تو برا کیا ہوتا

کچھ اسی ہیر کا ہی نشترِ مژگانکو خیال
کوئی ملتا تو بٹھا کر اوسے چھیڑا ہوتا

آرزو یہ تہی کہ اکبار لپٹ لیتے ہم
پھر بُرے ہی جو ٹھہرتے بہت اچھا ہوتا

دور ہی دور رہا ہی تری آنکھونکا خیال
بیمروت کو مرے پاس تو بھیجا ہوتا

کس کے حصّہ مین ہی اوس ماہ دو ہفتہ کا شباب
یہ معما فلکِ پیر سے پوچھا ہوتا

بول اوٹھتی مری تصویر کہ خاموش تو ہون
ضبطِ فریاد کا اوس سے بھی جو شکوہ ہوتا

کام کی شی ہی مرا دل یہ کہے دیتا ہون
کہو دیا ہی کہین تمنے اوسے ڈہونڈا ہوتا

مل گئی خاک مین احسان طبیعت لڑ کر

جنگجو یار نہوتا تو نہ جھگڑا ہوتا

شب وصل اور مین بیخود ہون یہ ہو نہین سکتا ۔ سمجھ لو جاگنے والا مقدر سو نہین سکتا

یہ کیا کہتے ہو خود مین جان اپنی کھو نہین سکتا ۔ اجل کا منتظر بیٹھا ہون یہ ہو نہین سکتا

ادہر ہم گہر سے نکلے بوئے گل نکلا ادہر گھر سے ۔ ہماری راہ مین دشمن ہی کانٹے بو نہین سکتا

نہین ہوتے جو ہم اٹھتی ہی حسرت مرد دشمن نا ۔ تمہارے ساتھ کوئی دوسرا ایسا ہو نہین سکتا

گلا دابے ہوئے ہی ضبط فریاد و فغان یا نہ ۔ یہ کیسا ہی ستم جو چیخ کر مین رو نہین سکتا

ادہر آ ذرا ہم گوشۂ دامن کو تو دیکھین ۔ ہمارا دل وہ شے ہی جس کو کوئی کھو نہین سکتا

نہ تم غیرونکو آنے دو نہ مین شکوہ کرون کوئی ۔ یہ سمجھے ہو نہین سکتا وہ تمسے ہو نہین سکتا

شہیدون کو لحد مین جس سے عزت کی نیند آئی ہی ۔ کوئی جاگا ہوا را تو انکا ایسا سو نہین سکتا

ٹھہر ای دیدۂ تر گریۂ حسرت سے کیا حاصل ۔ مرے داغ محبت کو یہ پانی دہو نہین سکتا

ہنسا دیتے ہین روتونکو بھی لب کچھ ایسے ہنستے ہین ۔ تمہارے سامنے روئے تو کوئی رو نہین سکتا

١١

کسیکو لے ہی آیا کھینچکر احسان جذب دل
کیا ہی کام وہ اوس نے جو مجھسے ہو نہین سکتا

١٣

اوٹھکے محفل مین اودہر سے وہ ادہر آجاتا ۔ کچھ شوق مین اتنا تو اثر آجاتا

دل افسردہ کی تقلید کبھی کی ہوتی ۔ جلکے بجھنا تجھے ای شمع سحر آجاتا

ایک ہی خلش عشق ہو یا درد فراق ۔ دلمین رہنے کو ترا تیر نظر آجاتا

ہم شب ہجر مین چمکاتے ہین داغ دلکو ۔ آج ایسے مین کوئی رشک قمر آجاتا

نہین ملتا کوئی آرام کا پہلو نہ سہی ۔ صبر ہی کچھ تجھے ای درد جگر آجاتا

نکیا گردش تقدیر نے کام اتنا بھی ۔ چلتے پھرتے ہی وہ بت ہمکو نظر آجاتا

ای فلک اور کسی شی کا نہین مین طالب
دل وارفتہ ہمارا نہ اوٹھا ذلت
تیر دلدوز نے آنکھون سے نہ سیکھا چلنا
روز ہم جاتے ہین دلمین یہ تمنا لیکر
آئینہ خانے مین دل کے کبھی چھپتے اگر
حضرت شیخ کو میخانے مین لاتا کوئی

شب فرقت کی دعاؤن مین اثر آجاتا
اوس طرف اونسے بگڑتی تو ادہر آجاتا
ورنہ اوسکو بھی کچھ انداز نظر آجاتا
کچھ وہان تذکرۂ درد جگر آجاتا
تم کو مین دیکھتا مین تم کو نظر آجاتا
دو ہی اک روز مین صحبت کا اثر آجاتا

۱۲

آپ ہی مین نہ شب وعدہ تھے ہم ای احسان
خاک پھر لطف اوٹھاتے وہ اگر آجاتا

۱۳

ارمان وصل شرم کا مانع اودہر ہوا
وارفتہ یون نہ پوچھئے ہم کو بھی یاد ہی
کہو الیا یہ اوس سے مرے اضطراب نے
کیون کھو دیا تلاش نے دونون جہان سے
ہمنے شب وصال کیا ہی مقابلہ
آنکھین ہی بند تہین تو تصور مین یار کے
قاتل پر اپنے ہم نے خوشی سے کیا نثار
لڑتی تہین میری اونکی نگاہین شب وصال
مدت کے بعد آئے ہین سو منتون سے وہ
حاصل کیا نہ عرض تمنا کا کچھ جواب
محفل مین بھی ہی پاس رقیب اسقدر نہین

جتنا ہمارا شوق تہا اوتنا اثر نہ تھا
جس روز آپ آئے تھے درد جگر نہ تھا
حیلہ کیا تہا وصل کی شب درد سر نہ تھا
کچھ اپنا دل نہ تھا مین تمہاری کمر نہ تھا
کچھ بھی تمہارے سامنے نور سحر نہ تھا
غفلت مین اپنے کام سے مین بیخبر نہ تھا
وہ دل جو زخم خوردۂ تیغ نظر نہ تھا
دلکی خبر نہین ہی کدہر تھا کدہر نہ تھا
نالہ پکارتا ہی کہ مین بے اثر نہ تھا
کیا پوچھتا کہ ہوش مین خود نامہ بر نہ تھا
بیٹھے وہ اوس طرف کہ مرا منہ جدہر نہ تھا

تم سے کبھی ملا کبھی ہم سے ہمارا دل | اس مطلب آشنا کا تعلق کدھر نہ تھا

۱۳ آخر تڑپ کے گر ہی پڑا بزم یار مین
احسان کو تحمل دردِ جگر نہ تھا ۱۳

محبت سے کیون جی برا ہی کسیدکا
بتون پر کرین سیکڑون دل تصدق
غضب ہی نہ میری تسنے اکدن بھی
شب غم مین اکثر بلا قافی ہی
مرے لوٹتی ہین ہماری نگاہین
پڑا رہنے دو اپنے دامن مین ہتیا
کہے دیتے ہین شوخ چتون کے تیور
ہم ایچرخ کیا تجھسے امید رکھین
ستم پر ستم ہی جفا پر جفا ہی
اثر ہو نہ کچھ مین سنو تم یہ خلو
مگر آرزو کوئی گشتہ ہوتی ہی
شب وصل رہجائین ارمان باقی

کبھی کوئی شکوہ سنا ہی کسیدکا
کچھ اس سے سوا حوصلا ہی کسیدکا
وہی دل کہ جو مبتلا ہی کسیدکا
تصور مین بھی رہا ہی کسیدکا
شب وصل سینہ کہلا ہی کسیدکا
نہ ہو وئے یہ خونِ وفا ہی کسیدکا
مرا دوست دشمن بنا ہی کسیدکا
کوئی کام تونے کیا ہی کسیدکا
تمھین خاک پاسِ وفا ہی کسیدکا
وہی نالہ نارسا ہی کسیدکا
یہ کیون دلمین وعدا پڑا ہی کسیدکا
مگر ہم کو پاسِ حیا ہی کسیدکا

۱۴ اب احسان ملنے کی امید رکھو
دلِ زار ناصح بنا ہی کسیدکا ۱۱

پہلوی عاشق مقامِ عشق جانانہ ہوا | دلمین جو دو دن ناوہ صاحبِ خانہ ہوا
وہ پری پیکر یگانہ بن کے بیگانہ ہوا | دشمنی کی ہمسے جب غیر و نسے یارانہ ہوا

رشک آئے ہمکو کیا کیا گردش تقدیر پر
چشم ساقی پر بلا گردان جو پیمانہ ہوا

دل کو تم اپنا بناکر کچھ بہت خوش ہو ہو تو
وہ ہمارا ہی یگانہ تھا جو بیگانہ ہوا

جام ساقی نے دیا ہمکو تو خالی ہی دیا
گردش تقدیر سے بنکر دور پیمانہ ہوا

آتی رہتا ہی شب غم اک نہ اک ارمان وصل
دل ہمارا آرزؤن کا جلوخانہ ہوا

طول ہجر یار نے برسون مین بدلا اپنا رنگ
رفتہ رفتہ غم امید وصل جانانہ ہوا

رات دن مہمان رہتا ہی کسی کا خیال
پہلے کعبہ تہا ہمارا دل اب صنم خانہ ہوا

شمع رو بزم سلیمان کی دکھاتے ہین بہار
جس جگہ دو چار مل بیٹھے پری خانہ ہوا

شیخ کی صورت بنائے بیٹھے ہین بادہ خوار
میکدے مین انقلاب وضع رندانہ ہوا

۱۵

دیکھ لین احسان ہمنے عشق کی نیرنگیان
پھر وہ کافر ہی کہین گیسو کہین شانہ ہوا

۱۴

دل ملا آنکھ ملی دلسے مگر تو نہ ملا
پیار رہی پیار رہا وصل کا پہلو نملا

غیر سے کیا وہ اشارون مین کہا کرتے ہین
آجتک ہمکو اسی بات کا پہلو نملا

بیقراری نے شب وصل بچایا اونکو
آج وہ خوش ہین کہ دل پہ مرے قابو نملا

ہر جگہ خاک اوڑا دی مری ناکامی نے
دل مین حسرت نملی آنکھ مین آنسو نملا

کہتے ہین مری بلا آئیگی اب ایسی جگہ
آپ مین اونکو جو وارفتۂ گیسو نملا

درد کمبخت نے ہمکو نہ سنبھالا اوٹھکر
گر پڑے ہم تو کوئی قوت بازو نملا

کیا نیا ظلم ہی تلوون سے مسلکر بولے
یہ وہی دل ہی کہ جسپر تجھے قابو نملا

چٹکیان لیتے محبت سے دم بیتابی
جس طرف تہا ہمارا دل اونکو وہ پہلو نملا

لاکھ تدبیر کی شرم اونکی نہ ٹوٹی شب وصل
خوب کہل کہیلے ایا کوئی جادو نملا

اوسنے بوجہ جہڑ کنے کا جو کرتا ہون گلہ | ہنسکے فرماتے ہین تجھکو کوئی بدخو نملا
سیکڑون چشمِ فسون ساز کے دیوانے ہین | سامری کو بھی یہ چلتا ہوا جادو نملا
ہم تری وضع کے کیونکر نہون قائل ابرو | لاکھ غیرونسے وہ ملواتے رہے پر تو نملا
کیا ہی بیتاب ہوا ہون مین تڑپنے کے لیے | ضعف سے درد کو اوٹھنے کا جو قابو نملا

۱۶	مرنے والونکو نہین زیست کی خاطر احسان کاٹ ہی لیتے گلا خنجرِ ابرو نہ ملا	۱۱

دل کی امیدین مٹا کر کیا ملا | اے فلک ہمکو ستا کر کیا ملا
آرزوئین بھی ہین غم بھی درد بھی | پھر نہ کہنا دلمین آ کر کیا ملا
کوچۂ جانان سے نکلوائے گئے | وحشیِ نادان کی خاک اوڑا کر کیا ملا
جان دیتا ہون تری ہر بات پر | غیر سے آنکھین ملا کر کیا ملا
کہتے ہین ہنس ہنس کے مجھسے لگکے زخم | کوچۂ قاتل مین جا کر کیا ملا
جو تمنائین تہین دلمین مٹ گئین | ہمکو قسمت آزما کر کیا ملا
اور بھی وہ مجھسے ناخوش ہوگئے | داستانِ غم سنا کر کیا ملا
عکسِ رخ پر ہوگئے شیدا وہ آپ | آئنہ کو منہ دکھا کر کیا ملا
منہ چھپائے بیٹھے ہین وہ بزم مین | کیا کہین ہم آنکھ اوٹھا کر کیا ملا
چاہتا ہی ملک سلیمان بھی ہی کم | کیا بتائین ہمکو پا کر کیا ملا

۱۷	یار سے احسان پوچھو تو سہی خاک مین ہمکو ملا کر کیا ملا	۹

لڑی جو آنکھ محبت کا پائے بند ہوا | اگا جو یار کا ڈورا سا نہ مجھے کمند ہوا

گیا نہ درد محبت کا خاک ہونے پر
غبار صورتِ آہ رسا بلند ہوا

ہمین رہے ترے دور مین افلاک کمبخت
عدو کا بخت سیہ بختِ ارجمند ہوا

فراق مین ہی ترقی غم جدائی کی
بڑہا جو درد محبت ہزار چند ہوا

ہم اپنے دل کو تو لیجاتین پہر ندر نگر
کہین گئے کیا جو کہین اونکو ناپسند ہوا

شبِ فراق مین روتی ہین حسرتین کہکر
غریب مفت مین دل دیکیے دردمند ہوا

دغا سے اپنی ہوا یار کی جفا کو خلوص
کسی کا ناز ہمارا نیاز مند ہوا

ہزار مرتبہ آئینہ کہر چکا منہ پر
وہ دیکھ دیکھ کے منہ اپنا خود پسند ہوا

۴۲	وہ اوپہری گات کسی کی کہ بانکپن احسان کبھی نہ دل نے کہا ہم سے کیا پسند ہوا	۱۸

کہو ایسے ستمگر سے گلا کیا
جو خود ہوے جفا کیا ہے وفا کیا

ستانے سے کسیکے فائدا کیا
مرا دل کہو گیا تمکو ملا کیا

جو ہرجائی ہو پہر اوسکا پتا کیا
اونہین ڈہونڈ ہینگی آہ نارسا کیا

نہ آئے وہ تو حجت کیا گلا کیا
ہماری منتین کیا اثر کیا

دلِ بیتاب مین آیا غمِ یار
فدا کرتے ہمارے پاس تہا کیا

ہنسو بولو اوٹہاؤ رخ سے پردہ
ہمین تم ہین یہان دخل حیا کیا

یہ مانا قابلِ بیداد ہین ہم
کہو گے حق سے تم روز جزا کیا

محبت بھی خیالِ بیخودی ہے
مین خود واقف نہین مجکو ہوا کیا

نہ پہونچین گے نہ کچھ تاثیر ہوگی
یہی نالے ہین تو پہر آسرا کیا

تڑپتا دیکھکر وہ کچھ نہ بولین
صدائے آفرین کیا مرحبا کیا

نہ چھوڑو غیر سے ملنا نہ چھوڑو
خدا سے حشر مین مانگین گے تمکو
بہت سی آرزوئین بن گئی یاس
بنا ہون ضعف سے شکل خیالی
کبھی شوخی کبھی ہی بیحجابی
چھپے دلمین تو پھر باہر نہ نکلے
نہین سنتا ہین سنتا وہ ظالم
پڑا ہوگا کہین پہلو مین ڈھونڈو
ارادہ ہی کہ منہ پر ہنسکے کہدو
وہ اپنے بسملونسے پوچھتے ہین
کھٹکتا ہی غم دشمن غضب روز

سمجھ دیکھو برا کیا ہی بھلا کیا
ابھی سے پوچھتے ہو ماجرا کیا
ہزارون بار سمجھے کیا ہوا کیا
مین اپنی حالکو پھر دیکھتا کیا
چھپی رہتی ہی آنکھون مین حیا کیا
ہمارا اونکا ہونا سامنا کیا
مثل سچ ہی فقیرونکی صدا کیا
ہجوم یاس مین دل کا پتا کیا
نہ آئے تم تو چھوٹنے کی سزا کیا
گلا کٹوا لینے مین پایا مزا کیا
کوئی کانٹا جگر مین رہگیا کیا

١٩

کسے لیٹائین پہلو مین کس سے احسان
کہنچی تصویر فرقت وہ کہنچا کیا

١٧

وہ شوخ شب وعدہ جو اگر نہین ملتا
وقت اونکو مرے قتل کا اکثر نہین ملتا
کچھ غم نہین اس کا ہی کہ دلبر نہین ملتا
دیدار کی حسرت رہی جاتی ہی یہان بھی
ڈھونڈا ہی برابر دو ہوش نے لیکن
افشان مین ستارا سے کی ہم ڈھونڈھ چکے جو

دل اپنا ہمین اپنی جگہہ پر نہین ملتا
بالفرض جو ملتا ہی تو خنجر نہین ملتا
افسوس تو اسکا ہی کہ ملکر نہین ملتا
لے پردہ کوئی فتنۂ محشر نہین ملتا
دیوانہ ترا آپ مین اکثر نہین ملتا
ان تارون مین تقدیر کا اختر نہین ملتا

کیون پھرتے ہو آؤ مری آنکھوں مین کہ دل مین
آگیا ہمکو بھی رہنے کے لیے گھر نہین ملتا

مانگین گے خدا سے تمھین ہم روز قیامت
اوس وقت تو کہنا کوئی مرکر نہین ملتا

رہ رہ گئے شب ہجر مین چھیڑ رگ جان کو
ایسا کوئی چلتا ہوا نشتر نہین ملتا

منہ اپنا پھرا لیتے ہین وہ آنکھ لڑا کر
یہ لطف بھی افسوس برابر نہین ملتا

جب ڈھونڈھتے ہین پاتے ہین ہم دل مین خدا کو
حیرت ہے کسیکو کوئی کیونکر نہین ملتا

کھویا گیا ایسا تری رفتار کے آگے
اب ڈھونڈھنے سے فتنۂ محشر نہین ملتا

یک مرتبہ پوچھے مرا ارمان جو کوئی
سو بار کہون بھولے سے لبر نہین ملتا

کیا چھیڑ ہے پوچھا بھی جو اوس نے تو یہ پوچھا
تو ہمکو کئی روز سے مضطر نہین ملتا

رشک آتے ہین لاکھون مجھے تقدیر عدو پر
کمبخت کو معشوق ستمگر نہین ملتا

محفل مین حسینوں کی ہے دور مے گلرنگ
منہ دیکھتے ہین ہم کوئی ساغر نہین ملتا

۹	کیون مرجائے شوق مین گھبرا ہی بھٹکتا احسان تجھے کیا کوئی ہنر نہین ملتا	۲۰

کوئی پوچھے گا تو کہنے کے نہین غم اپنا
غیر سے مل کے بنا لین گے اونہین ہم اپنا

صبر کرنے سے ہوا اور سوا غم اپنا
مر ہی جائینگے اگر ہے یہی عالم اپنا

سینہ کوبی کے سوا اور کوئی شغل نہین
جیتے جی یون ہی کرے کوئی نہ ماتم اپنا

کام کر جاتی ہے دزدیدہ نگاہی مر قتل
خنجر یار چرا لے نہ کہین دم اپنا

کسی روٹھے کو منا لیتا ہے لطف وصل کی شب
بگڑی قسمت کو بنا لیتا ہے ہمدم اپنا

اونکے سودائیون مین ہے وہ بلاکش مشہور
دلکو کر لے نہ کہین گیسوے برہم اپنا

خوش جمالونکو نظر اپنی بھی ہو جاتی ہے
آئینے مین نہ بہت دیکھیے عالم اپنا

حال دل اونکو سُنا دینے کی تدبیر یہ ہی
غیر کے ذکر مین کچھ ذکر کرین ہم اپنا

۲۱

ہم سے دو چار گنہگار جو ہونگے احسان
پیٹ بھر لیگا قیامت مین جہنم اپنا

۱۵

مری لحد کو کیا پائمال کیا کہنا
چلے ہو آج قیامت کی چال کیا کہنا

سُنی جو عرضِ تمنا پلٹ گئے اکثر
غرے کا ہی یہ جوابِ سوال کیا کہنا

ہزارون لطف ازل سے ہین ایک بندے پہ
ترا ہی ای کریم ذوالجلال کیا کہنا

شبِ فراق مین چپ ہو کے لیٹتے ہین جو ہم
پکارتا ہی بتون کا خیال کیا کہنا

سُنی ہی برقِ تجلی کی جلوہ آرائی
چھپا کہین نہ فروغِ جمال کیا کہنا

رہے نہ دل مین کوئی آرزو شبِ وعدہ
یہ شوق ای مرے شوقِ وصال کیا کہنا

کسیکے سامنے رہتا ہی شغل نالہ کشی
زبانِ حال سے کہتا ہون حال کیا کہنا

ہزار خواب کا شکوہ ہی تجھسے آنکھونکو
مری طرف ہی تمہارا خیال کیا کہنا

تمہارے پرتو رُخ کا فلک بھی ہی ممنون
مہ دو ہفتہ کو بخشا کمال کیا کہنا

سما گیا مری آنکھون مین حُسن کا جلوہ
ترے جمال کا ای خوش جمال کیا کہنا

تری کشش کا ہون ای ماہ رسا قائل
وہ آپ لائے پیامِ وصال کیا کہنا

یہ بیخودی نے طبیعت کو کر دیا آزاد
خوشی کا ہی نہین ہمکو ملال کیا کہنا

ہمارے دل مین وہ رہتا ہی تیر بن بنکر
خیال یار کی یہ دیکھ بھال کیا کہنا

پڑے ہے نہ شوق سے جو اوسکو نامہ کیا کہنا
سُنے نہ لطف سے جو اوس سے حال کیا کہنا

شہ رسُل کی محبت مین جان دی احسان
ہوا بخیر ہمارا مآل کیا کہنا

شکایت کر گئے ہین نامرم وہ شمع حسن جو شدل تہا
اگر اتنا وہ کہدیتے کہ تو کل شب کو غافل تہا
اسے بہی شاید انداز نگاہ یار آتے ہین
جدا رہ کہا کسینے بہی نہ مثل آرزو دم بہر
تمہارے غم کے بہلانے کی خاطر روک رکہا تہا
نہو جہو وصل کی شب صبح کی کشمکش سے ہمنے
یہ کوئی بات ہی کہلتا نہ اوس ہمہر کے آگے
گرفتاری الفت رنج کا باعث نکیون ہوتی
دکہایا تہا تماشا وحشت خاطر نے کچہہ ایسا
تصدق رنج نومیدی پہ آخر کر دیا ہمنے

تماشا ہی مرا رنگ شکستہ تنگ محفل تہا
تو دل کا مدعا واللہ ہر پہلو سے حاصل تہا
الٰہی کیا ہوا دلمین ابہی تو تیر قاتل تہا
تمہارا مرنے والا جیتے جی محبوب ہر دل تہا
نہین تو دور پہلو سے اوٹہا دینے کے قابل تہا
رخ امید سے آئینہ حیرت مقابل تہا
ہمارا حال دل کیا مدعی کا عقدہ دل تہا
مرا دام اسیری جوہر شمشیر قاتل تہا
ببولا تک نگاہ قیس مین لیلی کا محمل تہا
وہ دل جو حسرت دیدار مانگی یکدے سے منزل تہا

۲۴

ہوا احسان دل خستہ تو وہ کہنے لگے سب سے
خدا بخشے فنون عاشقی مین فرد کامل تہا

۱۴

وصل کا خستگی عشق مین سامان نہوا
سلسلہ اوس بت کا اوبہرنے سے نمایان نہوا
حسن نے آئینہ تازہ دکہایا برسون
ای فلک سوچ تو انصاف کی باتین ہین یہی
اوس جفا دوست کو کچہ حال سنایا اپنا
ای غم یار مرا صبر ہی لیتا تہا تجہے
اتنا کہہ سکتے ہین ہان ہم بہی اون انکہونکے حضور

دل مرا ناوک دلدوز کا پیکان نہوا
مجہسے ارمان مرا دست و گریبان نہوا
محو دیدار تمہارا کبہی حیران نہوا
میرے دشمن کو کبہی صدمہ ہجران نہوا
تجہسے اتنا بہی کبہی او دل نالان نہوا
دل کا طالب نہوا جان کا خواہان نہوا
تم سا دنیا مین کوئی فتنہ دوران نہوا

خواہش وصل کبھی حسرت دیدار کبھی
ہجر محبوب مین کیا کیا ہمین ارمان نہوا

یہ کوئی ضد ہے کہ انداز محبت یارب
مین جو ہندو نہوا وہ بھی مسلمان نہوا

لب خاموش نے وہ ضبط سکھایا ہم کو
کبھی باتون سے بھی پیدا غم پنہان نہوا

یاد گیسو مین نہ حاصل ہوئی جمعیت دل
خواب آنکھون مین کب آیا کہ پریشان نہوا

جب مین کہتا ہون کہ پورا نہوا وعدہ وصل
ہنس کے وہ ناز سے فرماتے ہین جی ہان نہوا

وائے تقدیر تپا پہ جیتے ہی گزری عمر
خضر بھی راہبر کوچۂ جانان نہوا

۲۴	غیر کے گھر کبھی جاتا تھا کبھی یار کے گھر وہم احسان کو کیا کیا شب ہجران نہوا	۹

ظلم کا خاتمہ بھی تیر نظر پہ ٹھہرا
سینہ کو توڑ کے کم بخت جگر پہ ٹھہرا

جس طرح تیر ترا داغ جگر پہ ٹھہرا
تیغ کا وار کبھی یون نہ سپر پہ ٹھہرا

وحشت دل کا برا ہو جو کبھی جا پہونچا
وہ گھڑی بھی نہ مین اوس شوخ کے در پہ ٹھہرا

فیصلہ خوب کیا اے فلک نا انصاف
اون سے ملنا مرے نالوں کے اثر پہ ٹھہرا

اتنی ہی جانے کی عادت ہے ترے ناوک کو
جب کبھی ہاتھ سے چھوٹا تو جگر پہ ٹھہرا

دل لیا چاہتی ہے یار کے انکھون کی جھلک
مول اس مال کا اک سلک گہر پہ ٹھہرا

وصل کی شب جو کیا موت نے جھگڑا مجھسے
فیصلہ آمد ہنگام سحر پہ ٹھہرا

سچ ہے آہ نہین اثر ہے یہ کشش لوٹنین
ہان جاؤگے جو آنا مرے گھر پہ ٹھہرا

۵	کیون نکلوایا ہے احسان جگر خستہ کو وہ کہان جائے کہ مرنا ترے در پہ ٹھہرا	۱۳

کیسکے عشق مین لیے صبر و تاب ہونا تھا
خراب ہوگئے ہم تو خراب ہونا تھا

سوالِ وصل پر ای بت یہ گالیان کیسی
وہین نہ تھا تو تجھے لاجواب ہونا تھا

کیا تھا ہمنے جو پیرِ مغان کا عرس ای شیخ
تجھے بھی آکے شریکِ ثواب ہونا تھا

تمہارے نازنے بدلا نہ کوئی رنگ اپنا
کبھی کرم کبھی قہر و عتاب ہونا تھا

ندامتین ہوئین کیا کیا پہ پیشِ داورِ حشر
مرا حساب نہ روزِ حساب ہونا تھا

کلیم ہوش مین آتے نہ حشر کے دن تک
ذرا کچھ اور تجھے بے حجاب ہونا تھا

وہ خاک اوڑا کے بتاتا جو پوچھتا ہمین یا
پیام بر کو بھی حاضر جواب ہونا تھا

ہٹا گئے وہ تجھے ٹھوکرون سے آخر کار
یہی تو ای دلِ حسرت مآب ہونا تھا

ادہر ہی ناز جوانی ادہر ہی شوقِ وصال
شبابِ یار کو میرا شباب ہونا تھا

وہ قید کرتے ہین اپنے گناہگارون کو
پڑے عذاب مین ہمکو عذاب ہونا تھا

مزے کی نیند ہی آتی شبِ جدائی مین
خیالِ یار کو آنکھون کا خواب ہونا تھا

ہمارے پاس ٹھہرتا ہمارا دل کیونکر
تلاشِ یار مین خانہ خراب ہونا تھا

٢٦ ادہر ادہر بھٹکتا ہی کس لیے **احسان**
تجھے تو خاک درِ بو تراب ہونا تھا ١٥

جب کہیے کسی جی سے گزرنا نہین آتا
فرماتے ہین ہمپر کہ تجھے مرنا نہین آتا

ملتے نہین دلکو مرے تسکین کے پہلو
بیتاب طبیعت کو ٹھہرنا نہین آتا

پڑتی نہین دل پہ نگہِ شوخ کسی کی
اس تیر کو پہلو سے گزرنا نہین آتا

حاضر ہی تمہارے لیے دل لوکہ جگر لو
ہم کہتے ہین جو اوس سے مکرنا نہین آتا

افسوس یہی ہی کہ کبھی یادِ عدو کو
ای شوخ ترے دل سے اوترنا نہین آتا

کیون ہین یہ مری بیخودیِ عشق پر الزام
مرنیکی طرح کیا مجھے مرنا نہین آتا

محبوب وہ ایسے ہین کہ بگڑتے نہین بنتا
نادان ہین ایسے کہ سنورنا نہین آتا

تن تن کے یہ کہتی ہی کوئی اوٹھتی جوانی
دل کو بھی مری طرح او بہرنا نہین آتا

معلوم ہو کیا اونکو پریشانی عاشق
رخ پر ابھی زلفونکو بکھرنا نہین آتا

چہاتی سے لگی رہتی ہی تصویر ہمیشہ
جی سے تری صورت کو اوترنا نہین آتا

بن ٹھن کے رقیبون سے ملاکر لیے ہین رخ
ہان آکے بکھر لیے اونکو سنورنا نہین آتا

کوچے مین ترے پھرتے ہی رہتے ہین شب و روز
مانند ہوا ہم کو ٹھہرنا نہین آتا

تسکین کسے انداز سکھاتے رہے برسون
لیکن دل مضطر کو ٹھہرنا نہین آتا

دامن ہی مین رہتے ہین ہم اشک کے قطرے
موتی یہ وہ ہین جنکو بکھرنا نہین آتا

۲۷ — ۱۲

پاس ادب یار سے چپ رہتے ہین احسان
نالہ کہ فغان کیا ہمین کرنا نہین آتا

دم بھرتے ہین تجھ عشقباز کس کا
عالم ہی شہید ناز کس کا

باتون سے عیان ہی کسکی تقریر
سینے مین نہان ہی راز کس کا

ہم مر گئے سر پٹک پٹک کر
پرسان ہی وہ بے نیاز کس کا

محفل مین ہون ایک مین اور اک شمع
تم دیکھتے ہو گداز کس کا

محمود تو خود ہی بندۂ عشق
مملوک ہوا ایاز کس کا

مین دل کو بچاؤن یا جگر کو
دشمن ہی تمہارا ناز کس کا

قسمت نہ بنی کبھی بگڑ کر
یہ چرخ ہی کارساز کس کا

آنکھونکو ملاؤن مین کہ دل کو
کام آئیگا میرے ساز کس کا

آنکھین تری کسکو ڈھونڈتی ہین
اس ناز مین ہی نیاز کس کا

۲۴۴

دل لیکے وہ دل نواز کس کا سر کاٹیگی تیغ ناز کس کا	قسمت ہی ذرا بتا دے ہمکو مقتل مین کسے وہ ڈہونڈتے ہین

۴۱ آنسو جو نکل رہے ہین احسان
افشا یہ کرینگے راز کس کا ۱۴۳

اشک حسرت ہی کو سو مرتبہ ڈہلتے دیکھا
کی تسلی مری جب دلکو اچہلتے دیکھا
کچھ تو اندیشہ تہا ایسا جو وہ لپٹے آکر
وہ کسیدن جو ذرا دیر کو آجاتے ہین
دل سے آنکہون مین ہی آنکہونسے ہی دلمین آیا
گہر مین بیٹھے ہوے وہ بیٹھے ہین دلکو
دہوپ مین نکلے ہین اونکے لیے جسدن گہر سے
وصل کیسے ہی ہوا انحل تمنا لیے بحر
ناگوارا ہی ہمین غیر کا بہی سوز و گداز
کبہی ہنسنا کبہی چپ رہنا کبہی لوبل اٹہنا
یا الٰہی مرے ارمان بہرے دلکی خبر
سبری کیا اونکی سنتے نہین اب حضرت دل

تیرے جلوے کو نہ آنکہون سے نکلتے دیکھا
ہاتھون ہاتھ اوسنے لیا ہاتھ جو ملتے دیکھا
مجھکو جسدم صف محشر سے نکلتے دیکھا
اتنا لکھا ہی دل غیر کو کہلتے دیکھا
خوب ہنستے ترے جلوے کو اٹھتے دیکھا
کیا قیامت ہی کبھی اوٹھتے نہ چلتے دیکھا
رشک وہ شے ہی کہ سایہ کو بہی چلتے دیکھا
کاہش آتش کا نہ اپنے لیے پہلتے دیکھا
بجھ گیا دل جو کبھی شمع کو جلتے دیکھا
تیری تصویر کو سو رنگ بدلتے دیکھا
نامہ بر کہتا ہی کچھ اونکو مسلتے دیکھا
ایسے بگڑے ہوئے کو کسنے سنبھلتے دیکھا

۲۶ نہ سہی وصل وہ پامال ہی کر لیتے احسان
کام ناکام کا اتنا بہی نہ چلتے دیکھا ۱۵

ہم سے دشمن کا بہی گلا نہوا	اونکو پاس وفا ذرا نہوا

دیکھتے ہم تیری مسیحائی
درد ہی درد لا دوا نہوا

تم بھلائی کرو رقیب کے ساتھ
اور مین یہ کہون برا نہوا

اونکا ہنسنا مری تمنا پر
دل لگی ٹھہری مدعا نہوا

پھر کسی ایسے کام کا سمجھین
دل ہی جب درد آشنا نہوا

ایسی افتادگی مین ہی کیا خاک
مین جو اوس بت کا نقش پا نہوا

تم تو کیا خنجر ستم بھی کبھی
درد دل کے لیے دوا نہوا

بحث تھی شرم و شوق مین شب وصل
صبح تک کوئی فیصلا نہوا

دل کا اک کام لینگے چرخ سے ہم
شک ابھی سے یہ ہی ہوا نہوا

لیگیا تو فریب سے دل کو
اور دغا باز تجھسے کیا نہوا

میری حیرت کو دیکھتا ہے بزم
یون بھی وہ صورت آشنا نہوا

تمنے جو ضد کی ہو گئی پوری
ہمنے جس کام کو کہا نہوا

اونکے دلمین ہی غیر کا ارمان
کاش ہمراہ مدعا نہوا

ایسی تقدیر پر گرے بجلی
جلوہ گھر مین بھی سامنا نہوا

۳۰ — رہگئے ہائے کرکے ہم احسان
دل کو لیکر وہ جب روانہ ہوا — ۱۱

نہ قبر پر کبھی آنا نہ فاتحہ دینا
ہماری لاش کو تم خاک مین ملا دینا

سکھا رہی ہے یہی آرزوئے قتل ہمین
وہ تیغ کھینچکے آئین تو سر جھکا دینا

ہماری گردش قسمت ہی کیا تو ہی ناصح
یہ کس نے تجھکو سکھایا ہے سر پھرا دینا

ملیگا تجھکو یقیناً بہت ثواب ای چرخ
ہمارا کام بگڑتا ہوا بنا دینا

یہ کہکے سوئی ہی قسمت مری شب وعدہ
چراغ داغ کو جلتا ہی رہنے دے ای آہ
عدو کا دخل نہ ہونے دو اپنی محفل مین
اگر عدو نہین گاہک تو کیا تردد ہی
ہمارے دلکو وہ پاکر جو خوش ہوے تو کہا

جب آے یار تو فوراً مجھے جگا دینا
کہین اسے بھی نہ دل کیطرح بجھا دینا
تمہین بٹھالیے ہو مجھکو تمہین اوٹھا دینا
تم اپنی تیغ کو میرے گلے لگا دینا
اسیطرح کا کوئی اور دل بھی لا دینا

۲۱

فراق یار کا صدمہ نہ جائیگا آسان
تم اپنی زیست کو اب خاک مین ملا دینا

۱۵

وہی آئے کہ تڑپ کر مجھ مین ہیجان رہتا
تھے نہ آنسو تو جگر ہی سبزۂ مژگان ہوتا
غیر کے سامنے ہم پوچھتے ہین قاتل سے
یار کی وعدہ خلافی سے ہمارا دل بھی
دل لیکے کھلنا ترے چھوڑنیکا نہ دیکھا ورنہ
ای ستمگر شب وعدہ تجھے آنا تھا ضرور
تمکو شکوہ کہ شب وصل بہت سا چھیڑا
تم دکھاتے وہ کرشمہ مجھے ان آنکھون کا
کیا بگڑتا ترا او چرخ تو فلک سے کوئی
دل سے رکھا تری آنکھون نے تکلف شب وصل
میرے مرنیکا شب غم مین تعجب ہی اونہین
دل کی خواہش ہی شب وصل مرنیکا پہلو

اور کیا اسکے سوا ای شب ہجران ہوتا
میری آنکھون ہی سے کچھ حال نمایان ہوتا
کون ان دونون مین پھر سے نہ قربان ہوتا
ٹوٹ ہی جاتا اگر وصل کا پیمان ہوتا
یہ پریشان تو کچھ اور پریشان ہوتا
پھر وہی تو وہی عاشق وہی سامان ہوتا
مجھکو حسرت کے نکلنے کا نہ ارمان ہوتا
جو کبھی سحر کبھی فتنۂ دوران ہوتا
وہ مری آرزوئے دل کا جو پیمان ہوتا
ورنہ سو مرتبہ لٹنے کا ارمان ہوتا
اتنی مشکل سے بھی یہ کام نہ آسان ہوتا
اور پھر جوبن سے کسی بت کے گمان ہوتا

مبتلا درد مین ہو آپ ہی دل سا ہمدم
کون ہمدرد ہمارا شب ہجران ہوتا

تیری ہی منزل آرام یہ دونون گہر تھے
دل مین رہتا کہ مری آنکھ مین پنہان ہوتا

۳۲	یاس بنتا کہ تمنا کہ تصور احسان عشق ہر رنگ سے دل مین مرے پنہان ہوتا	۱۱

ہارا جو صبر تو بے اختیار ہو کے رہا
یہ دو گہڑی بھی نہ دل مین قرار ہو کے رہا

یہی گلہ ہے فلک سے کہ یار آ گئے دل مین
خیال غیر نہ اک دن غبار ہو کے رہا

تاسف آتے ہین کیا کیا مقدر دل پر
تری نگہ مین وہ بے اعتبار ہو کے رہا

اوٹھا دیا تو اوٹھ آیا بٹھا دیا بیٹھا
مین اونکی بزم مین کس روز بار ہو کے رہا

تلاش یار مین برسون پھرا کیا دن رات
ہمارا نالہ غریب الدیار ہو کے رہا

وہ تیری چال کا فتنہ بنے گا جو محشر
جہان مین ستم روزگار ہو کے رہا

تمہارے عشق نے کیا کیا نہ رنگ دکھلائے
دلون مین حسرت بوس و کنار ہو کے رہا

جسے سمجھتے تھے ارمان وصل جانان ہم
وہی تو خواہش امیدوار ہو کے رہا

پھر اونکو یاد دلاتا ہے طرز جور و ستم
وہی خیال جو غفلت شعار ہو کے رہا

جو شب کو دیکھ رہی تھی وہ چشم حیرت تھی
مین تیری بزم مین آئینہ دار ہو کے رہا

۳۳	سر غرور اوٹھایا نہ خلق مین احسان خدا کا شکر ہے مین خاکسار ہو کے رہا	۱۱

کبھی امید کبھی حسرت و ارمان ہوگا
دل مین غم یار کا سو رنگ سے پنہان ہوگا

مجکو غم ہے تو یہی ہے دم مرگ اے وحشت
اب ترے ہاتھ مین کل کس کا گریبان ہوگا

سحر وصل دکھائی نہ سیہ بختون کو
اور کیا تجھ سے بھلا اے شب ہجران ہوگا

دیکھو پائیگا اگر وہ ترا انداز خرام
دلمین رہ جانے کی مجھے کچھ بھی جو حسرت ہوگی
گالیان کھائیگا اسطرح وہ بیجرم و قصور
چٹکیان اپنے دل زار مین لیتا ہی کوئی
اپنا آشفتہ اگر گیسوے جانان نے کیا
ای سحر منہ نہ شب وصل دکھانا ورنہ
شکوۂ زلف سے اسیحضرت دل گھبرا جائیگا

فتنۂ حشر دبے پاؤن گریزان ہوگا
ناوک یار سمٹ کر ابھی پیکان ہوگا
جو کوئی آیکا شرمندۂ احسان ہوگا
تیرے ہی ناوک دلدوز کا پیکان ہوگا
خواب راحت بھی مجھے خواب پریشان ہوگا
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریبان ہوگا
ہفت مین اونکا دماغ اور پریشان ہوگا

۳۴

قتل ہو جاؤنگا چتون کی ادا پر احسان
بانکپن اونکا مجھے خنجر بران ہوگا

۱۱

گو مین خوش خوش تری محفل سے نکلجاؤنگا
اونکے قدمونکے تلے آکے کچل جاؤنگا
تیرے ارمان نے دھمکی مجھے دے رکھی ہی
کیا مجھی کو رہ محبوب مین ہی گرم روی
یوں مجھے آیا کرے ہوش تو مجکو شب ہجر
شکر ہی آج ترے درد نے اتنا تو کہا
بیٹھتے اوٹھتے یہ کہنا ترے غم کا کیا خوف
رشک کی تاب ہی اے پرتو تجلی کسکو
کچھ تڑپنے مین کمی ہی تو یہ کہتا ہی وہ شوخ
دیکھ لینے دو بہار چمن حسن مجھے

لیکن امید نہین پھر بھی سنبھل جاؤنگا
چال مین گردش قسمت سے بھی بل جاؤنگا
جب خفا ہوتا ہی کہتا ہی نکل جاؤنگا
شوق کہتا ہی کچھ آگے مین نکل جاؤنگا
رفتہ رفتہ مین تو نہین آپ سنبھل جاؤنگا
وصل کی رات جب آئیگی تو ٹل جاؤنگا
کوئی ارمان نہین مین جو نکل جاؤنگا
طور کو دیکھتے ہی دیکھتے جل جاؤنگا
چٹکیون سے دل بیتاب کو مل جاؤنگا
باغ کی سیر کرو نگا تو بہل جاؤنگا

۱۱	یاد ہی وصل مین ارمان کی کہنا احسان تہوڑی دیر اور ٹھہر لو تو نکل جاؤنگا	۳۵

دل اوڑا غیر کا عاشق کا جگر چہوڑ دیا
لوٹ کر خاطر بیتاب کا گہر چہوڑ دیا
رحم کی کیا کسی بیرحم سے رکہون امید
سینہ توڑا ہی تو دل کو بھی کیا بسمل کر
آج فتنون کو قیامت ہی سے لڑوا دیتے
دل ویران مین نہ گیسو کا تصور آیا
تجہکو جانا تہا ہمارے دل سے نکلوا کے ایسے
مجہے پاس سے گہبرا کے جو نکلی شب ہجر
چوری جاتے نہین سنتے کسی دن لکو اب ہم
دل مین اپنے تو کسی اور طرف کو نہ ٹہہرا

تو نے احسان جہان تیر کدہر چہوڑ دیا
کچھ نہ چہوڑا نہ کر اک داغ جگر چہوڑ دیا
تو نے رونا بہی تو ای دیدہ تر چہوڑ دیا
اسکو کسکے لیے ای تیر نظر چہوڑ دیا
کوئی شوخ نہ سیر انگنہ چہوڑ دیا
اس بلا نے ہی یہ ادھر اہوا گہر چہوڑ دیا
کس پہ ارمان کو ای درد جگر چہوڑ دیا
آہ نے رستہ باب اثر چہوڑ دیا
آنکہ نے شیوہ دزدیدہ نظر چہوڑ دیا
کیا مجہکو تیرے ناوک نے جگر چہوڑ دیا

۷	فیصلہ غیر کا اور میرا ہوا خوب احسان ہاتھ اک ادہر اک ادہر چہوڑ دیا	۳۶

دونون جانب جوش الفت کا اثر ہونے لگا
جلوہ گہ مین دیکہ لین جی بہر کے کہتی ہین
اس تجاہل نے تو ہمکو اور بھی تڑپا دیا
واے بیدردی مٹایا ہی فلک نے اسکو بہی
کچھ تو اس پہلو سے قاتل پر کہلیگا حال

مجہکو غش آنے لگے وہ بیخبر ہونے لگا
اٹہو آنکہو نسے تقاضا نظر ہونے لگا
پوچہتا ہی یار کیون درد جگر ہونے لگا
جب ہمارے آہ کا کچھ کچھ اثر ہونے لگا
کیا ہوا خون آرزو کا اگر ہونے لگا

دل سے تم ارمان بن بن کر نکل جاتے ہو آہ
اور کہتے ہو کہ نالہ بے اثر ہونے لگا

۳۷

رسمِ الفت سے ہمیں احسان وہ ایذا ملی
اعتبارِ دشمنی ہر دوست پر ہونے لگا

۱۹

دشنام دی کہ بوسۂ رخ پر ملا دیا
صدمہ غمِ فراق کا بے انتہا دیا

سو جلوے ہر نگاہ میں ہیں وقتِ انتظار
بتلایئے حضور نے دل لیکے کیا دیا

پھر آرزو ہی کہتا ہے تیغِ ستم کا زخم
دل شاد کرنے والوں نے ہمکو رلا دیا

لیجاتا ہی مجھ ہی وہان ساتھ اپنے دل
آنکھوں کو پتلیوں نے تماشا دکھا دیا

موجِ نسیمِ تیغ سے سب زخم کھل گئے
اس دل کی چوٹ نے ہمیں اجہاڑ دیا

ہوتے ہو تم مجھی سے مکدر شبِ وصال
کمبخت نے کہاں کا یہ جھگڑا لگا دیا

روز آتے ہیں وہ دیکھنے کو میرا اضطراب
روتے ہوؤں کو آپ کرم نے ہنسا دیا

آرائشوں سے بنگئے وہ آفتِ جہان
مٹی میں جو ملا نہ عدو کا ملا دیا

رو رو دیے ہیں حسرتِ کشتہ کے حال پر
دردِ جگر نے مجھکو تماشا دکھا دیا

آخر شبِ فراق میں موت آگئی ہمیں
سحر ہے نے چشمِ شوخ کا جادو جگا دیا

حیرت سے ہم ہیں مرقعِ تصویرِ انجمن
پانی کی طرح خون تمنا بہا دیا

آتا تھا دل میں رہنے کو ارمان کا ہجوم
جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا

ای آسمان ہم تو کھینچینگے ہزار بار
محفل کا رنگ شمعِ رخوں نے جما دیا

کتنا ہی اضطراب ہو تا نکلیں گے نہ ہم دل
افسوس کسکی یاد نے رستہ بھلا دیا

دیکھیں گے تاب لاتی ہے کسکی نگاہِ شوق
تو نے ہمارے دوست کو دشمن بنا دیا

کیا اوسکا پھیرنا جو کسیکو دیا دیا
جب روزِ حشر یار نے پردہ اوٹھا دیا

باد صبا نے خاکِ رہِ کوئے یار سے — دل بھی ہمارا ڈھونڈھ کے ہمکو نہ لا دیا

میرا نشانِ قبر تھا مدت سے یادگار — ظالم کی ٹھوکروں نے اوسے بھی مٹا دیا

۳۸

احسان مر گئے نہ میسر ہوا وصال

اس آرزو نے خاک مین ہمکو ملا دیا

۱۵

بھوٹی تسلیوں سے جو دل بیقرار تھا — اپنا عجیب حال شبِ انتظار تھا

سُنتے ہمارے نالۂ دل کی یہی کچھ حضور — بیچارہ بے وطن تھا غریب الدیار تھا

غافل مجھے کیا بھی تو بھلوئے یار مین — دل سے زیادہ عشق مرا ہوشیار تھا

رخصت ہوئے وہ بھول گئے عیشِ وصل ہم — یہ یاد ہے کہ شب کو کوئی ہمکنار تھا

انمل رہی نگاہ طبیعت ہوئی جو صاف — دل سے زیادہ آنکھ کو مجھسے غبار تھا

کسکو بتاؤں مین شبِ غم کا تیرا حال — آنکھین تھین میری اور ترا انتظار تھا

اونکا خیال ساتھ لگا لیگیا کدہر — یارب بھی تو بر مین دلِ بیقرار تھا

کچھ کہگئے ہنسی مین جو ہم وہ خفا ہوئے — در پہ وہ چھیڑنا بھی اونہین ناگوار تھا

پامال کرنے آئے تھے جب وہ ہماری لاش — ہم وہ ادہر ادہر ستمِ روزگار تھا

یاد آتی ہین کبھی کی اونگلین حضور کی — اوٹھتے ہوئے شباب کا کیا کیا اوبھار تھا

آخر نثار ہو ہی گیا بختِ غیر پہ — وہ دل جو تیرے وصل کا امیدوار تھا

خاطر نہ جمع دونو طرف تھی شبِ وصال — کچھ ہمکو فکر تھی کچھ اونھین انتشار تھا

کیونکر بھلا سے بیٹھے رہے آجتک مجھے — دل تو تمہارے پاس ہمارا یادگار تھا

ای جذبِ شوق تیری کشش خوب دیکھلی — ہم بھی کہین گے کیا کوئی بیگانہ یار تھا

احسان ہم نہ ٹلیگے ضرور آج دینگے جان

۳۹ | کیا یاد وہ کہہ کے گئے کوئی بیقرار تھا | ۱۱

ہوگیا تھا جو گذر عشق کے دیوانوں کا
بال بکھرے نظر آتے ہیں پریشانوں پر
لذتِ دردِ محبت سے ہوا لو آگاہ
رات بھر یار کو آغوش میں کھا ہمنے
غم نے چھوڑا ہی مرے دل میں جو تھوڑا سا ہو
بختِ خفتہ کی طرح اونکو بھی سوجاتا تھا
چرخ کے بھیجے ہوئے دردِ الم آئے ہیں
دیکھ لیتا ہوں جو اوس بت کی تجلی آنکھیں
کچھ نہ پوچھو مرے ویرانۂ دل کی وسعت
تنے کیا تھے مرے دلکو کیا تھا خالی

ڈھیر ہی کوچۂ جاناں میں گریبانوں کا
دیتے بائیں ترے مجمع ہیں پریشانوں کا
شکر کرتا ہی دہن زخمِ نمکدانوں کا
پھر بھی پورا نہوا حوصلہ ارمانوں کا
بچ رہا حصّہ ترے تیر و نکے پیکانوں کا
چرخ نے لے لیا کیوں خوابِ پریشانوں کا
منتظر تھا دلِ شیدا انہیں مہمانوں کا
لطف ملتا ہی چھلکتے ہوئے پیمانوں کا
ایک میدان ہی یہ لاکھ بیابانوں کا
پھر نہ آتا ہوا نکلے ہوئے ارمانوں کا

۴۰ | ایک ہی ہوش میں پایا نہیں جاتا احسان
مجمعِ حشر ہی یا غول ہی دیوانوں کا | ۱۳

پیوندِ زمین کب تری ٹھوکر نے کیا تھا
ہاں اور تو کچھ یاد نہیں حشر کی باتیں
کل تھی جو تڑپ کیوں نظر آتی نہیں وہ آج
مقتل میں تڑپتی ہی رہی لاش ہماری
مارا ہی ہمیں کو تری چتون کی ادانے
ہوتی تھی حیا سے جو شبِ وصل لڑائی

یہ کام ہمارے ہی مقدر نے کیا تھا
انصاف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا
کیا یاد کسیکو دلِ مضطر نے کیا تھا
اچھا یہ سلوک آپ کے خنجر نے کیا تھا
زندہ بھی ہمیں کو تری ٹھوکر نے کیا تھا
شوخی کو الگ غمزۂ دلبر نے کیا تھا

مغرور ہوا ایک ہی ٹھوکر کا تمہاری
تقصیر ہی تیری نہ خطا تیرے ستم کی
کہیے ابھی آئینہ دکھا کر میں بتا دون
کم بخت بنا کر اوسے کیون کوس رہے ہو
ناز ان ہو بہت لذت غم پر نہ دل غیر
ہم چشم سیہ مست کو بہکا لئے ہوئے ہین

دعوے تو بڑا آفت محشر نے کیا تھا
مایوس ہمین اپنے مقدر نے کیا تھا
شرمندہ کیسے آتے ہمسر نے کیا تھا
کیا تم سے بھی جھگڑا اول مضطر نے کیا تھا
یہ لطف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا
بیہوش ہمین کل اسی ساغر نے کیا تھا

۱۴	گھورا مرے قاتل کو شب بادہ مین احسان کیسا یہ غضب دیدۂ اختر نے کیا تھا	۱۳

اونکے کہتا ہون شب وعدہ نہ شرما جانا
کبھی ارمان کبھی دلکی تمنا جانا
مجکو ای بت نہ بنا عشق مین اتنا غافل
خواہش وصل نے بیتاب کیا آخر کار
کوئی تو ہو دل پر درد کی حالت کا شریک
خوش جا لو نکے ستم عین کرم ہوتے ہین
سر کشی سیکھنے دیتی نہین آداب وفا
کھو لکے بال یہ کہتا ہی کوئی وصل کی شب
حضرت عشق نہ خود رفتہ کیے دیتے ہین
اک نہ اک ہی خلل انداز تمنا شب وصل
مجھکو کیون چھوڑ دیا ساتھ لیے چل اہل

میرے گھر میری طبیعت کیطرح آجانا
انسے ہیچ کہدو کہ ہمنے تمہین کیسا جانا
بھول جاؤنگا تری یاد کا آنا جانا
آپ نے اسکو مرا شوق تمنا جانا
جنکبان لیکے کلیجے کو بھی تڑپا جانا
کیا برائی ہی جو ہمنے تمہین اچھا جانا
کچھ نہ جانا ترے جوبن نے اوبھر جانا
بوے گیسو کو نہ تم سونگھ کے اترا جانا
یاد آیا ہی برا آکے وہ سلجھا جانا
اونکی آنکھوں نے حیا کہتی ہی شرما جانا
بزم دلدار مین اچھا نہین تنہا جانا

وعدہ ٹھہرے کہ نہ ٹھہرے مگر آؤ تو سہی
جھوٹی قسمین ہی مرے سر کی ہتو کہا جانا

۴۲

جور بیجا کی شکایت نہ کبھی کی احسان
اِس وفا پر بھی نہ اوسنے ہمین اپنا جانا

۱۴

اِس کا شکوہ نکرو ضبط کیا یا نہ کیا
لاکھ فریاد کی لیکن تمہین رسوا نہ کیا

وہ بھلائی کے عوض کاش بُرائی کرتے
بھول کر بیٹھ رہے ہین یہی اچھا نہ کیا

دلِ عاشق کو وہ مٹھی مین لیے بیٹھے ہین
کچھ تو مطلب ہی کہ جو خونِ تمنا نہ کیا

نگہِ ناز کی ہوتی ہی لگاوٹ ایسی
مجھسے ملنا بھی مرے دل نے گوارا نہ کیا

خاک پر لوٹ کے بھی ہمنے سنبھالا دل کو
راہِ الفت مین ہتو کیا نہ ہوا کیا نہ کیا

ہم اسی لطف و کرم پر تو مٹے جاتے ہین
پائمال آپ نے دشمن کا کلیجا نکیا

اک ادا اونکی بنا لیتی ہی اپنا سب کو
جگر و دل نے تو دھوکے ہی اکیا نکیا

بدشگونی ہوئی ہنگام دعا وائے نصیب
کوسنے والے نے کوسا ہمین اچھا نہ کیا

کیا اُٹھایا ہی تری شانِ کرم نے ہم کو
بخت نے بھی تو کسی روز بھروسا نہ کیا

کھوئے جاتے ہین رہ عشق کے چلنے والے
یہ تعجب ہی تجھے ڈھونڈھ کے پیدا نہ کیا

دل ہوا زخم طلب تیغ کے مُنہ پر چڑھکر
اس جوانمرد نے یہ کام تو مردانہ کیا

قرض کے نام سے اک بوسہ لیا تھا ہمنے
کچھ تو سمجھے ہین وہ دل مین جو تقاضا نہ کیا

دیکھتے میری وفا تیری طرفسے دشمن
اسلیے مین نے محبت کا ہی دعوا نہ کیا

۴۳

اونکی باتین ہی سُنین ہمنے شب وصل احسان
کوئی حجت نہ بڑھائی کوئی جھگڑا نہ کیا

۱۹

بنگیا گردِ کدورت غمِ پنہان کِس کا
مِلگیا خاک مین آیا ہوا ارمان کِس کا

وقت رخصت ہی ادب ائی دل نادان کسکا | کل ملیگا تجھسے پھر گوشۂ داماں کس کا
دیکھیے کام بنا لیتی ہی کسکی تقدیر | آج وہ پوچھتے ہین ہو کوئی مہمان کس کا
وہ مرا عہد وفا آپ کا اقرار وصال | آزما لیجیے مضبوط ہی پیمان کس کا
یہ نیا ظلم ہی خود چھین لین دل خود ہی کہین | لٹ گیا دیکھتے ہی دیکھتے سامان کس کا
مسکراہٹ کی ادا آج بھی ہی پیش نظر | ہمنے کل دیکھ لیا تھا لب خندان کس کا
مجمع شوق و تمنا مین جو گھبرایا غم | دل سے کہتا ہی کہ بن جاؤن مین ارمان کس کا
خود چلے آئے ہو یا لائی ہی قسمت میری | غیر کے کہنے سے مین مان لون احسان کس کا
بخت دشمن بھی سیہ ہو تو یہ ابر کھلے | ساتھ دیتی ہی بلائے شب ہجران کس کا
ہنسے یا ناکہ کمان کش ہو نہ تم تیر انداز | چٹکیان دل مین لیا کرتا ہی پیکان کس کا
اڑتی پھرتی ہی خبر کس کی خود آرائی کی | ذکر کرتی ہین سلیمان سے پریان کس کا
کنگھی چوٹی سے طبیعت کو ہوئی کیون نفرت | آج دیکھ آئے ہو تم حال پریشان کس کا
تجھسے وعدہ ہو وفا غیر سے ہو وائے نصیب | کون سامان کرے یار ہو مہمان کس کا
اس پہیلی کو بھی پوچھین گے کبھی یار سے ہم | دن مین سو مرتبہ ٹوٹے تو وہ پیمان کس کا
قیس بھی چاک کرے جیب قبا دیکھین تو | دامن یار سے ملتا ہی گریبان کس کا
یہ ہتھیلی کا پھپھولا ہی اسے پھینک بھی دو | لے لیا ہاتھ مین تم نے دل سوزان کس کا
اپنے بیمار کو وہ ہوش مین پا کر بولے | ملگیا سونگھنے کو سیب زنخدان کس کا
غیر پر صدقے ہو کس طرح تمنائے وصال | آپ قربان کیے دیتے ہین ارمان کس کا

۳۴

ناز سے کہتے ہین منہ پھیر کے وہ صبح وصال
آج **احسان** ہی شرمندۂ احسان کس کا

۱۱

کبھی ڈرتے ڈرتے جو پردا اوٹھایا
کسی کی نگاہوں نے بیخود بنا کر
حسینوں سے لڑوا دیا ہے دلکو
ہوئے ہم جو مشتاق رنگین بیانی
ہمیں نے دل اپنا دیا ان بتونکو
شباب آتے ہی ہٹ گئی خودنمائی
ستم کی تلافی ہوئی ہی تو آتی
خدا جانے کیا دیکھتا تھا وہ ظالم
کیا کشتۂ فتنہ خرامی نے مجھکو
نگہہ دلکی مژگان جگر کی ہے دشمن

نہ آنکھیں ملیں اور صدما اوٹھایا
گرایا سنبھالا اٹھایا اوٹھایا
فساد آرزوؤں نے اچھا اوٹھایا
لبوں نے خموشی کا بیڑا اوٹھایا
ہمیں نے جدائی کا صدما اوٹھایا
جوانی نے جوبن کا پردا اوٹھایا
وہ کہتے ہیں کیوں جو بیجا اوٹھایا
کئی مرتبہ دل کو پھینکا اوٹھایا
قیامت نے آکر جنازا اوٹھایا
یہ شر تو نے اے یار کیسا اوٹھایا

٣٥

مجھے قتل کر کے وہ احسان بولے
بتاؤ اب احسان کس کا اوٹھایا

٩

سناؤ گالیاں لیکن برا دل ہو نہیں سکتا
مرے دلکی طرح جب یار کا دل ہو نہیں سکتا
عدو کو لاکھ تم باتیں سکھاؤ رسم الفت کی
یہ گھر ہی اور کا جا راستے اپنا ای مجنون
سبا ہی منہ جو وقت ذبح کچھ برا نہیں ہمکو
بہت ہشیاری حسرت بہرا دل وصل کی شب میں
نہ روکا اسلیے بیکان تیر یار کو میں نے

سمجھ دیکھو کچھ ان باتوں سے حاصل ہو نہیں سکتا
محبت کا مزہ غم کھا کے حاصل ہو نہیں سکتا
تمہارے منہ لگا لیے کیسے وہ قابل ہو نہیں سکتا
ہمارا دل تری لیلی کا محمل ہو نہیں سکتا
دہان زخم سے کیا شکر قاتل ہو نہیں سکتا
بناؤ لاکھ تم بیخود وہ غافل ہو نہیں سکتا
کہ وہ پہلو میں رہکر دوسرا دل ہو نہیں سکتا

نہ آؤ تم تو بزم عیش افسردہ نظر آئے
کسی صورت سے قائم رنگ محفل ہو نہیں سکتا

٤٦

تصور یار کا رہتا نہیں احسان آنکھوں میں
وہ کہتا ہے میں چشم شوق کا قائل ہو نہیں سکتا

11

کبھی یہ انقلاب گردش ایام ہوتا تھا
ادھر سے آرزوے وصل کا پیغام ہوتا تھا

تجھے کیا کیا نہ اے آہ دل ناکام ہوتا تھا
عدو کا صدمۂ فرقت مرا آرام ہوتا تھا

مزہ جو گالیوں میں ہے کہاں شیرین بیانی میں
ترے لطف بیان کو لذت دشنام ہوتا تھا

مری فریاد کو سن سن کے گھر میں بیٹھے کہتے ہیں
قیامت کی طرح در پر ہجوم عام ہوتا تھا

مرے گھر تک نہ آئے وہ اجل بھی آ گئی سر پر
زیادہ اس سے کیا اے بخت نافرجام ہوتا تھا

مجھے وہ قتل کرتے ہیں اجل پھرتی کہتی ہے
گنہگار محبت کا یہی انجام ہوتا تھا

نہ آئے وہ شب وعدہ تو یہ تقدیر بول اٹھی
تجھے ناکام ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا

خدا ثابت قدم رکھتا تہ خنجر نہ کیوں انکو
شہیدان وفا کا حشر کہ میں نام ہوتا تھا

تڑپ کر میں خیال یار سے کہتا ہوں فرقت میں
تجھی کو دوست بنکر دشمن آرام ہونا تھا

یہی افسوس کرتے ہیں ہم اپنی نامرادی کو
ترے غم کو تمنائے دل ناکام ہونا تھا

٤٧

اوٹھا سکتا ہے کون احسان لطف بدزبانی کو
مجھی کو اونکے آگئے قابل دشنام ہونا تھا

١٥

ہمارے قابو سے شب غم دل ہی گیا جاتا رہا
آرزوے وصل کا بھی حوصلا جاتا رہا

آنکھ ملتے ہی دل درد آشنا جاتا رہا
کیا کہیں کیا مل گیا آج اور کیا جاتا رہا

پیار کی آنکھوں سے اونکا دیکھنا جاتا رہا
وہ تمنا رہ گئی وہ آسرا جاتا رہا

آج اونکو وعدۂ فردا سے بھی انکار ہے
وائے ناکامی کہ یہ بھی آسرا جاتا رہا

لطف ہو جب دل لگے کہو جا ہمکا ہین شکوہ کرو ن
بس بہت چھیڑو نہ مجھکو مدعی کے سامنے
وصل کا وعدہ نہین کرتے مگر ہنستے تو ہین
ہاتھ رکھکر میرے سینے پر زرا تم دیکھلو
سن لیا ہی داور محشر کو جب سے بے نیاز
جستجوئے دل ہین مجھکو دیکھکر کہتے ہین وہ
رو برو میرے بھری محفل ہین ہمراز تو ہین غیر
وصل کی شب بے سونکی دولت بچا لی رو رو کر
انس کرتا خانہ دل سے مرے کیا درد عشق
اوسکو بردے ہین چھپا رکھتی ہی آنکھونکی شرم

تم کہو ہم کیا کرین جب تا رہا جاتا رہا
چاہتے ہو تم کہ مین کہدون گلا جاتا رہا
یہ بھی کیا کم ہی کہ انداز حیا جاتا رہا
کون کہتا ہی کہ درد لا دوا جاتا رہا
کہتے ہین اندیشۂ روز جزا جاتا رہا
کونسی شی ڈہونڈہتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا
اونسے ملکر بیٹھنے کا اب مزا جاتا رہا
مال میرے ہاتھ ایک آیا ہوا جاتا رہا
چار دن ٹہلا پھرا بیٹھا اوٹھا جاتا رہا
یار کی اوٹھتی جوانی کا مزا جاتا رہا

۴۸	روک دیکھے دل مرا احسان تیر یار کو رہگیا لو رہگیا جاتا رہا جاتا رہا	۱۵

اللہ ری حیا سامنے آیا نہین جاتا
دلدار سمجھکر تمہین شاید ترپ اوٹھے
آتے ہین شب وعدہ وہ رہنے کو مرے گھر
ہمکو مجھسے رکھتے ہین مگر کہتے ہین یہ بھی
گر گر کے در یار پہ اپنا خط قسمت
گستاخ بناتی نہین کب وصل کی حسرت
مرجاؤن مین کہنے سنے سے تری بخت گذرے

اونسے مری آنکھونمین سمایا نہین جاتا
دل اسلیے وکھلانے کو لایا نہین جاتا
ارمان کوئی دل مین جو پایا نہین جاتا
کیون تجھسے کبھی آپ مین آیا نہین جاتا
مین لاکھ مٹاتا ہون مٹایا نہین جاتا
کب اونکی طرف ہاتھ بڑھایا نہین جاتا
جینے سے تو یون ہاتھ اوٹھایا نہین جاتا

بسمل کیطرح لوٹ رہا ہی دلِ مضطر
گستاخ کے اک ہاتھ لگایا نہیں جاتا

کیا کوسیے تقدیر کو ای دردِ جدائی
کم بخت سے داغ ڈھونڈ کے لایا نہیں جاتا

ناکامیِ الفت کا بُرا ہو کہ کوئی کام
بگڑی ہوئی قسمت سے بنایا نہیں جاتا

پوچھے شبِ فرقت میں کوئی میری اجل سے
تو کسکی طبیعت ہی جو آیا نہیں جاتا

ارمان بھرے دلکو بھی لیجاتے ہین ہمراہ
ملنے کو تو خالی کبھی جایا نہیں جاتا

کیا دیکھ کے سمجھاے کوئی دلکو شبِ غم
تم سے تو تصور میں بھی آیا نہیں جاتا

محشر میں جفاؤں سے ہوئے ہین وہ پشیمان
کہتے ہین کہ منہ تمکو دکھایا نہیں جاتا

۴۹	بھر آیا دل احسان مرا پرسشِ غم پر وہ سنتے ہین تو درد سنایا نہیں جاتا	۱۱

فوق قافیتین

ہان یاد ہی کیا کچھ تری الفت میں ہوا تھا
ٹھنڈا دلِ بیتاب کی قسمت میں لکھا تھا

کل فکرِ عدو شکوۂ فرقت میں کیا تھا
فرمائیے کچھ میری شکایت میں مزا تھا

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین ابتک تعجب ہو لے
مین دو ہی گھڑی وادیِ وحشت میں پھرا تھا

پوچھو نہ یہی کیا ہوئی دلکی وہ تمنا
ارمان مرا وصل کی حسرت میں مٹا تھا

لپٹا ہی لیا اونکو شبِ وصل میں اوٹھکر
مجبور تھے ہم جوشِ طبیعت میں بھرا تھا

داغِ دلِ محرور کے شعلے بھڑک اوٹھے
تجھسے بھی ترا غمزہ شرارت میں سوا تھا

آیا ہی تو اب پھر نہیں جاتا دلِ پُر درد
وان جاکے خدا جانے کس آفت میں پڑا تھا

لو دیکھو مئی پینے لگا شیخ سا ہشیار
اک دو ہی گھڑی وہ مری صحبت میں رہا تھا

اوس شوخ نے مٹی مین ملایا مرے دلکو
اچھا ہوا بیچارہ مصیبت مین پڑا تھا

تم ڈھونڈھنے آئے تھے مرے صبر کو جسدن
وہ خوف سے یان مجمع حسرت مین چھپا تھا

۵ — ١٥

احسان ہین داغِ دلِ پرسوز کیے احسان
ناصح یہ اکثر شب فرقت مین جلا تھا

ہمنفس وہ ہے وہ نہ اثر گریۂ حسرت نے کیا
بد نصیبونکا کوئی کام نہ قسمت نے کیا

تجھکو بیتاب مرے جذب محبت نے کیا
کیا ہی احسان ترے وصل کی حسرت نے کیا

بیخودی ہوش مین آنے نہین دیتی دم بھر
غافل ایسا مجھے اوس شوخ کی غفلت نے کیا

آپ مین ہم نہ رہے وصل کا وعدہ لیکر
یہ سلوک اور زخود رفتہ طبیعت نے کیا

خواہشِ وصل نے اوس بت کی ستم اوٹھوائے
کیا ہی مجبور مجھے میری ضرورت نے کیا

نامرادی کا فلک سے نکرونگا شکوہ
جو کیا تمنے کیا یا مری قسمت نے کیا

دل سے سمجھینگے جو مل جائیگا قابو ہمکو
محفل یار مین رسوا انہین حضرت نے کیا

سر جھکا کر مجھے لوٹا ہی لیا اوس بت نے
کام اتنا مرا آنکھونکی مروت نے کیا

جوش دیکھا شب فرقت مین جو ارمانونکا
دلمین یاد آپکو پھر ان مری حسرت نے کیا

اے فلک طالع برگشتہ کا کچھ حال نہ پوچھ
جو کیا تو نے وہی گردش قسمت نے کیا

دلکو تڑپایا کلیجے کو ملا داغ دیے
مجھکو معلوم ہی کیا کیا تری الفت نے کیا

دیکھتے رہگئے وہ صورت آئینہ مجھے
بزم مین مجھکو تماشا مری حیرت نے کیا

جلگیا طور ہوے حضرت موسیٰ بیہوش
یار کیا کچھ تری شوخی و شرارت نے کیا

کیا کہون کیون ہین ہوا جور و ستم کا خوگر
کچھ مرے صبر نے کچھ آپکی عادت نے کیا

بے طلب بزم مین اوسکی نگیا مین احسان

۱۵	لاکہہ مجبور رہے مجہے میری طبیعت نے کیا	۵۱

دود سمجہو نہ شمع محفل کا
یہ دہواں ہی جلے ہوئے دل کا

آگیا وقت حلِ مشکل کا
ٹوٹتا ہی دم اونکے بسمل کا

کیون رکے ہاتھ اوٹہکے قاتل کا
خون ہوتا ہی حسرتِ دل کا

جسکو کہتے ہین جلبلا جوبن
وہ اک ارمان ہی مرے دل کا

خاک اپنی اوڑا نہ ای مجنون
یہ بہی پردہ ہے نہ محمل کا

تیری چپ مین ہین وصلکے پہلو
میری باتون مین مدعا دل کا

جمع ہین دلمین سینکڑون معشوق
آئینے مین ہی عکس محفل کا

پرتوِ یار نے کمال کیا
کہو دیا نقص ماہ کامل کا

حشر مین کسکی ہم کرین فریاد
لے نہین سکتے نام قاتل کا

سچے الزام پہ جو قتل کرے
ہاتھ جہوٹا ہو پہر نہ قاتل کا

ضعف نے عشق مین نہکا مارا
اک قدم ہی ہزار منزل کا

عشق کچہہ تو کہیگا حشر کے دن
آسرا ہی گواہ عادل کا

بڑہتے بڑہتے کمر تک آئی زلف
سلسلہ بڑہ گیا سلاسل کا

وہ بہی اب ہاتھ ملتے پہرتے ہین
کوسنا پڑ گیا مرے دل کا

۱۵	داغِ فرقت ابہر گئے ای احسان آبلہ بن گیا مرے دل کا ۷	۵۲

خلوت مین نہی ذکر مدعی کا
دیکہو نہ ستاؤ دل کسی کا

اللہ رے جوشش بیخودی کا
دشمن سے گلہ ہی دوستی کا

کیون دل سے مٹا نہ داغ الفت
کیا یہ بھی کلنک کا ہی ٹیکا

آئینہ کو دیکھکر وہ بولے
ہمشکل ہی حسن آدمی کا

اللہ رے اونکا اوٹھتا جوبن
قابو مین نہین ہی دل کسی کا

ہین اور ملامت احبا
بدنام ہی نام عاشقی کا

داد اونسے نہ دی شکست دلکی
دل ٹوٹ گیا شکستگی کا

دُردِ تہ خم بھی دیا ہے ساقی
رکھ چھوڑنا کیا ابھی کبھی کا

وہ غیر کو دیکھکر تبسم
رونا ہی مجھے اسی ہنسی کا

رحم آہی گیا ستمگرون کو
ممنون ہون اپنی بیکسی کا

اُف تیری نگاہ شوخ کا دور
چلتا نہین سحر سامری کا

ہین اور یہ اضطراب خاطر
تم اور یہ شیوہ دلبری کا

او دشمن دل کوئی ستم کر
دعوے ہی ہین بھی دوستی کا

چھیڑو نہ بہت ہمارے دلکو
انجام برا ہی دل لگی کا

۵۲	دلمین نہین صبر و تاب احسان خالی نہو یون بھی گھر کسیکا	۱۳

غضب ہی لوٹ لے جوبن کسیکا
اوسی دلکو جو ہو مسکن کسیکا

دم گریہ مجھے حسرت ہی اشکو
کہ تم ہو اور رہو دامن کسیکا

محبت کا رہے پردہ لبس گ
کفن میرا ہو پیراہن کسیکا

مزا ہی روٹھنے کا جب شب وصل
کشاکش ہین رہے دامن کسیکا

دعاے بد بھی کرتا ہون یہ کہکر
کہ میرا دوست ہو دشمن کسیکا

حیا سے سر جھکائے بیٹھے ہین وہ
ابھی پردے مین ہی جوبن کسیکا

محبت کے مہین صدمے اوٹھاوَن
مرا دشمن نہو دشمن کسیکا

بچائے یار کی آنکھون سے اللہ
نہ لوٹین گھر یہ دزدِ رہزن کسیکا

بتا دے تو ہی اے جوشِ جوانی
پھٹا پڑتا ہی کیون جوبن کسیکا

جوانی کی امنگین کہہ رہی ہین
اکڑ ریگا ہر کشتی جوبن کسیکا

ہجومِ یاس و حسرت کیون نہوتا
کہ ماتم تھا ہر مدفن کسیکا

نگاہون نے بہت آنکھون مین روکا
نہ ٹھہرا جلوہ پیرِ فن کسیکا

۵۴ تماشا ہی کوئی مقتل بھی احسان
ادھر ہی سر ادھر ہی تن کسیکا ۱۱

ہمین بیٹھے کرین نظارے اوٹھتے جوبن کا
الٰہی تا قیامت حوصلہ نکلے نہ دشمن کا

عیادت کے لیے آئے تو جوڑا کھولکر آئے
علاج اچھا کیا تمنے ہمارے دل کی الجھن کا

خیالِ بیخودی مین مستِ وحشت بڑھ نہین سکتے
مری دیوانگی رکھ لیگی پردہ اوسکے دامن کا

جفائین کر رہے ہین لیکن مرا شکوہ نہین سنتے
وہ بچ جاتے ہین یہ کہکر زمانہ ہی لڑکپن کا

شہیدانِ وفا مین سرخرو رکھے خدا اوسکو
ترے خنجر نے پیاسا ہی لہو عاشق کی گردن کا

ہمین معلوم ہی سب شانِ حسنِ یار اے موسیٰ
سپہرِ طور پر چمکا تھا تارا روئے روشن کا

شرارہ بارِ محبت ہی بسانِ سنگ ہر دانہ
طواف اکثر کرے کیونکر نہ بجلی میرے خرمن کا

وہ مجھسے وعدہ کرتے ہین عدو سے جاکے ملتے ہین
مری قسمت سے لٹتا ہی برا ہو بخت دشمن کا

اسیرِ عشق اپنا اسطرح مجھکو بناؤ تم
محبت سے گلے مین ڈالدو طوق اپنی گردن کا

سمجھکر یار سے آنکھین لڑانا چاہیے اے دل
کہ جادو آفرین بھی ہی اشارہ چشمِ پرفن کا

۵۵	شباب پار آجائے تو پھر احسان دیکھین گے بہار او ٹھتی جوانی کی تکلف او پھر جوبن کا	۱۵

تنہا کبھی جو ملین گے شب انتظار کیا
کہتے ہین وہ کہ ہمکو ترا اعتبار کیا

برسون خرام ناز کی کہائی ہین ٹھوکرین
ہم گھٹائینگا ستم روزگار کیا

ہو خود ہی تڑپ بھی وہی درد بھی ہی
ہم دیکھتے ہین دل کی طرف بار بار کیا

جلوہ دکھا کے تمنے ہمتو ہوش اوڑا دیے
آ گئے تمہارے کھو گئے ہم ہوشیار کیا

دیکھا ہی او نکو ہنستے ہوئے مدعی سے آج
ٹھہریگا جوش گریہ لیے اختیار کیا

دل کی تڑپ ہی شام ہی سے کچھ سیہی قی
اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا

چشم ستم سے دیکھنے والون کو ای فلک
تو کیا یہ تیری گردش لیل و نہار کیا

مر جائینگے فراق مین رو رو کے ایکدن
اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا

اچھا نہ اب کہین گے کبھی آرزوے وصل
تمکو ہماری بات ہوئی ناگوار کیا

دو لفظ بات کام کی ایسی سکہا دے عشق
پوچھیں ہین وہ کیا جواب ہی امیدوار کیا

سمجھی ہی کچھ ہمین نے لگاوٹ نگاہ کی
جائیگا اس لگاؤ کو ناکردہ کار کیا

روکا جگر کے درد کو تیرے خیال نے
کم بخت نے کیا تھا مجھے بیقرار کیا

تمتو جوان ہوتے ہی دیکھو نکل چلے
سچ ہی ہماری حسرت دل کا ادہار کیا

لو دور ہی رہینگے نہ چھیڑینگے ہم ذرا
تمکو شب وصال مین ہی انتشار کیا

۵۶	ایسے سے حال اپنا ہم احسان کیا کہین جو ایک بات پر بھی کہے لاکھ بار کیا	۱۱

لہو تو پیلے تری تیغ مری گردن کا
یہ جھگڑا نا نہین اچھا ابھی سے دامن کا

کیا ہی وعدہ جو ہم سے تو آو تھا نے کو
برنگ نکہت گل ہون سپا قص ہنسی مین
دعائین دیتے ہین ہم یار کی جوانی کو
مری امید سے بہتر امید غیر کی ہی
فلک کے جور اوٹھاؤن یہ ہو نہین سکتا
کتر لیا ہی کسینے کہ دل بندہا تہا مرا
بہت یہ سینہ چہپاؤ بہت نہ جہک کے چلو
زبان شعلہ مرا سوز عشق کہہ دیگی
کہین چہپے ہی بری بات پردہ داری سے

جوان ہو یہ زمانہ نہین لڑکپن کا
نیا نیا ہی گی تجلی مرے نشیمن کا
کہ سر جہکے نہ زمانے مین او بہر جوبن کا
مرے نصیب سے اچھا نصیب دشمن کا
تم آب آکے مٹا دو نشان مدفن کا
تلاش کیجیے گوشہ نہین ہی دامن کا
کہین او بہار نہ دب جاؤ او بہتے جوبن کا
خموش رہ نہین سکتا چراغ مدفن کا
نہین نباؤ تو کیا حوصلہ ہی دشمن کا

۵۷	وہ سر جدا نہین کرتے تو دگر کیا احسان نہین اوتار کے رکہدو یہ بوجھ گردن کا	۱۷

پوچھے اون گیسوؤن سے کوئی پہنسانا دلکا
چتون آنکہونکو سکہاتی ہی لبہانا دلکا
کانپ اوٹہے درد پہر اوٹہنے لگے پہنسانا دلکا
اللہ اللہ غم وحسرت وارمانکا ہجوم
صدمۂ رشک سے کیون ہو گئے جاتے ہین
مسلک عشق مین ہی ایک ہی تنہا انکی
نہ تعجب سے کہو ڈہونڈہ نکالا کیونکر
ہائے وہ غیر کی محفل مین مری ہی پیا پی

سیکہے اون آنکہونسے دیوانہ بنانا دل کا
اب بتائے کوئی ہمکو بھی بچانا دل کا
پہر بھی کرتے نہین ہو قوف ستانا دل کا
نرم سینۂ عاشق مین ٹہکانا دل کا
کچھ قیامت کا تو آنا نہین آنا دل کا
مرگ ناشاد کا آنا ہو کہ جانا دل کا
ہمکو آتا نہی ہی محشر مین چہپانا دل کا
اور پہر اپنے ہی ہاتہون سے دبانا دل کا

عوضِ غم رہے پہلو مین جو پیکانِ خدنگ
میرے پاس آیا ترے گہر سے سلامت آخر
بیخودی ایسی خوشی آئی ہی کہ مین کہتا ہون
ہین وہ ارمان بہرا ہون کہ میرے سینے مین
پیار وہ آئنے مین عکس کو اپنے کرکے
تونے ای بیخودیٔ عشق عجب کام کیا
وہ تمہین ہو کہ جو لیتے ہو جگر مین چٹکی
اوٹھ گئے وہ مرے پہلو سے چہڑا کر دامن

چٹکیان لیکے پہر اچہا ہی دکہانا دل کا
میری حسرت کو مبارک ہو پہر آنا دل کا
یاد ہی آپ کو وارفتہ بنانا دل کا
نہ جگہہ درد والم کی نہ ٹہکانا دل کا
مجہسے کہتے ہین برا ہوتا ہی آنا دل کا
کہ نہین یاد ہمین پاس سے جانا دل کا
وہ تمہین ہو جو اوڑاتے ہو نشانا دل کا
آج معلوم ہوا ہاتھ سے جانا دل کا

خالق دہر کا احسان بجالاؤ شکر
اوسکی محفل سے غنیمت ہی پہر آنا دل کا

تم تڑپنے کی نہ حالت دیکہنا
تم کو چاہا دلکی ہمت دیکہنا
دیدیا زاہد کو بہی جامِ شراب
ملکے دشمن سے جلایا ہی ہمین
بزم مین پردہ اوٹہا دو ایکبار
صبح وصل آتے ہی کیا تڑپا ہون مین
غیر سے بگڑی تو وہ مجہسے ملے
اور رہی تمنا کوئی ہی یا نہین
اونکے دامن کیطرف بہی ٹک چلے

دل مین رہکر دلکی حسرت دیکہنا
کس مزے کی ہی طبیعت دیکہنا
چشمِ ساقی کی مروت دیکہنا
بندہ پرور کی شرارت دیکہنا
بیٹہے بیٹہے میری حیرت دیکہنا
میری حالت وقت رخصت دیکہنا
یون بدل جاتی ہی قسمت دیکہنا
آئنہ مین اپنی صورت دیکہنا
کوئی دیوانونکی وحشت دیکہنا

ہائے چلدیا وہ اونکا اپنے گھر
اور وہ میرا بحسرت دیکھنا
حالِ عاشق تم کبھی سُنتے نہیں
عجز میرا انکی نخوت دیکھنا
جب کہا مین نے کبھی مرتا ہون مین
ہنسکے بولے انکی صورت دیکھنا

۵۹
منہ دکھاتے ہی نہین احسان وہ
کہتے ہین روزِ قیامت دیکھنا
۱۲۳

ہر دل میں داغِ عشق دل آزار ہی رہا
یہ پھول حسن چمن مین کھلا خار ہی رہا
روزِ جزا کھلیگا ہماری سی کس طرح
وہ دل کہ جو بتون کا طرفدار ہی رہا
خونخواریان غضب ہین خدنگ نگاہ کی
سینے مین غرق تا لبِ سوفار ہی رہا
اک جلوے مین ہزار غش آیا کیے مگر
پھر بھی مین اونکا طالبِ دیدار ہی رہا
پھاہے لگے گل ہٹے تو بڑھے دلمین داغِ عشق
گلشن ہرا او جڑکے بھی گلزار ہی رہا
جوشِ شبابِ یار نہ محرم سے بھی دبا
جوبن اوبھرا اوبھر گئے نمودار ہی رہا
وہ ایک دل مرا جو بنا خوگرِ الم
یہ ایک غم ترا جو دل آزار ہی رہا
یہ ماجرے بھی یاد رہین گے تمام عمر
آئے وہ اور وصل سے انکار ہی رہا
آنکھین ملا کے اونسے نہ باتین ہوئین کبھی
آسان کام عشق مین دشوار ہی رہا
احسان اسکے ڈورن خلشِ دلپسند کیے
پہلو مین ناوکِ نگہِ یار ہی رہا
ہم وصل مین بھی خوف سے ظاہر نکر سکے
وہ مدعا جو قابلِ اظہار ہی رہا
تیغ ادا بھی تور گئے ناوک نگاہ
لیکن مین جان دینے کو تیار ہی رہا

۶۰
احسان اکدن جو وہ آئے مزار پر
پھر کیا تھا روز مجمعِ اغیار ہی تھا
۱۷

اشارے ہوتے رہے بام پر میں جا نہ سکا
اوٹھا تو لطف مگر ضعف سے اوٹھا نہ سکا

مین لاکھ مرتبہ رویا ہنسا دیا تم نے
تم ایکبار کبھی روٹھے تو مین منا نہ سکا

وہ ناتوان ہون جو بیٹھکر اوٹھا نہ کبھی
وہ نقش ہون جسے دورِ فلک مٹا نہ سکا

غم آیا پاس ہی آئی مگر شبِ وعدہ
وہی ہماری طبیعت کیطرح آ نہ سکا

نزاکت اونکی مرا ضعف دونون یکسان ہین
وہ اوٹھکر آ نہ سکے بیٹھکر مین جا نہ سکا

اودہر کلیم کو غش آگیا اودہر مجھکو
کسیکی آنکھ مین جلوہ ترا سما نہ سکا

وہ ایک ظلم تمہارا جو کم ہوا نہ کبھی
یہ ایک نالہ ہمارا کہ لب تک آ نہ سکا

لیا ہی دل جو بتون نے رہا نفاق ہی
کہ اوسکو اپنی بغل مین کوئی بٹھا نہ سکا

مجھے ڈرائے ہو کیا چشمِ سحر آگین سے
وہی تو ناز کہ مین جس سے دل بچا نہ سکا

فضول ہی جو مقدر کو کارساز کہون
کہ میرا کام جو بگڑا تو یہ بنا نہ سکا

ہمارا اگریہ حسرت تھا بے اثر بالکل
تمہین ہنسا نہ سکا غیر کو رلا نہ سکا

بتاؤن کیا کوئی شی وہ جستجو کیا تھی
تلاش سے مین طبیعت بتونکی پا نہ سکا

ہجوم یاس نے چپ کر دیا مجھے ایسا
وہ پوچھتے رہے مین دردِ دل بتا نہ سکا

قریب مہر و وفا اب ہی مرنے والون کے
وہی تو دل ہی ترا جو کسی پہ آ نہ سکا

اوبھرا ابھر کے یہ کہتا ہی یار کا جوبن
مین وہ نمود ہون جسکو کوئی مٹا نہ سکا

ہمارے دل مین ہین ارمان اور بھی لیکن
جسے نکالدیا تمنے پھر وہ آ نہ سکا

٦١	ہمارا زور نزاکت کسیکی ہی احسان بنا بھی قوتِ بازو مگر اوٹھا نہ سکا	١٥

	رازدارِ عشق داغ کیا کیا		آپ اپنا مدعی پیدا کیا	

کھل گیا اک بات مین قفلِ دہن
یار کو منہ چوم کر گویا کیا

بام پر بے پردہ ہو کر بیٹھنا
خود نمائی نے تمھین رسوا کیا

دیکھ اے زاہد وہ ہی شیشے مین تھی
تجھسے دختِ رز نے بھی پردا کیا

نارسا آہین دعائین بے اثر
اے فلک تو نے سلوک اچھا کیا

انتہا بدنام ہونیکی یہ ہے
ہمنے رسوائی کو بھی رسوا کیا

دیکھے اوس بت کی کوئی بد عہدیان
حشر کے دن وعدۂ فردا کیا

ذکرِ دشمن پر بجا کہتا ہون مین
کیون خفا ہو مین نے کیا بیجا کیا

تیر نے چھیدا جگر کو دل کے ساتھ
دیکھ اے ظالم یہ تو نے کیا کیا

توبہ توبہ کرتے ہو کیون واعظو
تھوڑی سی پی لی بہت اچھا کیا

جب کبھی کرتا ہون مین شکرِ ستم
وہ سمجھتے ہین مرا شکوا کیا

چرخ بھی کتنا ہی تجھپر مہربان
ہر بلا نے میرے گھر پھیرا کیا

مان لینے کا نہ تھا انکارِ وصل
تو نے کیون صبر اے دلِ شیدا کیا

آئے ہین یہ عہد لیکر آج وہ
ہم نہ ٹھہرینگے اگر جھگڑا کیا

۶۳ — جانتے ہو خوب تم **احسان** کو
دیکھ ہی لیگا اگر پردا کیا — ۱۳

یون تو معلوم ہوا کب ہمین غصّا تیرا
تیری تصویر بتا دیتی ہے کھنچنا تیرا

محو ہی عشق مین یون چاہنے والا تیرا
دل مین ہے یاد تری سر مین ہے سودا تیرا

یاد ہے پیار سے اوس شوخ کا کہنا شبِ وصل
ہم سے بولیگا تو ملدینگے کلیجا تیرا

جیتے جی حسرتِ دیدار رہی ہے جن کو
کچھ وہی حشر مین دیکھینگے تماشا تیرا

گو ستاتا ہے گلا اعجازِ مسیحا ہی ہمین
جیگئے ہم جو کہا نکلے جنازا تیرا

شکر کرنے کی بھی فرصت نہین ہوتی دم بھر
آئے لب پر مرے کیونکر کوئی شکوا تیرا

جلوۂ شوخ کو آنکھون مین چھپایا ہمنے
رکھ لیا دیدۂ مشتاق نے پردا تیرا

یاد کرلیتے ہین برائی سے وہان غیر مجھے
ذکر کرتی ہی یہان دل کی تمنا تیرا

اک نظر دیکھتے ہی ہوش سے باہر کیون ہو
کچھ ندیدہ تو نہین دیکھنے والا تیرا

چھیڑتا ہون تو اشارے سے وہ کہتے ہین
ہے مری ایک ہی چٹکی کا کلیجا تیرا

وصلکی شب بھی تری آنکھ پھری او ظالم
دیکھنا کام رہا جاتا ہی شیدا تیرا

داورِ حشر سے کہنا تجھے کہنا ہو جو کچھ
ہمسے طے ہو گا نہ اے دل کوئی جھگڑا تیرا

٦٤ — حوصلہ دیکھ لے احسان کا او شوخ مزاج
لے لیا سامنے دشمن کے بھی بوسا تیرا — ١١

واقف نہین ہوا کہ بڑا بدنصیب تھا
قاتل رگِ گلو سے زیادہ قریب تھا

شامل مرے بیان مین ذکرِ رقیب تھا
سننے کو اون کے کچھ ہی قصہ عجیب تھا

ملنے دیا نہ دل نے شبِ وصل یار سے
یہ مطلب آشنا ہی ہمارا رقیب تھا

پہلو ہی مین رہا شبِ فرقت خیالِ وصل
آنکھون سے دور ہو کے وہ دل سے قریب تھا

دیوانگی سے واسطہ دشمن کو کچھ نہین
جس نے کہ خاک اوڑائی تھی وہ مین غریب تھا

وہ نامراد تھا جسے عاشق سمجھ لیا
کم بخت جسکو تمنے کہا خوش نصیب تھا

لب پر رہی صفت رخِ گلگون یار کی
گویا ریاضِ حسن کا مین عندلیب تھا

فکرِ وصالِ غیر تمہین ہمکو مضطر آج
ہم سے زیادہ حال تمہارا عجیب تھا

چھیڑا بھی یار کو تو نہایت ادب کے ساتھ
مین جتنا بد لحاظ تھا اوتنا ادیب تھا

درتک وہ آگئے اور کہین کو چلے گئے
شامل مرے نصیب مین کس کا نصیب تھا

۲۵

احسان یہ ذرا سا ہے احمدؐ کا اختصاص
سلطان انبیا تھا خدا کا حبیبؐ تھا

۱۳

ناز کہتا ہے دلربائی اُسکا
خود غرض ہے وہ بت خدائی کا

شہرہ ہے اونکی کج ادائی کا
نام نکلا ہے بے وفائی کا

اے فلک یہ سلوک ہے کیا ستم
پاؤن ٹوٹا مری رسائی کا

اک بت جنگجو سے یار لیا
خاتمہ ہو گیا لڑائی کا

وعدہ کر لیتے ہین بھول جاتے ہین
شوق ہے مشق بیوفائی کا

نخوت و کبر تجھکو زیبا ہے
تجھمین جلوہ ہے کبریائی کا

آنکھ شرما گئی عتاب کے بعد
کیا تکلف ہے کج ادائی کا

سچ یہ ہے وہ برا ہی ہے اچھا
کام جسنے کیا بھلائی کا

فیصلہ چاہتے ہین جس سے ہم
اپنی آنکھونکی نارسائی کا

روز وصل رقیب ہے یارب
سایہ پڑتا شب جدائی کا

خوبرو کس طرح رہین بیکار
کام کرتے ہین دلربائی کا

ہین وفادار ہون کہو مرجاؤن
نام لیتا نہ بے وفائی کا

۶۶

سنگ در ہی سے پائینگے احسان
مدعا اپنی جبہ سائی کا

۷

جنون سے اشارہ ہے جبین جبین کا
حسرت کی طرح در نکلتا نہین دل سے

یون جہین لو دلکو رہی عاشق کہین کا
کہتا ہے کہان جاؤ نہین سا کہین ہونہین کا

پہونچین گے طلب کا تری ایک تڑپ مین
ہر چند بہت فاصلہ ہی عرش بریں کا

ہنس ہنسکے کیا وصل کا اقرار کسی نے
دل کہتا ہی اس ہان نہین ہی پہلو ہی نہین کا

حیلے سے عبادت کے وہ آئے ہین دمِ نزع
دیکھین گے تماشا نفسِ بازپسین کا

وہ دل ہی مین موجود ہین لائی ہی خبر آہ
معلوم ہوا حال مسافر سے مکین کا

٦٧	احسان کہ ہر جائین کہان چین سے بیٹھین بیتابی دل نے ہمین رکھا نہ کہین کا	٧

مجھے فراق مین کیا بیار کی کا ڈر ہوتا
تری طرف ہی نہ ہوتا تو دل کدہر ہوتا

بدل گئے ہہین جو وہ شوخ جلوہ گر ہوتا
تو دلمین حسرت وصل آنکھ مین نظر ہوتا

ہمارے خانۂ دلمین نہین ہی غیر کا دخل
تم آتے جاتے یہان کیا کوئی خبر ہوتا

شب وصال ہی تھی جو شرم آتی تھی انھین
تمہین بتاؤ مجھے رنج کسقدر ہوتا

تو نہین جو مجھکو پہونچانا تھا ذرا یارب
ادہر ادہر کی ہین اڑتی ہوئی خبر ہوتا

وہ باوفا ہو کہ کرتا نہ بیکسی کا گلہ
کبھی ادہر کا زمانہ اگر ادہر ہوتا

٦٨	تلاش ایسے ستمگر کی ہی ہمین احسان حسین مثل پری نام کو بشر ہوتا	٩

ہم سے برہم بخت کا شکوہ ہی وہ شکر ہوا
شکر کرنیکی جگہ ہی جو ہوا بہتر ہوا

جانتے ہو تم جو صدمہ ہجر کا مجھپر ہوا
ہر گھڑی کیون پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

کہدیا کیسے ہم رونے بناتی دیکھ تو ای ضبط عشق
خون دلکی حسرتون کا سینے کے اندر ہوا

لوگ کیا لینے لگی سب سے جوانی کی نمود
شوخیون سے جوبن انکا اور بھی خودسر ہوا

کیا خوشی کیا رنج مجھکو ہجر ساقی مین ہی ایک
گریۂ مینا ہوا یا خندۂ ساغر ہوا

آج چھاتی سے لپٹ کر دیگئے تسکین وہ
تو مبارک درد سے خالی دل مضطر ہوا

ہے دلسے چھیڑ کی لذت زرا پوچھے کوئی
ہر اشارہ اونکی مژگان کا مجھے نشتر ہوا

محتسب کو بادہ خوارون نے کہین گھیرا ہوا
دیکھنا کیسا یہ غل مینخانے کے اندر ہوا

۶۹

بد گمانی سے ہوا جاتا ہے احسان حزین
غیر اونکی گالیان کھانے کا کیون خوگر ہوا

۱۵

نہ ہم مین اونکو جا کے دیکھ لیا
آنکھ سب کی بچا کے دیکھ لیا

دل جو تڑپا تو آکے دیکھ لیا
اک تماشا بنا کے دیکھ لیا

ہم در یار سے پھرا یوس
بخت کو آزما کے دیکھ لیا

رشک دشمن ہی جان کا دشمن
یہ بھی صدمہ اوٹھا کے دیکھ لیا

دخت رز نے کیا خراب ہمین
وانھو منہ لگا کے دیکھ لیا

چل گئے ناوک نگہ کس پہ
کس کو آنکھین اوٹھا کے دیکھ لیا

آہ سوزان سے پھونک گیا عالم
تمنے ہمکو جلا کے دیکھ لیا

متحیر ہین وہ جو ہمسری طرح
آئنہ کیون اوٹھا کے دیکھ لیا

نیچی نظرونکے چل گئے ناوک
اوس نے جب سر جھکا کے دیکھ لیا

للہ الحمد اضطراب مرا
یار نے منہ دکھا کے دیکھ لیا

داغ حسرت نہین ہی مٹنے کا
ہم نے برسون مٹا کے دیکھ لیا

بیخودی مین ہے ماجرا احال عجیب
ہوش نے بھی نہ آکے دیکھ لیا

بتلا یار کا پتا ہم کو
کو بکو خاک اوڑا کے دیکھ لیا

ادر بلا نام ہو گئے احسان

۱۵	رازِ الفت چھپا کے دیکھ لیا	

غضب ہے دیکھا نہ وصل میں بھی رخ اونکا زیرِ نقاب آدھا
نگاہِ شوق اپنی شوخ ہوتی تو ٹوٹ جاتا حجاب آدھا

کسی کے عارض کے مست ہیں ہم ہمیں تو بو پھول ہی کی کافی
ہمارے ساغر میں بھر دے ساقی شراب آدھی گلاب آدھا

کبھی کرم ہے کبھی ستم ہے کبھی وفا ہے کبھی جفا ہے
بھرا ہے ظالم تری نگاہوں میں لطف آدھا عتاب آدھا

عدو کے گھر تک نہ جانے پائے وہ آدھے رستے سے پھر کے آئے
فلک کا پورا سلوک مانیں ہوا ہے گو انقلاب آدھا

گداز الفت کو آکے روکو قریب ہے وقت نیمجانی
کہیں نہ ہو جائے غم سے گھلکر تمہارا خانہ خراب آدھا

بہا ہے دریا وہ چشمِ تر سے کہ ڈوبے جاتے ہیں دونوں عالم
گرے فلک ٹوٹ کر جو اوسمیں تو ہو وہ شاید حباب آدھا

بہار جنت ہے یاد جاناں ہوائے دوزخ ہے رشک دشمن
یہ دونوں ملکر ہوے ہیں ہمکو ثواب آدھا عذاب آدھا

مرے گناہوں کی اتنی کثرت ہزار توبہ ہزار توبہ
گزر گئے دن شام حشر آئی ہوا نہ لیکن حساب آدھا

خوشی سے سن لیتے کس طرح ہم کہ وصل دشمن کا ماجرا تھا
جگر سے خون اک آہ کھینچی نہ کہنے پائے وہ خواب آدھا

ہمین بہی ڈر ہی شیخ صاحب کہ پہلا دن ہی پہنک نجاؤ
بہت نہین پی کے دیکہا تو تم بس ایک جام شراب آدہا

وہ نیند کا وصل مین بہانہ وہ نیچی نظرون سے دیکہنا پہر
یہ کہتی ہی چشم نیم بستہ ابھی ہی باقی حجاب آدہا

کہا بہت بہر قتل ہم نے مگر کیا تم نے نیم بسمل
یہ کیا ستم ہی یہ کیا غضب ہی سوال پورا جواب آدہا

قرار جتنا ہمین ہی آدہا وہ بہی مضطرب ہی
ہمین سے بجلی نے لے لیا تہا ازل کے دن اضطراب آدہا

۱۷	نمود جوبن کی کچھ ہوئی ہی چلین وہ احسان تیکے کیونکر جو ٹہیتا دریا حسن پورا تو تیون اوبہر حباب آدہا	۱۱

ٹہنا جو دیکھنا ہو تمہین جل کے داغ کا
لکھون سمجھ کے صفت زلف یار کی
کہتی ہی راہ شوق مین ناکامی نصیب
جو حسرتین ہین دل مین انہین تم نکال دو
صیاد بلبلون کو نہ چھوڑے بہار مین
خالی کیا ہی یار کے جانے نے دل کو کیا
ای محتسب تو اپنی ہی توبہ کو توڑ دے
تنگ آگئے ہین درد و الم سے دل و جگر
چہلون کے گل جو دل مین تہے آہون سے ٹہ گئے

دیکھو بجہا کے ہاتھ سے بجہنا چراغ کا
گو سہل ہی یہ کام مگر ہی دماغ کا
مشکل ہی نقش پا سے بہی ملنا سراغ کا
رہنے دو اک نشان محبت کے داغ کا
لیکن دکہا دے دور سے دروازہ باغ کا
مدت ہوئی پتا نہین گہر مین چراغ کا
لیتا ہی کیون گناہ شکست ایاغ کا
بس اسقدر ہی حال ہمارے فراغ کا
ہر صر نے کچھ نشان ہی رکہا نہ باغ کا

باتیں شب فراق بھلا کس سے میں کروں | خاموش ہی زباں ہے شعلہ چراغ کا

۴۲ سودائے عشق یار رنجائیگا عمر بھر
احسان ہم علاج کریں کیا دماغ کا ۱۳

مکتوب نہ آیا کوئی پیغام نہ آیا
قابو میں کسی دن دل ناکام نہ آیا
لو آہی گیا یار کہیں سے شب وعدہ
ایک ایک کو قاتل نے پکارا سر مقتل
کس سے کہیں کیا ہمیں افسوس ہوا ہے
پھر جاتا ہے عاشق کا مقدر بھی سحر تک
واجب تھی نہ ہوگی تہ ساقی کی یہ تقسیم
لو ختم ہوئی وعدۂ دیدار کی مدت
کل پہلوئے عاشق سے جو تم اوٹھکے گئے ہو
غیروں سے پھری آنکھ نہ اوس عشق شعار کی
او دشمن جاں پھر ترا انسکو نہیں سوتو
یو یاد نہیں کرتے ہیں وہ ہم عدو تز

لکھا مری تقدیر کا کچھ کام نہ آیا
آرام نہ آیا جو دل آرام نہ آیا
خوش ہوں مری تقدیر پہ الزام نہ آیا
ناکام رہا میں کہ مرا نام نہ آیا
پھر کر جو وہاں سے دل ناکام نہ آیا
پھرنا تجھے اے گردش ایام نہ آیا
زاہد کے جو حصے میں کوئی جام نہ آیا
حشر آیا مگر یار لب بام نہ آیا
بیتاب ہے اب تک اوسے آرام نہ آیا
افسوس ہے گردش میں بھی جام نہ آیا
اپنا دل ناکام ہی جب کام نہ آیا
دیر آتی ہوئی قابل دشنام نہ آیا

۴۳ اب بیٹھے ہوئے روتے ہو کیوں کہتے ہو احسان
آغاز میں اندیشۂ انجام نہ آیا ۱۵

چٹکیاں لیتی ہے دل میں تیری حسرت کیا کیا
دیکھکر اونکو ہوا جوش محبت کیا کیا

چاہنے والے کو ہوتی ہے اذیت کیا کیا
وہ جو آئے ہیں تو آئی ہے طبیعت کیا کیا

غیر کو پیار سے جھڑا ہی کسی لتے ستمگر
مجھسے ملتا رہا اچھے ہی حسینون کا خیال
بخت ہی ہمکو بتا دے جو بنا ہی ہمدرد
فتنۂ حشر ہی سے پوچھ لے جا کر کوئی
تم اسے آکے نکالو تو مجھے چین آسے
کچھ بتاؤ تو سہی بات بناؤ تو سہی
انکو جب جاتے ہین منہ پھیر لیا کرتے ہین
یار کی آنکھ سے پوچھونگا مین اتنا تو ضرور
کچھ تمھین نے مجھے مجبور بنا رکھا ہی
میرے مرنے سے بھی غصہ نہ گیا اوترا
فتنہ انگیز ہی یار کی شوخی شب وصل
دل کو ہونکا ہی کبھی ہمکو جلایا ہی کبھی

بہوٹ کر روئی ہی پاکا جو قسمت کیا گیا
ورنہ رہ رہ کے ستاتی سب فرقت کیا گیا
آنے والی ہی محبت مین مصیبت کیا گیا
تیری رفتار نے ڈہائی ہی قیامت کیا گیا
دلمین بیٹھی ہوئی تہ پائی ہی حسرت کیا گیا
تم کو بہ مجھسے مرے دلکی ہی شکایت کیا گیا
دیکھیے اور دکھائے ہمین قسمت کیا گیا
تو نے کی ہے دشمن کی مروت کیا گیا
ورنہ قابو سے نکلتی یہ طبیعت کیا گیا
تیوریان چڑہی ہین اگر ہیر تربت کیا گیا
ایک نہ ایک بات پہ آئی ہی قیامت کیا گیا
جلوۂ یار نے کی ہمسے شرارت کیا گیا

١٤ — درد دلمین وہ پنی ٹیس جگر **مرزا احسان** — ١٥
ہر جگہ رنگ بدلتی ہی محبت کیا گیا

کیا ابھی باقی ہی کچھ رونا مری تقدیر کا
آج شکوہ سنکے عالم ہو گیا تصویر کا
اوسکی خاموشی بھی خوش آئی ہی مجھکو کس قدر
عرش ہل جائے تو البتہ دل اوسکا ہی ہلے
مجھ گرفتار محبت کا کیا سب نے ادب

زخم پر ہنستا ہی کیون سوفار ہیر تیر کا
یار ہی خاموش کیا کہتا مری تقریر کا
دور کر منہ چوم لیتا ہون تری تصویر کا
ورنہ یون قائل نہین مین آہ بے تاثیر کا
پاؤن پڑنا دیکھ لو تم پاؤن کی زنجیر کا

ہم انہی سے پوچھتے ہیں کیا برا ہی انکو فلک
کام بن جائے اگر بگڑی ہوئی تقدیر کا

میرے پہلو میں رہے برسوں کب اسکی ہی امید
بیٹھ جانا ہی غنیمت ہی تمہارے تیر کا

پوچھتی ہے آہ کس بیدرد کے گھر کا پتا
ڈھونڈھتا ہی کسکو نالہ عاشق دلگیر کا

مسکراہٹ کی ادا کیا ہی ہونٹوں سے عیاں
کسقدر ہنسمکھ ہی چہرہ یار کی تصویر کا

اس اسیری سے تو اچھی ہو چکی دیوانگی
اور سودائی بنا دیتا ہی غل زنجیر کا

مشق ناوک افگنی کی کیا ضرورت ہی تمہین
سیکھ لو یہ بھی ہنر نگاہوں سے لگانا تیر کا

تم سے ناکامی کا شکوہ کیا اگر بن عاشق ہو تو
چھوڑ رکھا ہی خدا پر فیصلہ تقدیر کا

پیار کی باتوں میں آجاتا ہی غصہ اونہیں
گالیاں دیکر چکھا لیتے ہیں مزہ تقریر کا

دل لئے میری بیخودی کی اونکو سجھا دی خبر
اب وہ کیا آئیں گے موقع مل گیا تاخیر کا

١٩	صبر کر احسان اس فریاد سے کیا فائدہ تلخ ہو یا رنج سارا کھیل ہی تقدیر کا	٢٥

ترو عشق ابرو میں نہیں کچھ حل مشکل کا
کھلے گا ناخن شمشیر سے عقدہ میرے دل کا

گلے سے میرے لپٹی کیا بر آیا مدعا دل کا
خدا رکھے سلامت ہی عجب دم تیغ قاتل کا

فلک پر گرم ہی بازار شور نالہ دل کا
سر گردون کٹورا بج رہا ہی ماہ کامل کا

دکھایا بخت نے آئینہ دل کو تیغ قاتل کا
تماشا ہی کہ طوطی بولتا ہی مرغ بسمل کا

ہزاروں حسرتیں موجود ہیں لاکھوں تمنائیں
ہمارے دل میں لطف آتا ہی اونکو اپنی محفل کا

دکھائیگا جو وہ مہ جوبن اپنا بام پر چڑھ کر
اوتر جائیگا چہرہ رات بھر میں ماہ کامل کا

رہے معشوق بیٹھے یہ عاشق تو چاہی
چراغ حسن کو زیبا ہی روغن آنکھ کے تل کا

نہ خنجر کہیں میرا تڑپ اوٹھنا نہ گھبرا دے
خدا حافظ بہت ہلکا ہوا ہی میرے قاتل کا

کھلی ہین حسرت دیدار قاتل مین مری آنکھین
دکھاتی ہین تماشا پتلیان بھی رقص بسمل کا

لگی میری بجھانے کو وہ گھر سے دوڑ کر آئے
مبارک ہو گیا میرے لیے جلنا مرے دل کا

خدا دے شرم میری سخت جانی کو زندہ ہون
گلہ دست اجل کا ہی نہ شکوہ تیغ قاتل کا

نکلتے ہی ہمارے دم سے پہونچے عرش پر نالے
گھڑی بھر مین ہوا طے گو سفر تھا لاکھ منزل کا

ترے سوز محبت کو اگر سینے مین سہنا ہی
جگر کا داغ بنجائے پھپھولا ہو مرے دل کا

مرے دل تک بھی آنا ہی گھر سے اونکو مشکل
نزاکت کچھ رہی ہی فاصلہ ہو لاکھ منزل کا

اسیرون پہ ستم اوٹھواتے ہین ظالم یہ کہکر
ہمارے پاس فریادی نہو نالہ سلاسل کا

محبت سے گلے مین ڈالدین بانہین جو اوسنے
کلیجا بڑھ گیا دو ہاتھ اک بوسے کے سائل کا

اشارے ہر طرف ناز آفرین آنکھون سے ہوتے ہین
بدلنے آئے ہین انداز وہ عاشق کی محفل کا

دل مضطر کو وہ پوچھین تو پوچھین ہی آنکھون سے
پتا معلوم ہی ان رہزنون کو میری منزل کا

٧٦ | کدورت سے اگر احسان دلکو صاف کرتا ہی
ملادین خاک مین ارمان وہ حسرت بھرے دل کا | ١٣

کس طرح بار عشق اوٹھایا نجائیگا
کیا یہ بھی کوئی زخم ہی جو کھایا نجائیگا

دل مین خیال دست حنائی نہو مقیم
یہ چور ہم سے گھر مین چھپایا نجائیگا

دل لو کہ جان لو کہ جگر لو کہ صبر و ہوش
تم سے یہ کوئی مال چھپایا نجائیگا

راز نہفتہ ہی کوئی تیرا خیال بھی
دلمین جو آئیگا تو بتایا نجائیگا

اللہ رے رشک دیکھ لیا ہی جو یار کو
کہتی ہی آنکھ دل کو بتایا نجائیگا

مدفن تک آؤ میرے جنازے کے ساتھ ساتھ
کیا تم سے خاک مین بھی ملایا نجائیگا

آنکھین تری کرشمے دکھاتی ہین دلمین
جادو تو آج کوئی جگایا نجائیگا

اے چشمِ شوق روک نہ دیدارِ یار سے
بے پردہ کر دیا تمہین جوشِ شباب نے
رسوا کرین کسیکو بہوروکے کس طرح
آئے ہین وہ یہ کہتے ہوئے میری بزم مین
وہ ہمکو یہ شام ہی سے ہے اونکی شبِ وصال

تیری بلا سے ہوش مین آیا نہ آئیگا
پہر بہی کہو گے سامنے آیا نہ آئیگا
دامن مین ہم سے داغ لگایا نہ جائیگا
پہلو مین آج کوئی بٹھایا نہ جائیگا
ہم روٹھ جائینگے تو منایا نہ جائیگا

احسان وان پہونچکے تڑپنا تو سہل ہے
مشکل مگر یہی ہے کہ جایا نہ جائیگا

۷۷ ۱۱

مجھے پہلے تم اک نظر دیکھ لینا
جس آنسو کو تم آنکھ مین دیکھتے ہو
تمہارے شہیدِ محبت کا لاشہ
نہایت ہی آسان اٹھنا ہمارا
عدو اور ہم بیٹھے ہین دونون جانب
محبت کا بیمار دم توڑتا تہا
غلط ہے کہین گر پڑا یار کا خط
وہ کہتے ہین آئین تری لے اٹہین
حیا سے لڑیگی شبِ وصل شوخی
تمہاری نگہ کے ندیدے گہڑے ہین

جدہر چاہنا پہر اودہر دیکھ لینا
ابہی تم اوسے خاک پر دیکھ لینا
پڑا ہے سرِ رہگذر دیکھ لینا
ہٹے گا نہ داغِ جگر دیکھ لینا
ادہر دیکہکر پہر اودہر دیکھ لینا
اب آتی ہی ہوگی خبر دیکھ لینا
کوئی نامہ بر کی کمر دیکھ لینا
نہ باور ہو تو کہینچکر دیکھ لینا
تماشا یہ تم رات بہر دیکھ لینا
جوانی کا صدقہ ادہر دیکھ لینا

نہ بولیگی احسان تصویر اوسکی
کسی روز منہ چومکر دیکھ لینا

وہ پوچھتے ہیں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا
دل میں خلش عشق کا ساماں نہیں دیکھا
کیا چھیڑ ہے پوچھے بھی جو کوئی تو یہ کہتے
کیوں پوچھتے ہو مجھ سے شب وصل کی باتیں
سودا تو ہو دست جنوں کس کا ہے کیونکر
مانی نے مری شکل جو کھینچی تو وہ بولے
منہ دیکھ کے آئینے میں نخوت ہوئی اوس کو
گو اور بھی انداز ہیں اونکے مگر ایسا ناز
سو بار بنا ہیں گے وہ دیوانہ و غافل
میرے ہی سے خانے میں جب پہل کیسے رہنا
وہ لطف شب وصل سے واقف نہیں تب تک
ہم ہمکو دکھاتے ہیں پھر اوس دل کا تڑپنا

ہو لطف جو ہوتے کبھی گھیں ہاں نہیں دیکھا
رہ جاتی کوئی ٹوٹ کے پیکاں نہیں دیکھا
ہمنے کئی دن سے تجھے گریاں نہیں دیکھا
کیا حوصلہ حسرت و ارماں نہیں دیکھا
دامن نہیں دیکھا کہ گریباں نہیں دیکھا
ایسا کسی تصویر کو حیراں نہیں دیکھا
خود کہتے ہیں اس حسن کا انساں نہیں دیکھا
یوں تیری طرح جانکا خواہاں نہیں دیکھا
تو نے ابھی کچھ ای دل ناداں نہیں دیکھا
کیا غیر کا گھر ای شب ہجراں نہیں دیکھا
حسرت بھرے دل کا ابھی ارماں نہیں دیکھا
پھر کہلوا اوسی ناز سے ہاں ہاں نہیں دیکھا

٧٩

احسان وہ خوش ہیں مجھے مٹی میں ملا کر
اس جور و ستم پر بھی پشیماں نہیں دیکھا

١٥

شکوہ نصیب کا نہ گلہ آسمان کا
دیکھا نہ خوبرو کوئی اس آن بان کا
قسمیں بہت نہ کھاؤ مکر جاؤ گے ابھی
پہلو میں لاکے کون اٹھائیگا یار کو
وہ مدعی کے ساتھ شب ماہ میں پھرین

یہ داغ ہی دیا ہوا اک مہربان کا
اچھا بتاؤ ہی مرے بانکے جوان کا
کسکو ہی اعتبار تمہاری زبان کا
اوٹھتا نہیں ہی درد بھی مجھ ناتوان کا
دیکھا نجائیگا یہ ستم آسمان کا

سمجھے گلہ رقیب کا تم عرض حال کو
ای میفروش آج ہی خوشگوار دے
آنکھیں تری یہ کہتی ہیں ہرن ہیں دلکے ہم
ٹھہرا نہ دلمیں آکے کسیدن خدنگ یار
تاروں کی چھاؤں گھر کو گئے وہ شب وصال
کام آئے اونکی نیم نگاہی کا حوصلہ
منگوایا ہے ترے لیے مستوں نے خلد سے
خلوت میں آج بوسۂ لب ہی ملے ہیں
کچھ بھی نہ تھا خیال مٹایا تھا جس گھڑی

مطلب کچھ اور ہی تھا ہمارے بیان کا
کل سے بہت خراب مزہ ہے زبان کا
غمزہ ترا یہ کہتا ہے دشمن ہوں جان کا
ملتا نہیں مزاج مجھے میہمان کا
احسان بخت کا ہے سلوک آسمان کا
دم نکلے آرزو کی طرح نیم جان کا
ای شیخ پی لے یہ دل ہے اونچی دکان کا
دل کا اگر نہیں تو مزہ ہے زبان کا
اب سب سے پوچھتے ہو پتا لے نشان کا

۸

احسان موت سے نہیں ڈرنے کا میں کبھی
سمجھے وہ کیا جو نام لیا امتحان کا

۹

میں عرض حال کرتے ہی نظروں سے گر گیا
کیسا گلوے خشک نے نادم کیا مجھے
ناکامیاب یوں بھی نہ عالم میں ہو کوئی
عاشق کے شوق دید کو سمجھا نگیوں نے غیر
چہرے سے آخر اوسکو الٹنی پڑی نقاب
دل نے کیا کنارہ کسی بت کے عشق سے
کچھ اپنے قتل ہونے کا صدمہ نہیں ہمیں
کیا شوخ ہے کہ ہو نہ سکے تیرے وصل کا خیال

اچھی طبیعت آئی کہ دل اونکا پھر گیا
وہ سر جھکا کے رہ گئے خنجر جو گر گیا
کچھ دور آکے تیر نگہ اونکا پھر گیا
اشک سو نہ تھا جو وہ تری آنکھوں سے گر گیا
گھبرا گیا جو مجمع محشر میں گھر گیا
ڈوبا ہوا خدا کی عنایت سے تر گیا
غم ہے یہی کہ غیر کے جھگڑے میں سر گیا
سو مرتبہ ہجوم تمنا میں گھر گیا

١٥	احسان لائیگا کوئی آفت یہ دل ضرور ل آیا تہا کل اوسنے مگر آج پہر گیا	٨١

دیکہین گے آسمان کہانتک ستائیگا
تقدیر کو بگاڑ کے وہ کیا بنائیگا

اوس کا ہی ہے یہ ستم کہ ہمکو ستائیگا
اوسکی بہی ہے صلح کہ آنکہین لڑائیگا

تنہا سنجانئے پاؤگے تم بزم غیر مین
ٹہرے رہو کہ دل بہی مرا ساتہ جائیگا

رشک رقیب کم نہین ہوتا کسیطرح
کب تک مرے جلے ہوئے دلکو جلائیگا

باہم گلے مین ڈال کے بیٹہو شب وصال
ہم تم ملے رہینگے تو لطف اور آئیگا

مدت سے کوے یار مین بیٹہے ہوے ہین ہم
کب آسمان خاک مین ہمکو ملائیگا

کہین نازسے وہ کہتے ہین ایمان وصل کو
دل ہی مین رہنے دو یہ بہت کام آئیگا

حیرت گہڑی رہیگی نگاہ ہونکے روبرو
دیکہے گا جو تمہین وہ تماشا دکہائیگا

دیکہنے لگے سب کہ زخم سے جو ہوگی دل لگی
سوفار تیر یار بہت مسکرائیگا

دل کی تڑپ کو دیکہنے آتے نہین جو تم
کیا پوچہنے کے واسطے عرش ہی نہ آئیگا

حسرت وصال یار کی کہتی ہی ہجر مین
خوش ہوگا وہ جو سینے سے مجکو لگائیگا

درد فراق یار گلہ شکوہ ابہی سے کیا
یہ دل کی پہانس نکلے بہت دل دکہائیگا

یون کم نہ ہوگا درد محبت شب فراق
سمجہا کے تم کہو گے تو ہان مان جائیگا

وقت خرام ساتہ رہے فتنہ بہی کوئی
تمکو مری لحد کا ٹہکانا بتائیگا

	احسان آج کہتے ہین وہ روبرو غیر روٹہینگے ہم تو پہر کوئی کیونکر منائیگا	

١٩	ردیف ہائے تازی	٨٢

موجِ صہبا جو ہوئی ہم نفسِ جامِ شراب — سبزۂ چرخ کو سمجھا ہین خسِ جامِ شراب
کیا فلک پر ہی رندو ہوسِ جامِ شراب — مہر و مہ ہین یہ نہین پیش و پسِ جامِ شراب
رات بھر بزم مین چلنا کبھی بھرنا اوسکو — لڑکھڑاتا ہی نہین پائے فرسِ جامِ شراب
دلکی خواہش ہی ملے بوسۂ چشمِ ساقی — رند میکش ہون نکیون ہو ہوسِ جامِ شراب
دل کو لیجائیگی اکدن نگہِ دزدیدہ — تا لبجا گشت کریگا عسسِ جامِ شراب
بنکے تنکا کبھی محفل مین جو رکھو نہین قدم — دور پھینکے وہ مجھے ہی مثلِ خسِ جامِ شراب
وقت کا جم ہی وہ جس رند کے سر پر بیٹھے — کم ہما سے نہین ہی ہرگز مگسِ جامِ شراب
بادہ خوارو یہ حیا ہی نہین تم لیتے ہو — دیکھو منہ کھولے ہوے ہی ہوسِ جامِ شراب
جور کرتے ہو عبث محتسبو شیشے کو — سر تمہارا ابھی نہ توڑے عسسِ جامِ شراب
آج خورشید جمالون کا مین آئینہ ہون — کھر رہا ہی لبِ آتش نفسِ جامِ شراب
کسکو ہوتی ہے خبر قافلۂ کیف و سرور — کون سنتا ہی صدائے جرسِ جامِ شراب
اوس طرف عکس ہے ساقی کی ہتیلی کا نہین — رنگ می پھوٹ کے نکلا ہی نفسِ جامِ شراب
ہون وہ بلبل کہ ہی دانہ مجھے ہر قطرۂ می — اور بانی کی پیالی قفسِ جامِ شراب
آفتاب اپنے زمانے مین ہی انگور کی شکل — اب فلک پر بھی ہوا دسترسِ جامِ شراب
آنکھ ساقی کی ہوئی بند کھلی آنکھ اپنی — اس ادا لٹ سے بھری ہین جام بسِ جامِ شراب
خط نمایان ہی جو ساقی کے لبِ میگون پہ — دلمین رندونکے کھٹکتا ہی خسِ جامِ شراب
قبلِ می آنکھ کا بوسہ جو دیا ساقی نے — ہوئین آنکھین ہنر بیش رسِ جامِ شراب
آج لبریز ہو کس کا پیالہ دیکھین — نہین محفل مین وہ مست ہوسِ جامِ شراب

بزم مین دیکھتا ہون یار کی آنکھین احسان

۸۳	اگر کس قدر دل میں بھری ہی ہوس جام شراب	۱۳۱

اوٹھیں گے راہ عشق میں مثل غبار کب
آنکھوں سے ہم لگائینگے دامان یار کب

ٹھہرا ہی آج وعدۂ فردا پر اونکا وصل
آئیگا حشر ای مرے پروردگار کب

مجھسے شب فراق بھی کھویا گیا ہی دل
تم کو نہیں ہے صبر تو ہم کو قرار کب

آئینہ بھی دکھاؤ تو کہتے ہیں ناز سے
اسطرح جائیگا مرے دلکا غبار کب

مدت گذر گئی کہ پڑے ہیں مزار میں
ای صور حشر ہوگی ہماری پکار کب

محو اونکو کر دیا ہی مرے شوق دید نے
امید کی شبین گئے اب امیدوار کب

چاہیں تو دل کو پھیر لیں اونکے طرف سے ہم
اس جبر پر بھی ہمکو ہمیں اختیار کب

پہونچا کبھی جگر میں کبھی سینہ میں آگیا
ٹھہرا کہیں یہ درد دل بیقرار کب

پوچھے کوئی اذیت الفت کے ہمسے لطف
راحت اوسے سمجھتے ہیں ناکردہ کار کب

رخصت تو ہو چلے وہ مرے گھر سے صبح وصل
دل اپنا ٹہر کے پوچھ لے آؤگے یار کب

اللہ ری بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہیں
پہلو سے لیگئے وہ دل بیقرار کب

اب کیا ہوا جو ڈھونڈھتا پھرتا ہی کو بکو
دلکو تلاش یار تھی یون بار بار کب

۸۴	احسان جوش پر ہیں طبیعت کے ولولے ہوگی نصیب لذت بوس و کنار کب	۱۱

کیا اور کچھ ہماری وفا کا نہ تھا جواب
تمنے برا کہا ہمیں اچھا دیا جواب

آیا نہ ذہن میں کوئی حسرت بھرا جواب
ہمسے کسیکے خط کا نہ لکھا گیا جواب

دل نے بتا دیا اونھیں رشک عدو کا حال
نادان تھا ذرا نہ سمجھکر دیا جواب

بوسہ دہن کا مانگتے ہی ہوگئے وہ چپ
اک عرض مدعا نے کیا اونکو لاجواب

قاصد سے بدگمان ہوں کیوں اوس نے کھو دیا — لایا نہ تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب

مانی سے جب بنا نہ نشانِ دہانِ تنگ — تصویر یار بول اوٹھی ہیں ہوں لاجواب

کہتے ہو تم کہ عشق میں مرتا نہیں کوئی — لو ہمنے زیست کو تو دے دیا جواب

تمنے سوالِ وصل کو سنکر کہا ہے ہاں — لِللہ اب نہیں نہو بس ہو گیا جواب

شکوہ زبان سے نہ نکلنے دیا کوئی — منہ بند کر کے تمنے کیا مجھکو لاجواب

وہ اپنا منہ چھپائے ٹہلتے ہیں بام پہ — آنکھوں نسے دل یہ پوچھتا ہے کیا ملا جواب

٨٥ — خنجر بکف وہ کیوں نہ ہوے سنکے شوقِ قتل
احسان اس سوال کا مشکل تھا جواب

لکھا نہ جائیگا تری تحریر کا جواب — کس سے رقم ہوا خطِ تقدیر کا جواب

آئینہ خانہ ہے مجھے گھر شوقِ دید میں — حیرت سے ہوں میں یار کی تصویر کا جواب

تمنے برا کہا تو شکایت نہیں مجھے — یہ سب ہے میری خوبی تقدیر کا جواب

لکھنے سے پہلے آج اونہیں سے نہ پوچھ لیں — کیا ہے تمہاری شوخی تحریر کا خواب

وعدہ ہو مجھسے جائیں وہ دشمن کی بزم میں — تقدیر یہ غیر ہے مری تدبیر کا جواب

تڑپا نہ تیرا دل مرے دل کیطرح کبھی — آہوں نسے ہو سکا نہ ترے تیر کا جواب

٨٦ — لکھا ہے خط میں اوس لئے کہ ہر گز نہ آئینگے
احسان ہے یہ نامۂ تقدیر کا جواب — ١٣

ردیف بائے فارسی

صبحِ وصال جائیں اگر میرے گھر سے آپ — سمجھا دیں حسرتوں کو ذرا پیشتر سے آپ

سر پھوڑ کر نہ ہی مر گئے ہم سنگ در سے آپ
اسباب تھا گلا ہی کہ نکلے نہ گھر سے آپ

وہ بیقرار ہیں کہ خدا جانے کیا کرین
رکھین علیحدہ مرے دلکو جگر سے آپ

کیونکر تمہین دوستی و دشمنی نہین
دیکھین تو مدعی کو ہماری نظر سے آپ

مجکو نہ آسمان کا شکوہ نہ بخت کا
رہتی ہین دور دور دعائین اثر سے آپ

باندہی جوہی کمر کہین جانیکے واسطے
باندہین ہمارے ہاتھ بھی اپنی کمر سے آپ

کیا خوش کہ بیکلی دلکو ملاقات رہ کی
کیا فائدہ ادہر سے چلین ہم ادہر سے آپ

کہدے مری طرف سے کوئی اونکے کانمین
کیون اتنے بیخبر ہین کسی بیخبر سے آپ

ایسا بھی بیقرار ہو گا کسی کا شوق
پہلے وہان پہونچگئے ہم نامہ بر سے آپ

دل تند رہی کیا تو وہ بولے غرور سے
یہ تحفہ لیکے آئے یہان کسکے گھر سے آپ

مطلب کی چال چلکے او نہین الائیگے گھر
یہ کہکے جائین غیر کے گھر کو ادہر سے آپ

اونکی نگاہ ہو نہیں نہ سمایا ہوا غیر
دیکھین گے اپنا حال ہم اپنی نظر سے آپ

٨٧

احسان نعش پر جو وہ آئے تو ٹھہر گئے
اب لائیے گھر کو بہر چلے ایسے سفر سے آپ

١١

سنگ جور و ستم لگا کر آپ
پھوڑتے ہین مرا مقدر آپ

خلش عشق کی ملے لذت
میرے سینے مین رکھدین نشتر آپ

مرادا لگے تیا دیا ہمسکو
سیکڑون ہین ہین ایک ساغر آپ

مجکو بیخود بنا کے کہتے ہین
آپ سے ہو گئے ہین باہر آپ

حال میری تڑپ کا کھلجائے
ہاتھ رکھین تو اپنے دل پہ آپ

دیدہ وصل کا تمہین اجائے
ہاتھ رکھدین ہمارے سر پہ آپ

دل میں رہنے کا حال جان لیا — لوٹنے آئے ہیں مرا گھر آپ

آپکے جان نثار دل سے ہم — ہم غریبونکے بندہ پرور آپ

لطف دیتی ہے لذت آزار — مجکو کھانے دین نہ زخم خنجر آپ

خاک میں مل چکا تھا میں ناکام — اور آتے اگر نہ دم بھر آپ

کیا سزاوار اسی کا ہے احسان
گالیان دیتے ہیں جو اکثر آپ

ردیف تاے فوقانی

دل عرش کبریا ہے کہ دولت سراے دوست — اس گھر سے روز آتی ہے ہمکو صداے دوست

دل بھی جگر بھی جان بھی سب ہیں فداے دوست — راضی ہیں ہم اوسیمین جو کچھ ہو رضاے دوست

نکلی نہ آرزو دل پر داغ سے کبھی — چلتی ہے اس چمن میں ہمیشہ ہواے دوست

پیکان تیر دل ہی میں رہتا تمام عمر — کم بخت کی خلش میں فزوں تر ہے جفاے دوست

پہونچیں گے جلوہ گاہ میں جنت کو چھوڑ کر — مانگیں گے روز حشر نہ محو لقاے دوست

ناکامی نصیب کہانتک رہیگی ساتھ — کام آہی جائینگے کبھی ناز و اداے دوست

ایفاے وعدہ کا نہ خیال آئیگا اونہیں — تقدیر کہہ رہی ہے یہی ہے وفاے دوست

اے رشک تو نے یہ بھی اجازت نہ دی ہمیں — سنتے زبان غیر سے ہے ماجراے دوست

شکوے کے بدلے شکر رہے گا زبان پر — راحت ہمیں یہی ہے ہمکو ستاے دوست

آنسو نکل پڑے جو کبھی ذکر آگیا — انکھوں نے پڑے کوئی نہیں آشناے دوست

احسان عشق میں رہے بیگانہ سب سے ہم

٨٩	جاناں کبھی نہ غیر کو ہمنے سوائے دوست	١١

نجائیگی دلسے تمہاری محبت — کہ ہی جان سے بڑہکے پیاری محبت

شب وصل جب کچھ کہا تو وہ بولے — اسی بات کی ہی یہ ساری محبت

وہ چھوڑے گی عاشق کو بدنام کرکے — گرے گی نہ کچھ پردہ داری محبت

وہ اوٹھنے لگے دلکو تڑپاکے جسدم — ابھی اور ٹھہر و پکاری محبت

ستم یہ اوٹھاتے جفائین یہ سہتے — نہوتی جو ہمکو تمہاری محبت

دکھائینگے تمکو اثر جذب دل کا — تمہین کھینچ لیگی ہماری محبت

ہوا خون دلکا مرے رفتہ رفتہ — مگر مغ ہی اشکٹاری محبت

محبت سے مل جل کے دلمین رہینگے — ہماری تمنا تمہاری محبت

عدو کے تڑپنے کا افسوس کیا ہی — کہ مطلب کی ہی اوسکی ساری محبت

زرا آکے دیجاؤ دلکو تسلی — نہی جاتی ہی بیقراری محبت

٩٠	کلیجے مین احسان رکھوں نہ کیونکر کہ ہی میرے پیارے کی پیاری محبت	١١

نہ جھوٹن ہنسی کی لب سوفار کی کیا بات — زلوا یا لہو ناوک دلدار کی کیا بات

ہم سے نہ کھلی شوخی گفتار کی کیا بات — باتین نہ کبھی کین دہن یار کی کیا بات

کس شوق سے آنکھو مین کٹی اپنی شب وصل — سویا نہ زرا طالع بیدار کی کیا بات

کہتے ہین وہ ہر بار نہ آئین گے کبھی ہم — اس بحث کی اس منت کی تکرار کی کیا بات

کہنے سے نہ چھوڑا کوئی مطلب سے آگے — ای شوخ ہمارے لب اظہار کی کیا بات

ہان ہین بہی تہے پوشیدہ کچھ انداز نہین کے — انکار ہی نکلا تری اقرار کی کیا بات

ٹھہرے ہیں ہمیں قابل بیداد جو شب بخت
لڑتی ہی ہمیں سے نگہِ یار کی کیا بات

کی وصل میں کیا کچھ تری آنکھوں نے لگاوٹ
غافل نہوا اس دلِ ہشیار کی کیا بات

کھوا ہی لیا یار سے آنے کو لب بام
جذبِ اثر حسرتِ دیدار کی کیا بات

بول اوٹھتی ہی آگے مرے تصویر کسیکی
چپ رہتی ہی نہیں شوخیِ گفتار کی کیا بات

۹۱

نکلی جو مرے دل سے گئی چرخ تک احسان
ٹھہری نہ کہیں آہِ شرربار کی کیا بات

۹

روکے اوسے دل پھر اگر آئے طبیعت
ایسا ہو تو قابو سے نکل جائے طبیعت

تم کیا نہیں آئے کہ تصور بھی نہ آیا
کس طرح اکیلے میں نگھبرائے طبیعت

بن ٹھن کے خدا کے لیے محفل میں نہ بیٹھو
اچھا نہیں دشمن کی جو آجائے طبیعت

ہمدردوں سے ہو جاتی ہی تکلیف بھی آسان
خود آپ تڑپ کر مجھے تڑپائے طبیعت

جس بات کا غم تھا وہی اب سامنے آیا
کہنا پڑا فرقت میں نہیں جائے طبیعت

ہر روز کا جانا مرا کب تک یہ رہیگا
اونکو بھی کبھی کھینچ کے لے آئے طبیعت

عاشق کو نصیحت کا اثر ہو نہیں سکتا
بیٹھی ہوئی دلکو مرے سمجھائے طبیعت

مٹنا ہو تو مٹ جائے سنبھلنا ہو تو سنبھلے
حسرت کی طرح پاؤں نہ پھیلائے طبیعت

چھوڑیں نہ کبھی ہم دُرِ دندانکے مضامین
احسان ذری دیر جو لڑ جائے طبیعت

۹۲

ردیف تاے ہندی

۱۱

گردن سے رہی خنجرِ قاتل کی لگاوٹ
کام آہی گئی عاشقِ بسمل کی لگاوٹ

مانو لگا نہ مین جو بِی تقدیر کا احسان
مین شوقِ شہادت مین ہوا جاتا ہون بیخود
کل غیر کی محفل مین تھے تم آج یہان ہو
آبیٹھے ادہر پہلوئے دشمن سے تم اوٹھکر
اچھا نہ ملے سونگھنے کو زلف معنبر
یون بزم عدو مین کبھی جانیکو نہ تھے ہم
او دیکھنے آئے ہین وہ غفلت کا تماشا
تڑپا ئینگی تمکو بھی مری طرح کسیدن
وہ تیغ بکف سامنے آجاتے ہین اکثر

ساتھ اونکو لگا لائی مرے دلکی لگاوٹ
جادو تو نہین خنجرِ قاتل کی لگاوٹ
دیکھی کششِ الفتِ کامل کی لگاوٹ
انصاف ہوا اچھی ہی کس دل کی لگاوٹ
کچھ مانگ ہی لیگی ترے سائل کی لگاوٹ
لے آئی کسی رونق محفل کی لگاوٹ
ہشیار سے اچھی رہی غافل کی لگاوٹ
بیکار سمجھنا نہ مرے دل کی لگاوٹ
خنجر سے چلی جاتی ہی بسمل کی لگاوٹ

۹۳	احسان سنبھالا دل بیتاب کو پرچند تڑپا ہی گئی ناوکِ قاتل کی لگاوٹ	۱۳

لاکھ چاہا ہو لئی نہ اچھی چوٹ
عشق پیارا ہی پیاری آدمی چوٹ
دل جگر دونون ہو گئے بیتاب
صدمۂ عشق مین بلا جو مزہ
اس سے بڑہکر ہی کونسی نعمت
پھر کیا مضطرب کسی نے ہمین
عشق کرتے ہی چنگئے عاشق
خود اوبھر کر جب کہو طعنے دے

پھر اوبھر آئی ہرے دلکی چوٹ
ہمنے دلمین چھپا کے رکھی چوٹ
اپنے غمزے کی تمنے دیکھی چوٹ
دل یہ کہتا ہی اور پڑتی چوٹ
شکر کرتے مزے سے کہاتی چوٹ
پھر نئی ہو گئی پورانی چوٹ
کس قیامت کی تھی یہ پہلی چوٹ
چوٹ آتے ہمارے دلکی چوٹ

میرے گھر سنگ تفرقہ پھینکے
ایفا لگی تمنے مجھسے ہی کی چوٹ

سر کو ٹھوکر لگا کے کہتے ہین
کیون پسند آگئی یہ اچھی چوٹ

نگھ یار ہی بہت بانکی ہا
ہمسے روکی گئی نہ اوسکی چوٹ

ہاتھ رکھکر ہمارے دل پر وہ
کہتے ہین ہو گئی اب اچھی چوٹ

پھیر لو اونسے اپنا دل احسان
کس سے اوٹھے گی مدعی کی چوٹ

۹۴ — **ردیف الثاء** — ۱۵

قسمت ہی ہو عدو تو دعائے سحر عبث
نالے فضول آہ رسا کا اثر عبث

پہونچا کرے جگر کی طرف ہی کبھی کبھی
بیٹھا ہوا ہی دل مین خدنگ نظر عبث

تدبیر وصل یار کی کرنی تھی کچھ اوسے
غافل پڑا ہوا ہی دل بے خبر عبث

ہم سر جھکائے دیتے ہین کھینچو تو تیغ تم
تھوڑے سے کام کے لیے باندھی کمر عبث

اپنا کبھی نہ ہوگا حسینون کا دوستدار
اوٹھ اوٹھکے دل سے ملتا ہی درد جگر عبث

اگر تجھے نکالا ہی دیگا خیال یار
ای غم بنا لیا ہی مرے دل مین گھر عبث

جو کچھ کیا نصیب نے یا رشک غیر نے
افسوس کسیکو ہی مرے حال پر عبث

سینے مین دل لگی پھانس جو بنیا تو خوب تھا
رہتا ہی دور دور رخ تنگ نظر عبث

در پر ہی ہمکو مرنے دیا جب نہ آپنے
ٹھوکر لگانے آئے سر رہگذر عبث

ناکام رکھے کہوئے گئے یار کے حضور
ہمنے شب وصال مین ڈھونڈھی کمر عبث

لکھا ہی جو نصیب مین پیش آئیگا وہی
فکر عدو عبث گلۂ نامہ بر عبث

آرام پائیگا نہ مٹا کر ہمیں کبھی
یہ فکر ہی سپہر کو شام و سحر عبث

پہلو میں تین چھپائے ہوے تھا اک آن بان
تمنے مٹا دیا مرا داغ جگر عبث

جب جی میں آئے قتل کرے بڑھکے شوق سے
ہمسے کشیدہ رہتی ہی تیغ نظر عبث

احسان سچ ہی فقر کی دولت ہی لازوال
ملجائے سلطنت ہی کسیکو مگر عبث

۹۵ ردیف جیم عربی ۱۷

اوٹھتا ہی مثل درد جو ہر دم غبار آج
کیا مرمٹا ہی کوئی ترا خاکسار آج

ہونیکو ہی جو آہ و فغان کا ادہار آج
لیتا ہی چٹکیان مرے دلمیں قرار آج

یا وصل مرگ ہو مجھے یا وصل یار آج
ہو جائے کچھ تو ای مرے پروردگار آج

پائی جگہ فراق میں زیر مزار آج
مٹی میں ملگیا ترا امیدوار آج

فرقت کی رات حشر کے دن سے ہی ہی دراز
کچھ کو ہی کرے نہ مرا انتظار آج

وہ چھپ رہے سمجھکے طلبگار وصل کا
ذلت نے مرے کیا مجھے بے اعتبار آج

ڈہونڈہتا ہوں نکل گیا ہی مرا صبر کسطرف
ٹھہرے جو کوئی دم کو دل بیقرار آج

اللہ رے تاسف یاران رفتگان
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج

حسرت نہیں نکلتی نہ نکلے مگر کہیں
ارمان ہی کو ای غم دوری ادہار آج

وعدہ کی شب ہمیش میں ٹہہ جائیگا فسوس
دلمیں ہمارے جمع رہے انتشار آج

اُٹھنے نہ جو سہارا دو کا لو رسے لگئے
اپنا سا لیکے منہ ترے امیدوار آج

نالے سے کچھ رہا ہی دل اپنا شب فراق
لازم ہی چڑہکے عرش پہ اوسکو پکار آج

گیا شام ہی سے صبح کی نوبت ہی وصل مین
آتا اودہر ہی اپنے عدو نکی خاک پر
کیفیتِ شراب وہی ہی نگاہ مین
کیا آگیے وہ لگا بوسہ لب نزع مین کوئی

آواز آرہی ہی کوئی بار بار آج
ہم بھی پڑے ہین راہ مین اے شہسوار آج
آنکہو نمین رہگیا ہی جو کل کا خمار آج
ہونٹو نپر آرہا ہی جو دم بار بار آج

۹۶	احسان یہ ستم ہی کہ قہر خدا مجھے کل سو رکھائیان تہین ہونگی ہزار آج	۱۷

غافل ہو نمین شرمندہ ہی اوس بت کی نظر آج
مہمان ہوا ہی بت بد خو مرے گہر آج
ملتا ہی گلے لگکے جو رو رو کے جگر آج
دیکہیے کس ظلم ای فلک تفرقہ پرداز
وہ کہتے ہین تڑپائینگے ہم سمجھتے ہین اچھا
بیتاب نہو جاؤ تو بیتاب نہ کہنا
عاشق ہی نہین جب تو ہے کیون کوئی دلسوز
اب مجھ سے بلا ہیگا خدا ہی مرے دلکو
مانا کہ نہ کچھ پوچھنا حالت مری لیکن
ارمان تو کیا غم بھی تمہارا نہین دلمین
ہوتے رہے کل غیر کو محفل مین اشارے
تسکین بھی دیتے ہین کہے جاتے ہین یہ بھی
شاید اسی حیلہ سے وہ رونے ہوئے آئین

جذب اثر شوق ادہر ہی نہ ادہر آج
رو گیے ہوے فریاد کو اور درد جگر آج
کرتا ہی اسے بھی ترے کوچے کا سفر آج
کل وصل کی وہ شام یہ فرقت کی سحر آج
مجبور ہمین کرتی ہی اوٹھ اوٹھکے نظر آج
ہم ہمکو دکھاتے ہین دعاؤن کا اثر آج
مٹ جائیگے مرنے سا تہ مرا داغ جگر آج
کم ہو گیا آئی ہی کہین سے یہ خبر آج
پھر کہلوا وسی نازسے آئے ہو کدہر آج
بے پردہ چلے آؤ کہ خالی ہی یہ گہر آج
کچھ ہمسے بھی کہدے تری شوخی نظر آج
پہلو مین نہ ہم بیٹھینگے تڑپے نہ اگر آج
مرجانے کی ہم اپنے اوڑاتے ہین خبر آج

فردائے قیامت ہی ہمین وعدۂ فردا
عاشق سے جو ملنا ہی تمہین بالفعل مگر آج

بجلی کو بتائین کہ رگِ گل کو بتائین
دیکھی ہی تمہاری سی ہنسی ہمنے کمر آج

بوسہ شبِ وصل آنکھونکا مانگا تو وہ بولے
آنکھ کہانے والی نہین بے شرم نظر آج

احسان بڑے بھید کی آمین ہی کوئی بات
خاموش کھڑے تھے وہ سرِ راہگذر آج

۹۷ ردیف جیم فارسی ۱۳

آئین وہ آہستہ آہستہ ادہر ایسا نہ کھینچ
کھینچ تو ای جذبۂ دل اُنکو تو ایسا نہ کھینچ

شام ہی سے فیصلہ ہو جائے مرگ و زیست کا
روزِ محشر کیطرح طول ای شبِ یلدا نہ کھینچ

خار اُلجھین گے جو دامن سے تو چھوٹینگے کبھی
مجکو ای جوشِ جنون تو جانبِ صحرا نہ کھینچ

رنگ بدلینگے طبیعت کا کہ شہرہ ہو نہین
ای تصور میرے گلرو کا ابھی نقشا نہ کھینچ

ساتھ ہین کچھ حسرتین اُن کے بنا ہین بہی ہون
میرے دلکو سوئے یار ای شوق تو تنہا نہ کھینچ

ای دلِ بے صبر دشمن کو خبر ہو جائیگی
پینچ کھینچا ہی تو اچھا ہی مگر نالا نہ کھینچ

خوانِ دل مین ڈوب لینے دے لبِ سوفار کو
میرے پہلو سے ابھی ای شوخ تیر اپنا نہ کھینچ

جعدِ زلفِ عنبرین ہو جائیگی بارِ کمر
ہم کہے دیتے ہین گیسو سے کہ طول اتنا نہ کھینچ

ضبط کرتا ہون تو یہ ہمکی مجھے دیتی ہی آہ
خود نکل جائینگے ہم دلسے بہت بیجا نہ کھینچ

دیدۂ تر مین کیا ملنے لگی لذت مجھے
انتو کہتی ہی خلش بہی پانو سے کانٹا نہ کھینچ

حشر کے دن فیصلہ خواہی اکیلے ہو چکی
یان بہی کہتا ہی ادب ای ستمگر کا نہ کھینچ

دیکھنے والے ہوئے جاتے ہین نجم الضیم
اپنی آنکھون مین تو سنگِ طور کا سرمہ نہ کھینچ

دیکھیے احسان ہم سے کب کہیگا یہ کوئی
پاس بیٹھا ہوں میں آ ہیں ای مرشید اٹھینچ

۱۳	ردیف حای حطی	۹۰

تم ستاؤ ہم اوٹھائینگے ستم اچھی طرح
وصل کے ہو گئے بھی ہیں کہاں اٹھینگے غم اچھی طرح

عشق کے صدمے اوٹھا لیتے ہیں ہم اچھی طرح
درد و غم اچھی طرح جور و ستم اچھی طرح

ہمنفس دل کا جگر دل ہے جگر کا غمگسار
کیا یہ دو دیوانے رہتے ہیں بہم اچھی طرح

میکدے میں واعظ آیا ہے بڑی منت کے بعد
میکشو ٹہر کر زرا اپنا قدم اچھی طرح

دیکھ لینا ایک لحظہ بھی نہ آئیگا قرار
ہمکو تم تڑپاؤ تو تڑپیں گے ہم اچھی طرح

قتل گہ میں کل ملیں گے ہم نہ اوس بیرحم کو
آج لپٹا لے ہمیں تیغ دو دم اچھی طرح

کھانے پینے کی کوئی تکلیف ہو سکتی نہیں
میرے سینے میں ہیں بہم درد و الم اچھی طرح

بوسۂ لب کیلیے کہتا ہوں میں چلو تمہیں جب
ہنسکے فرماتے ہیں ہنسکے ملیں گے ہم اچھی طرح

حشر کے دن تجھکو دیدار خدا ہو یا نہ ہو
دیکھ لے اے شیخ تو روئے صنم اچھی طرح

ایک بوسہ کی عوض ہے مفت ہی عاشق کا دل
اوسنے پہلی ہی سے لکھ لی یہ رقم اچھی طرح

نامرادی زندگی سے سیر کر دیگی ہمیں
آپ ہی کھا لیجیے جھوٹی قسم اچھی طرح

گالیاں دینا کسی دن چٹکیاں لینا کبھی
اب تو ہوتے ہیں ترے لطف و کرم اچھی طرح

۱۴	ساتھ لیجاتے ہیں احسان وہ دلکو ترے کوئی یہ سمجھا دے رکھنا ای صنم اچھی طرح	۹۹

دلکو بھی تڑپاؤ جگر کیطرح
شوخ ہو شوخ نظر کیطرح

دلمین ہے آکے وہ گہر کیطرح
آہ نکلجائے تو کیونکر ملے
شوق ترے وصل کا ای بیوفا
حسرتِ کشتہ کی خبر مدعی
ہنستے ہین کیا آج ہے مر ولکے زخم
دیکھتے ہی کہتے محفل مین آج
دردِ محبت کی شکایت نہ کی
پردہ نشینی کا ہوا ہی جو شوق
ادنکی طرف آہ شدہ بہی سی
یار جو آیا ہی تو کہتا ہی دل
خاک مین اشکو نکو ملاؤ نہ یون

چھپ گئے نظروں سے نظر کیطرح
وہ بہی ہوا یاب اثر کیطرح
کم نہوا دردِ جگر کیطرح
لیگئے مرنے کی خبر کیطرح
روئینگے کل وہ تہہ تر کیطرح
پہر گئے ہم سے وہ نظر کیطرح
کسکو تحمل ہی جگر کیطرح
اب نہ ملین گے وہ نظر کیطرح
بند ہوئی راہ گذر کیطرح
اوٹھ گئے ہلو دردِ جگر کیطرح
آنکھ مین رکھا ہی گہر کیطرح

۱۰۰	شام ہی سے وصل مین احسان آج ہنستے ہین ہمپر وہ سحر کیطرح	۹

خانۂ دل مین وہ کب تھے ہین مہمان کیطرح
ہو چکی جمعیت دل سو چکا مین چین سے
ای بقدر ہم نہ کہتے تھے نہ زلفون سے اوجھ
عشق کی ایذا کو میرے دلسے کوئی پوچھ لے
ای خیال یار ہم سے اسقدر بیگانگی
حوصلہ بیطاقتی مین بہی کہین جانیکا ہی

آئے تاوک کیطرح بیٹھے تو پیکان کیطرح
خواب مین آئے ہین وہ خواب پریشان کیطرح
تجھ مین بہی بل آگئے گیسوئے جانان کیطرح
یہ ستمگر چٹکیان لیتا ہی پیکان کیطرح
دلمین ہم رکھتے ہین تجکو شوقِ ارمان کیطرح
ضعف کہتا ہی کہ اوٹھو دردِ ہجران کیطرح

خود بخود بکار اوٹھتی ہی قسمت ایسا مین سلسلہ ہی آہ کی
روک لے تو لیں خیال یار کو ای ضبط آہ

تیری چتون جب کھاتی ہی کوئی بانکی طرح
ہی وہ خود مطلب نکلے گا ارمانکیطرح

پھر خیال ہو گئے مژگان آگیا احسان کیا
دل مین کھٹکا تھا ابھی کچھ نوک پیکا نکیطرح

ردیف خاے معجمہ

۱۰۱ ۱۱

چھایا ہی اوٹھکے باغ پر ابر بہار سرخ
جب سر پٹک پٹک کے رو ہیں تیرے حسرتین
چھینٹیں لہو کی رنگ جما تین ہزار مین
آنے کو تھا جو وہ بت گل پیرہن ادہر
گلپوش باغ مین نظر آتے ہین اب سبھی
چمکے جو میرے داغ جگر مثل آفتاب
ساقی بھی اپنا رنگ جمائے بہار مین
روئے ہین پھوٹ پھوٹ کے خون آبلے مرے
آئیگا وہ نہ رنگ جو میرے لہو مین ہی
جوش عتاب ہی رہا تا صبح وصل مین

موقع ہی اب شراب پین بادہ خوار سرخ
ہوتا کسی سے کیا مرا سنگ مزار سرخ
کیا کہیے وقت ذبح تھی پوشاک یار سرخ
ہر شب نگاہ مین تھی شب انتظار سرخ
جوڑے بنا کے لائی ہی فصل بہار سرخ
دم بھر مین تمتما گئے ہو اور و یار سرخ
مینا جو سبز ہو تو مئی خوشگوار سرخ
جنگل مین ہر طرف نظر آتے ہین خار سرخ
منہدی سے اپنے ہاتھ کر و تم ہزار سرخ
غصے سے روئے یار ہوا بار بار سرخ

۱۰۲ ۱۵

احسان کیجئے دست حنائی کا ہی خیال
کرتے ہین اشک بھی جو دم اضطرار سرخ

ہر ادا سے ہی اوسکا شیوا شوخ
ترچھی چتون کیسی ہی کیا شوخ

ہیرا دل شوخ تیرا غمزا شوخ — کیا مزہ ہو جو ہون اکٹھا شوخ

دیکھہ لینا شب وصال مین تم — تم سے بھی ہی مری تمنا شوخ

نہ سمایا ہماری آنکھون مین — کس قدر ہی تمہارا جلوا شوخ

دل نہ ٹھہرا جو میرے پہلو مین — برق بیتاب کیطرح تھا شوخ

دیکھیے کیا جواب آتا ہے — خط مین لکھا ہی اکیدن آ شوخ

اوٹھتے جوبن کا ہے احسان — جسنے اوس شوخ کو بنایا شوخ

تیری آنکھونکو ہمنے دیکھا سحر — تیری چالونکو ہمنے پایا شوخ

پھرتا رہتا ہی سا آئینے مین — عشق کا درد ہی گرا ایسا شوخ

خوبرویون سے دل بچے کیونکر — ناز بیدادگر ہی غمزا شوخ

دل لگی کرتی ہی مرے دلسے — تیری چتون بھی ہو گئی کیا شوخ

جانتے ہین نگاہ یار کو ہم — ہمنے دیکھا نہین ہی ایسا شوخ

وصل مین چوٹ ہی برابر کی — مجھسے وہ اولٹے مین نہ یادا شوخ

وصل کی رات ہی ہا منسو بولو — چپکا بیٹھے غضب ہی تمسا شوخ

ہمکو معشوق چاہیے احسان
خوش ادا خوش جمال بانکا شوخ

۱۰۳ — ## ردیف دال مہملہ — ۱۱

دل کو ہمارے لیے ہی لیا دلدہی کے بعد — اک دشمنی بھی یار نے کی دوستی کے بعد

مغموم دل ہوا آپ نکیون دل لگی کے بعد — آنکھونمین خود بھر آتے ہین آنسو ہنسی کے بعد

دیکھے شبِ وصال کوئی اونکی شرم کو
بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے سرکشی کے بعد

زخموں کو ہاتھ آیا ہی اچھا یہ مشغلہ
ہنس لیتے ہیں وہ ویسے گھڑی دو گھڑی کے بعد

خالی بچا نہ پائے محبت کی چھیڑ چھاڑ
چٹکی بھی لی پہلو میں کوئی دل لگی کے بعد

احباب جائیں ٹھہرے رہو تم مزار پر
رونینگی حسرتیں مجھے اب بیکسی کے بعد

تاثیرِ عشق ادھر سے ادھر لائیگی اونہیں
ہو جائینگے وہ دوست مری دشمنی کے بعد

کیا صدمہ رشک کا نہ ملا تھا مجھے کبھی
بلوایا آج آپ نے کیوں مدعی کے بعد

ساقی کو چاہیے ہی بزرگوں کا کچھ ادب
رندوں کو دے شراب مگر شیخ جی کے بعد

فتنے نہ چل سکے ترے ہمراہ دو قدم
آخر کو تھک کے بیٹھ رہے پیری کے بعد

۹	احسان شانِ ختمِ رسالت ہی بیمثال کوئی نبی ہوا نہ ہمارے نبی کے بعد	۱۰۴

ہجر میں آتی ہی جس دم مرے لب پر فریاد
دل کی حسرت بھی نکل جاتی ہی بنکر فریاد

آگئی کام ترے اے دلِ مضطر فریاد
ابتو کچھ وہ بھی تڑپ جاتے ہیں سنکر فریاد

ضبط کی یار نے جس روز سے کی ہی تاکید
جان سے تنگ ہیں ہو گئی دو بھر فریاد

عرش تک جائے عجب کیا ہی جو مل جائے وہاں
اپنی تاثیر کو ڈھونڈھتی ہے تو نکل کر فریاد

کیا تعجب ہی کرو اوٹھی خوشامد میری
حشر میں سنلے اگر داورِ محشر فریاد

ایک کی بھی نہیں سنتے وہ خفا ہیں ایسے
میرا نالہ ہی نہ اچھا ہی نہ بہتر فریاد

اے فلک تو ہی بتا دے وہ کہاں ہی مہماں
ڈھونڈھتی پھرتی ہی اک چاند کو گھر گھر فریاد

تمنے اتنا بھی نہ پوچھا ادھر آئے ہو کہاں
ہمتو محجوب ہوئے اونہی لا کر فریاد

بے سبب شکوہ کریں چرخ کا ہم کیا احسان

۱۰۵	خود نکل جاتی ہی تاثیر سے بیکر فریاد	۱۵

دشمن کسے دیکی تجھکو ہوئی آرزو پسند
اب کوئی دلپسند کہے یا عدو پسند
پھلے تو اسقدر نہ لگاوٹ ستم کی تہی
جو دل کی طرح یار کا سینہ ابہار دے
سیرِ چمن کو جاکے وہ نازک دماغ کیا
یہ چاہتے ہین زیبِ بنا گوشِ یار ہون
لاکہون ہجوم ہون نہ رکیگی مری زبان
آنکہین لڑا کے صلح نکر پایہ بات کیا
کہنے کو وہ آلتے ہین بالائے بام روز
ارمان وصلِ یار کو آغوش غم بڑہا
راہِ طلب مین کہو گئے ہم گو ہزار بار
ای ضعف کچھ تو رہنے دے جسمِ نحیف مین
ملجاؤ تم ملے نہ زمانہ تو غم نہین
پہر کہلو ایکبار کہ پہلو سے دور ہو

اچھی نہین ہی یہ تری ای خوبرو پسند
ہمکو وہی پسند ہی جسکو ہی تو پسند
تیغِ نگاہ کب سے ہوئی ہی گلو پسند
سب آرزؤن نہین ہی وہی آرزو پسند
پہولونکی بو پسند نہ کانٹونکی خو پسند
مثلِ گہر ہین اشک مرے آبرو پسند
کہدونگا روزِ حشر یہی مجکو تو پسند
تجھکو تو ہی وفا ہی ای جنگجو پسند
ایسی ہی طور یہ کی اونہین گفتگو پسند
حسرت پسند ہو کے ہون آرزو پسند
لیکن ہمارے دلکو ہی جستجو پسند
شاید کسیکے غم کو ہوے ہی لہو پسند
ہمنے تو کی ہی ایک ہی آرزو پسند
دل کو وصال مین ہی یہی آرزو پسند

۱۰۶	احسان ہم زبان سمجھتے ہین ہیچ یہ بھی ہمکو تو ہی محاورہ لکھنؤ پسند	۱۱

سن لیجیے مجھ عاشق ناشاد کی فریاد
جو کشتۂ انداز تغافل ہی کسیکے

روداد کی روداد ہی فریاد کی فریاد
کرتے نہین وہ خنجرِ بیداد کی فریاد

اچھا ہی قیامت کہین ہو جائے وقت ستم
کہہ جاتی ہی کیا بات نسیم سحر آگر
ہر آہ پہ آتی تھی دل کوہ سے آواز
شکوہ مرے نالوں کا وہ کرتے ہین عدو سے
تقدیر نے پہلے ہی سے آگاہ کیا ہی
بیتاب ہی ہو جاؤ گے دم بھر کے لیے تم
چاہیں ہی تجھے تیری شکایت ہی کرین ہم
دشمن ہی ہمارا فقط انداز تغافل

داور ہی سُنے گا ستم ایجاد کی فریاد
مرغان قفس کرتے ہین صیاد کی فریاد
بیتاب کیے دیتی ہی فریاد کی فریاد
کیا بات ہی ہونے لگی فریاد کی فریاد
ناکام رہیگی دل ناشاد کی فریاد
خالی نہ کبھی جائیگی ناشاد کی فریاد
ہوتی نہین ہم سے تری بیداد کی فریاد
بھولے سے نہ کی ہمنے تری یاد کی فریاد

کچھ ایسا پریشان کیا بے اثری نے
احسان کو کرنی پڑی فریاد کی فریاد

ردیف دال ہندی

۱۰۷ ۱۴

اے مقدر تو ہی کر اپنی رسائی پر گھمنڈ
ہم سے سیدھی ہو کے پیش آئے مروت سے وہ کیا
چار دن کی بات ہی کعبے مین دیکھا تھا نہین
لن ترانی کی صدا آتی تھی بام یار سے
صلح ناممکن ہی میرے دل کی چشم یار سے
خاطر عاشق کی ہمیں آہنگ وہی مردہ دلی
تیری نخوت سے ہی میرے دل کو بھی ہی عزت کو بھی

بیوفاؤن کو بہت ہی بیوفائی پر گھمنڈ
تیرے ہی حقون کو ہی کج ادائی پر گھمنڈ
کب سے ہی تمکو بتو اپنی خدائی پر گھمنڈ
دو ہی دن مین ہو گیا جلوہ نمائی پر گھمنڈ
اوس ستمگر کو تو ہی اپنی لڑائی پر گھمنڈ
تیرے لب کو تھا ہی معجز نمائی پر گھمنڈ
نامرادی تیر تکبر نارسائی پر گھمنڈ

جو ملتے ہی ہمین دشمن ہی اوس سے بے نصیب
کیون نہو دلکو مرے درد جدائی پہ گھمنڈ

ایسے دل کو ہم کہین نادان تو بیجا نہین
جسکو ہوتا آشنا کی آشنائی پہ گھمنڈ

ہٹ نہین سکتا مقابل ہوکے دو نینون سے ایک
ہم کو مرنے پر اونہین تیغ آزمائی پہ گھمنڈ

خیر گزری جلوہ عارض کو روکا شرم نے
ورنہ روپوشی کو ہوتا خودنمائی پہ گھمنڈ

کیا ستم ہے پہلوے عاشق کو خالی کر گئے یون
دلربا کرتے ہین اپنی دلربائی پہ گھمنڈ

خالق کونین کو احسان یہ زیبا ہی سب
جسقدر چاہے کرے وہ کبریائی پہ گھمنڈ

۱۰۸ — ## ردیف ذال معجمہ — ۱۱

سب نعمتون سے ہمکو تمہارا ہی غم لذیذ
کھاتے ہین رات دن یہی اک چیز ہم لذیذ

گالی لذیذ آپکے جور و ستم لذیذ
ان سب مین ہے مزہ نکہین کسکو ہم لذیذ

رشک رقیب ہجر کے غم سے زیادہ تلخ
جنت کی نعمتین ترے بوسون سے کم لذیذ

کیا کیا مزہ ملا ہی مقدر کو چوٹ مین
ٹھوکر بھی تیرے پاؤن کی ہی ای صنم لذیذ

ہم بھوک مین بھی آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھتے
ہوتے اگر نہ یار کے درد و الم لذیذ

پوچھے تو اپنے بوسہ لب کا مزہ وہ بت
کہدونگا صاف کھا کے خدا کی قسم لذیذ

کہتے ہین سننے والے مزہ ہی نبات کا
باتین تری ہین کیا لب شیرین سے کم لذیذ

میٹھی نظر سے ہمکو جو دیکھو تو ہم کہین
شیرین تمہارا لطف تمہارا کرم لذیذ

میٹھا کیا ہی بوسہ لب دیکے منہ مرا
قسمت سے ہو گیا مجھے لطف صنم لذیذ

عاشق کا ذبح کرتے ہو میٹھی چھری سے تم
ظاہر مین تو سمجھتے ہین اوسکو بھی ہم لذیذ

مرنا ہی کہ سبزہ رخسار پہ ہاہیتیں
احسان ہو گیا ہی جو انروز دن ستم لذیذ

ردیف راے مہملہ

۱۰۹ — ۱۱

اٹہو کریم ہو خاطرِ حسرت مآب پر
کچھ اور ہی ہی حضرتِ واعظ کا رنگ آج
گنوائین کسے خدا ہی سے جور و ستم ترے
انکارِ وصل کرکے وہ دل مانگنے لگے
سبحان رکہو حضرتِ واعظ کو میکشو
چلمن سے جہانک جہانک کے ہنستا چہپا گئے
ہم جسکو دیکہتے ہین وہ آنکھون سے دور ہی
ظالم ملا ہی دیگا کسی روز خاک مین
ساقی نے خوب رنگ جمایا بہار مین
میری لحد کو ڈہونڈہ نہ اے شہسوار ناز

جوبن بہی کہہ رہا ہی ہم آئے شباب پر
مستانہ جہوم جاتے ہین ذکرِ شراب پر
جہگڑا اوٹہائے رکہتے ہین روزِ حساب پر
پیدا کیا سوال خود اپنے جواب پر
سو بہبتیان اوڑائین ہین کیفِ شراب پر
ہر بار لوٹ جاتی ہی شوخی حجاب پر
تقدیر ہنس رہی ہی زلیخا کے خواب پر
ہمکو نچہوڑئیے دلِ خانہ خراب پر
توبہ بہی لوٹی پڑتی ہی جامِ شراب پر
یکمشتِ خاک تہی جو پڑی ہی رکاب پر

۱۰۱ — ۱۲

احسان کیون نہ روئے لہو ہجرِ یار مین
سب دل کے زخم ہنستے ہین چشمِ پر آب پر

نہ تڑپانے سے باز آئے وہ دل مین مہمان ہو کر
وہ اونکی بے حجابی وہ لپٹنا شادمان ہو کر
دلِ مجروح کو جب لطف تہا خنجر آزمائی بت

طبیعت کی طرح آئے و رہے دردِ نہان ہو کر
لڑکپن کی ادائین بہول جائینگے جوان ہو کر
دہانِ زخم مین رہتا محبت کی زبان ہو کر

زمانے کو ستانا چاہتے ہو تم تو کیا مشکل
ادب تیری محبت نے سکھایا ہے مرے شکوونکو
شب غم میں اجل یوں تیرے دیوانے کے پاس آئے
وہ بھولی بھالی باتیں یار کی وہ وصل کا وعدہ
بہار فصل گل اس سال درد انگیز ہے شاید
تمنا ہے دل مضطر کو نشتر کی طرح چھیڑیں
عدوئے تیرہ باطن کا یہ منہ ہے اوس جگہ جائے
کسیکو بوسہ کا اقرار شاید یاد آیا ہے
بلا سے میری قسمت میں نہیں ہے وصل کی دولت

ستم ایجاد بنجاؤ شریک آسمان ہو کر
گرے ہیں سر کے بل دامن میں آنکھوں سے رواں ہو کر
خیال زلف ہو کر یا بلائے ناگہاں ہو کر
مزے کا وقت ہے منہ چوم لوں نطق زباں ہو کر
دل بلبل کو تڑپاتے ہیں غنچے چٹکیاں ہو کر
وہی پلکیں کہ جو چبھ جاتی ہیں نوک سناں ہو کر
کہ جس محفل میں ہے تک شمع اوڑتی ہے دھواں ہو کر
لبوں تک آرزوئیں آرہی ہیں ہچکیاں ہو کر
زبان یار وعدہ تو کرے میری زباں ہو کر

۱۱۱

نصیب غیر ہے باب قبول احساں ہلا جاتا
دعائے وصل کیوں نکلی نہ دشمن کی فغاں ہو کر

۱۱

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہو کر
جستجو ہے کہ اسی بات کی مدت سے ہمیں
طالب وصل ہیں ہم شان کرم سے یہ امید
مجھکو ہر حال ہے تم جور و بیداد کرو
شکوہ ناکامیِ تقدیر کا ہو کیوں ہمیں
مجھکو ہی آرزوئے وصل رسا کہتے ہیں
دل فریبی کے طریقے سے بلاتے ہیں وہ آنکھ
دل یہ تڑپا کہ نہ قابو میں رہے صبر و قرار

دل میں آرہتے ہیں وہ آکے نئی آفت ہو کر
لونسے دل میں وہ رہتے ہیں محبت ہو کر
چھپ رہے یار کی آنکھوں میں مروت ہو کر
قہر ہو کر کبھی نکلے کبھی آفت ہو کر
دل میں بھی رہتے ہیں وہ وصل کی حسرت ہو کر
دل میں رہتی ہے جو سینہ میں محبت ہو کر
دھوکا دیتی ہے نگہ چشم مروت ہو کر
دو قدم ہی وہ چلے تھے ابھی رخصت ہو کر

اپنے اک بوسہ کے سائل سے بلالو آنکھین
چشم پوشی نکرو صاحب ہمت ہوکر

دن تو پھرنے دو دعاؤنمین لو آنے دو اثر
دوست بنجائینگی دشمن مری قسمت ہوکر

۱۱۴

سرد مہری رہی محفل مین کچھ ایسی احسان
آج ادھر آئے ہم افسردہ طبیعت ہوکر

۱۵

گردش کا ہی احسان مقدر سے نکلکر
قسمت ہوئی سیدھی ہے بڑے چکر سے نکلکر

رستہ نہ ملا ہونکو ملا گھر سے نکل کر
بھٹکے ہے مرے نالے دل مضطر سے نکلکر

دم اپنا خفا ہے تو ہمین کچھ نہین پروا
جائیگا کہان وہ ترے خنجر سے نکلکر

انکھین تو کہے دیتی ہین تم لاکھ چھپاؤ
آئے ہو اسیوقت کسی گھر سے نکلکر

اٹھینگے سوئے کوچۂ دلدار جو بھیجائے
ارمان بھی دوڑے دل مضطر سے نکلکر

لپٹا تو لیے بڑھکر اونہین ایجوشش تمنا
تھمتے ہین بہت کچھ وہ برابر سے نکلکر

جلوہ ترا آنکھوں سے اوترا ہے دلمین
مے شیشے مین آجاتی ہے ساغر سے نکلکر

کچھ اونکی کمر نے لیے کچھ زلف نے مانگے
اچھے رہے بل میرے مقدر سے نکلکر

دنیا مین کہان ہے کوئی دلچسپ جگہ اور
جائین ہمین کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر

امید اثر کیا ہو کہ خود گھٹتی ہین آہین
برباد ہوئے ہم دل مضطر سے نکلکر

ہان جانتے ہین ہم خلشِ ہوئے مژہ کو
خون اپنا بہا ہے اسی نشتر سے نکلکر

جو بات ہے دلمین وہ کہے دیتی ہے چتون
جاؤگے کہین اور مرے گھر سے نکلکر

رشک جبل طور جلانے کے لیے تھا
اِس آگ نے پھونکا ہمین پتھر سے نکلکر

خوش ہو گئے گھر اپنا نہ کسی نے کبھی چھوڑا
روتی ہے تمنا دلِ مضطر سے نکلکر

اٹھ بیٹھے وہ بیت خوف شکایت سے عجب کیا

۱۱۳	احسان ڈہونڈو صفِ محشر سے لنگاکر	۱۳

حسرت و یاس و غم و درد و تمنا لیکر
وان سے یون آئے ہم زلفِ چلیپا لیکر
کیا ستم ہی کہ خفا ہو ہین جب دشمن پر
تمکو خواہش تہی کہ ہو شوخ حنا کی رنگت
آہ کہنا ہی اگر قید محبت مین ہی جرم
درد دل دور ہوا منہ سے جو نکلا یادوست
لطف انکار کی باتو نکا نپایا کچھ بھی
پینے والو نکا رہا دخل لب کوثر بھی
ناتوانی کا برا ہو کہ ترے کوچے مین
لائے ہین نامہ عدو سے یہ خبر نالہ و آہ
اس ستم کا بھی ٹہکانا ہی کچھ ای چرخ فلک
ہمکو یہ لطف بہی حاصل نہین او تیر افگن

کیا بتائین تمہین ہم آئے ہین کیا کیا لیکر
جسطرح پہرتے ہین بازار سے سودا لیکر
گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر
کیون نہ ہاتہو نمین نکلا میرا کلیجا لیکر
چہوڑدو ہم سے تڑپنے کا محل کا لیکر
سچ یہ ہی جبکہ گئے ہم نام مسیحا لیکر
کیا مین خوش ہون ترے تصویر کا بوسا لیکر
سیکڑون بیٹھ گئے ساغر و مینا لیکر
روز گرپڑتا ہی مجہکو ہوا سایا لیکر
آج کچھ لکھتے تھے وہ نام ہمارا لیکر
دلمین آئے ہین وہ غیر نکی تمنا لیکر
زخم ہنستا لب سوفار کا بوسا لیکر

۱۱۴	کل نہ آئینگے وہ آئیگی قیامت احسان آج ہم کرلین خوشی وعدۂ فردا لیکر	۱۳

او ٹہائے عیش دو روزہ ہم نے خوشی سے کیا کیا اک ننگ ہو کر
اوڑے تو یاد بہار بنکر جمے تو محفل کا رنگ ہو کر
خموش ای بت رہینگے کب تک تری جدائی مین تنگ ہو کر
جواب دیدینگے ضبط کو ہم اب اپنے جینے سے تنگ ہو کر

خیال آیا جو ادس نگہ کا تو درد دل نے کہا یہ اوٹھکر
ہمارے پہلو مین کوئی دم تو حضور بیٹھین جند تنگ ہوکر

جسے سمجھتے ہو آئنہ تم یہ دیدۂ شوق ہی کسیکا
کہ شکل تصویر بن گیا ہی کمال حیرت سے دنگ ہوکر

طرح طرح کے اوٹھائے صدمے مگر نہ الفت سے باز آیا
نکال کر دل کو پھینک دینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہوکر

چھٹیگا کس طرح وحشت کوئی پھر بنیگے مثل غبار ہرسو
رہیگی وحشت ہمارے دلمین تو ہین جو بند اوہ ننگ ہوکر

کبھی جو تیغ نگاہ قاتل صف مژہ نے کیا اشارہ
شہید الفت کے مرغ دل پر چلین گے ہم بھی خدنگ ہوکر

تعشق ان مہرخو لگا اکدن ضرور رسوا کریگا ہمکو
حجاب ناموس بن رہی ہی کہین محبت بھی ننگ ہوکر

خدا بچائے نگاہ بد سے اوبھار جوبن کا ہو چلا ہی
سماگیا حسن نوجوانی بتون کے دلمین اومنگ ہوکر

چمن مین فیض قدم سے تیرے خوشی ہی جوش شگفتگی ہی
عجب نہین سو جگہ سے ٹکرے قبا ہو غنچے کی تنگ ہوکر

عبث بہاتے ہو خون عاشق کبھی نہ اخفائے راز ہوگا
تمہارے خنجر سے مثل جوہر یہ پھوٹ نکلے گا رنگ ہوکر

نہین میسر جو وصل جانان تو ہو ہجوم الم ہی یارب

یونہین نکلجائے دل کی حسرت تمہارے سینے سے تنگ ہوکر

۱۵	پہنسے ہین جسپا آن آفتون مین نہ غم سے فرصت نہ دلکو راحت نصیب سے قید زندگی ہی ہلی ہی قید فرنگ ہوکر	۱۱۵

تیری ہی خوشی ہی تو آپا ؤ نمال کر
کہنے سے مدعی کے نہ ہم سے ملال کر
غیرونکے گہر چلے گئے ہمکو وہ ٹال کر
کہتی ہی اونکی ہیبہ ہنی مجہسے وصل مین
دل مین ہمارے آؤ تو حسن اور ہی کہلے
خلوت مین اپنا کام کرے کیا مری نگاہ
دل کا لہو وہ پیکے ہوا جاتا ہے عدو
دل مین پڑی ہی ایک تمناے وصل ہی
کچھ چہیڑ چہاڑ چاہیے او بانی جفا
فرقت مین مانگتے ہین دعا ہاتھ اوٹھاکے ہم
چاہا بہت نہ خواب مین آیا کبہی وہ شوخ
اعمال بد کیطرح نہ پایا کوئی رفیق
محفل مین اونکی گالیونکا اور ہی ہے رنگ
بیٹھا ہوا ہون مین بہی جو آنکہ ہی سامنے

مٹی ہی مین ملادے ہمین ایسی چال کر
او بیوفا غریب کا بہی کچھ خیال کر
ممکن نہین کہ بیٹھ رہین خاک ڈال کر
جسکا جواب ہی نہو ایسا سوال کر
خوش ہو تمہین بنائینگے سانچے مین ڈہال کر
بیٹھے ہین آج آنکھون مین آنکھین وہ ڈال کر
آفت مین پڑ گئے ہین ترے غم کو پال کر
تم تیر چہوڑنا تو زرا دیکھ بہال کر
ہم سے جو خوش نہین ہے تو بیدا ملال کر
یارب نصیب دولت عیش و وصال کر
اے چشم انتظار تو ہی کچھ خیال کر
چہوڑا ہی ساتھ مجکو جہنم مین ڈال کر
ہمکو ستا رہے ہین عدو پردہ ڈال کر
کہتے ہین شرم سے کہ نکل دیکھ بہال کر

۱۱	احسان کہو نہ دے کہین دنیا کی جستجو سر پہ اجل سوار ہی فکر مآل کر	۱۱۶

بل یار کی چتون سے نکل جاتے ہیں کیونکر
اے چشم فسون ساز ذرا تو ہی بتا دے
دل ہیں کہ تمنا ہیں کہ عاشق کی طبیعت
مہمان تو ہوتے دو دمے گھر ہیں او نہیں آج
آتنا بھی بتاتے نہیں اب اشک ہمارے
تم فہمیں جو آتے ہو تو آہستہ غم و درد
چھپ چھپ کے خیال آتا ہی باہر نکلے
آنکھوں نے مرے دلکو زخود رفتہ بنایا
تقدیر سے پوچھیں گے جدائی میں ہم اتنا
ناساز رہی میرے لیے چرخ کی گردش

انداز انکی آنکھوں کے بدل جاتے ہیں کیونکر
بیمار سنبھالے سے سنبھل جاتے ہیں کیونکر
وہ وصل میں قابو سے نکل جاتے ہیں کیونکر
یہ دیکھنا ہے مجھکو وہ کل جاتے ہیں کیونکر
آنکھوں سے جو گرتے ہیں سنبھل جاتے ہیں کیونکر
خلوت میں تمہیں دیکھکے ٹل جاتے ہیں کیونکر
گھبرائے ہوئے اونکے بہل جاتے ہیں کیونکر
او شوخ یہ جادو ترے چل جاتے ہیں کیونکر
بت تیری طرح آنکھ بدل جاتے ہیں کیونکر
کام اور غمزون کے نکل جاتے ہیں کیونکر

انداز نگہ اونکے چھلاوا تو نہیں ہیں
احسان سے مرے دلکو وہ چھل جاتے ہیں کیونکر

بہار آفرینش ہٹ چلی ہی کوئے جانان پر
وہ کافر ہی نگہ جو یار کو سوگند قرآن پر
بچے گا بسمل ناز و ادا اس تیغ سے کیونکر
جدائی میں بلا ہی وصل سے اچھا مزہ ہمکو
ڈرائینگے یہ کہکر حشر کے دن شوخ چشمون کو
پڑے رہتے ہیں مردے کیطرح جب غم نہیں ہوتا
بھرا ہے اسقدر شور محبت اونکے سینوں میں

کہو حور روش سے اترائیں نہ اتنا باغ رضوان پر
سکھاتی ہے کبھی قائم نہ رہنا عہد و پیمان پر
قضا سے غیر لوٹی جاتی ہے شمشیر بران پر
دعائیں دیتے ہیں دشمن کو ہم تکلیف ہجران پر
کہو تو خون کا دعوی کریں ہم تیغ مژگان پر
ہماری زندگی موقوف ہے اندوہ و حرمان پر
ترے مجروح لوٹے پڑتے ہیں خالی نمکدان پر

غبار راہ میں پنہاں ہیں یاں وحشت جنوں لاکھوں
وہ آئینگے تو پہلو میں دل بیتاب تڑپیگا
شراب عشق کا پینا بہا ہمیں کہ اچھا ہم

ہوا ہے قیس کو کیوں ناز اتنا اک بیاباں پہ
بھروسا کر لیا ہے میرے دل نے درد پنہاں پہ
اسے بھی ہمنے چھوڑا اد اغلو نگے دین و ایمان پہ

۱۱۸

پلایا ہے مرے چھالوں نے پانی بیطلب سبکو
مرا احسان ہے احسان ہر خار بیاباں پہ

۹

ابرو و لب ترے ہیں مقرر ہلال چار
تیرے سمند ناز کا اللہ رے فروغ
دو وار تیغ کے جو کیے میرے ماہ نے
ہو نا رہیگا سر بگریباں تمام عمر
کہتا ہے یہ فلک سے تری تجلیوں کا عکس
کھائے ہیں ہمنے تیغ ہلالی کے چار زخم
حیرت ہے یار کو لب و ابرو کے عکس سے
روشن ہیں کسقدر ترے توسن کے نقش نعل

نکلے نہ اسطرح کبھی فلک پر ہلال چار
اک نقش نعل کے ہیں برابر ہلال چار
لبہائے زخم بن گئے ملکر ہلال چار
آنکھیں تو یار سے کرے دم بھر ہلال چار
اب ہیں ہمارے سامنے کمتر ہلال چار
پیدا ہوئے ہیں اسلیے تن پر ہلال چار
کہتا ہے آئنے میں ہیں کیونکر ہلال چار
گویا پڑے ہیں سطح زمیں پر ہلال چار

۱۱۹

احسان ہمکو سختی مضموں نہیں پسند
ورنہ دکھاتے باندھ کے پتھر ہلال چار

۱۵

لاکھ حسرت ہو دل درد آشنا کو دیکھکر
زندگی پائی تھی ہمنے حسن ادا کو دیکھکر
یہ نئی ضد ہے طبیعت اور ہی کچھ ہو گئی
آرزوئے وصل کو جتنا برا کہتے تھے وہ

اف تو کر سکتے نہیں اپنی وفا کو دیکھکر
آج وہ یاد آگئی شکل قضا کو دیکھکر
بیوفا تم بن گئے میری وفا کو دیکھکر
او تماشا خوش ہیں دل ایسے مدعا کو دیکھکر

منہ دکھانے کو کہا ہمنے تو یہ بولا وہ بت
سیکڑون نا ایک چتون نے دکھائے ہمین ہین
عرض مطلب سننے سے پہلے وہ سمجھاتے ہین یون
مجھکو یہ حیرت ہی کیون ہوتا نہین تجا التیانہ
حضرت دل ابھی نظر آتے ہین ہمکو منچلے
چرخ سے ہوتے ہین یہ شورے تماشے کسطرح
بمروت بھی بہت کچھ ہین ستمگاران وصل
چٹکیان لینے کو آیا ہی خیال اک شوخ کا
یہ بھی ہجرانکا ہی سخت سیکہ آگ سی لگی
ہجر کی راتو تمین کہ مرجائے یا زندہ رہے

آپ کیا ایمان لائے ہین خدا کو دیکھکر
کیا بتائین مضطرب ہین کس ادا کو دیکھکر
ہم سے کچھ کہنا تو تاثیر دعا کو دیکھکر
آئنہ دیکھا تمہارے نقش پا کو دیکھکر
خوب بگڑے ہین گئے بناوٹ کی ادا کو دیکھکر
مٹ گئی یہ فکر نقش مدعا کو دیکھکر
کچھ سما ئین گئے وہ آنکھون مین حیا کو دیکھکر
میرے پہلو مین دل درد آشنا کو دیکھکر
چرخ ہنس دیتا ہی آہ نارسا کو دیکھکر
کچھ تو کہتے جاؤ اپنے مبتلا کو دیکھکر

۱۲۰

حق یہ ہی احسان ہم ہوسنے سے کچھ اچھے رہے
کھل گئین آنکھین جمال دلربا کو دیکھکر

۱۱

ٹھہر گئے ہین جور وستم بات بات پر
درد والم ہین کچھ مرے الگین ٹھہر ہوئے
ہمنے یہی کہا تھا کہ بوسہ دہن کا دو
لاکھون کو اک نگاہ سے اوس نے کیا شہید
بوسے ہمین ہین لب شیرین کے بار با
تقدیر مین نہین ہی خوشی عاشق وصل کی
تمنے مریض غم کو نہ دیکھا وہ مرگیا

لوٹا نہ آسمان جدائی کی رات پر
تم سے مقابلہ ہی اسی کائنات پر
بگڑے ہو منہ بناتے ہو ٹھہری کیسی بات پر
گویا ہی تیغ ناز کا قبضہ حیات پر
بالا تمہاری بات رہیگی ثبات پر
ٹوٹا پڑا امید کو فرقت کی رات پر
ٹھہری تھی زندگی نگہ التفات پر

دعوے ہے آسمان کو جنکے بدنگیے پاؤن
تقدیر ہنس رہی ہے ہماری ثبات پر

دشمن کے سامنے نکہو مجھکو جان نثار
مارا پڑے دن میں کہیں منہ دیکھی بات پر

کہتے ہیں سب کہ کیا ہی ہٹیلا جوان ہے
اٹھتی ہیں انگلیاں مرے قاتل کی گات پر

احسان گردشِ فلکی کیا اٹھائیگی
تکیہ ہے مجھ فقیر کا اللہ کی ذات پر

ردیف راے ہندی

مدت کے بعد آنکھ نے کی دل سے چھیڑ چھاڑ
بیداد نے شروع کی مشکل سے چھیڑ چھاڑ

تیغ ادا نے سیکھ لی کسل سے چھیڑ چھاڑ
رہتی ہے روز عاشق بسمل سے چھیڑ چھاڑ

لیلی کا کچھ مزاج پریشان ہو گیا
مجنون نے کی جو پردۂ محمل سے چھیڑ چھاڑ

نشتر کی طرح روز چلی جاتی ہے یونہیں
نوکِ مژہ کی آبلۂ دل سے چھیڑ چھاڑ

لو آسمان پر بھی پہونچنے لگی نگاہ
کل شب کو اوس نے کی مہِ کامل سے چھیڑ چھاڑ

ہنسمکھ بنا دیا ہے اونہیں تیرے لطف نے
کرتی ہیں جسپر تیغیں بھی مرے دل سے چھیڑ چھاڑ

جبتک ہے میرے دل میں شہادت کی آرزو
ہوتی رہیگی خنجرِ قاتل سے چھیڑ چھاڑ

وہ بیقرار اور بھی بیتاب ہو گیا
جب کی تری نگاہ نے بسمل سے چھیڑ چھاڑ

سودائے عشقِ یار کا ہے کچھ بھی علاج
نشتر زرا کرے تو رگِ دل سے چھیڑ چھاڑ

راہِ طلب میں پاؤں سے کانٹے جدا نہ ہوں
اچھی ہے ہمکو سختیٔ منزل سے چھیڑ چھاڑ

شانہ ہلا کے ہوش میں لائے ترا خیال
غفلت میں یعنی ہوا کرے غافل سے چھیڑ چھاڑ

پہلوئے گل میں بیٹھ کے ایسے ہنس نہ شوخ
کانٹے کیا کریں نہ عنادل سے چھیڑ چھاڑ

احسان ابتو جوشِ طبیعت کی داد دو
یاد افلکی آگئے کرتی ہی کچھ دل سے چھیڑ چھاڑ

۱۲۲	ردیف زائے معجمہ	۱۱

یوسف کو حسن تیرا زلیخا سے ہی عزیز — حوروں کو قد ترا قدِ طوبیٰ سے ہی عزیز
کس کس قمر سے کہتے ہیں ہم اوسکو اپنے پاس — غم تیرا ہم کو اپنی تمنا سے ہی عزیز
رشکِ عدو کو دور ہی رکھے مرا خدا — کیونکر نہ کہوں کہ ہجر کی ایذا سے ہی عزیز
ہم خاک میں ملیں تو یہ ہی زندگی کا لطف — ٹھوکر تمہاری نازِ مسیحا سے ہی عزیز
ٹیکا جبینِ یار کا چمکا جو رات کو — کہتا ہی چرخ بھی کہ ثریا سے ہی عزیز
دیکھینگے ہم نہ باغ میں جا کر کسیکی آنکھ — چشمِ سیاہ نرگسِ شہلا سے ہی عزیز
شکرِ خدا کہ کہنے لگے وہ شبِ وصال — حسرت تری عدو کی تمنا سے ہی عزیز
دیکھو نہ پھینک دینا کہیں انکو لیکے ہم — یہ مال ہمکو دولتِ دنیا سے ہی عزیز
جو داغ دیگئی ہی تری یاد اے صنم — وہ ہمکو دلکے داغِ سویدا سے ہی عزیز
وحشت کو لاکھ دشت کا میدان چاہیے — پھر بھی تری گلی ہمیں صحرا سے ہی عزیز

۱۲۳	احسان دلمیں کہتے ہیں خصم کو خوشی سے ہم وہ ہمکو اپنی یاس و تمنا سے ہی عزیز	۱۵

شوخی سے بھرے تھے جو بہت یار کے انداز — تڑپا گئے دلکو نگہِ یار کے انداز
پردے میں تمہیں چھپنے نہ دینگے وہ چھپکر — کہتے ہیں اثر حسرتِ دیدار کے انداز
ہر وقت نئے ناز ہوں تازہ ہوں ادائیں — دیکھینگے نہ دیکھے ہوئے سو بار کے انداز

شوخی و ادا چشم و نگہ ابرو و گیسو
دلکش ہیں زیادہ انہیں وعار کے انداز

پہلے سے کہے دیتے ہیں او دلکے مسیحا
اچھے نظر آتے نہیں بیمار کے انداز

آنیکی قیامت بھی تو کیا چال کرے گی
فتنوں کو مٹا دیتے ہیں رفتار کے انداز

یہ کیا ہے جب آتے ہو کہا جاتے ہو تم آنکھ
کچھ لطف کے غمزے ہوں تو کچھ پیار کے انداز

وہ سب کو ڈرا دیتے ہیں تلوار دکھا کر
بانکے ہیں بہت ابروئے خمدار کے انداز

کی ہمنے شب وصل ہیں تا صبح خوشامد
بدلے نہ پر اس چشم ستمگار کے انداز

کہتا نہیں منہ یار کی تقریر کے آگے
خاموش کیے دیتے ہیں گفتار کے انداز

کیا دیکھتا ہے تمکو اٹھا اے نہیں آنکھیں
دیکھے تو کوئی آئنہ بردار کے انداز

سنتے نہیں ہم غم کی شکایت کسی دن سے
سمجھا گئے دل کو نگہ یار کے انداز

دل ہی کا لہو ہے کہ جو آنکھوں سے بہا ہے
معلوم ہوئے دیدۂ خونبار کے انداز

پہلو ہیں جدائی کے ترے وصل میں پنہان
اقرار سے پیدا ہیں ترے انکار کے انداز

احسان وہ لب ہیں تو یہ بیساختہ کہنا
پیارے ہیں بہت ہمکو ترے پیار کے انداز

۱۳۴ ردیف سین مہملہ ۱۱

آتا جاتا ہے خیال اک ماہ رو کا دلکے پاس
واہ کیا جذب اثر ہے الفت کامل کے پاس

درد الفت دل میں ٹھہرا یا جگر میں بے قرار
اور بھی اک دوسری منزل ہے اس منزل کے پاس

ناقے کو لیے جاتا ہے کیوں اے ساربان
خاک مجنوں کو ذرا آلینے دے محمل کے پاس

روک رکھا ہے بڑی منت سے اوسکے درد کو
جی کے بہلانے کی اک شے ہے ہمارے دل کے پاس

ایک بوسہ نہ کیے سب لیلیے بہلا ہوگا ترا
ای ستمگر کچھ دعائین ہین ترے سائل کے پاس

سو گئے یا کسکی چشم مست نے دیکھا ہے آج
لڑکھڑا کر موج گر گر پڑتی ہی ساحل کے پاس

مضطرب ہونا اچھلنا لوٹنا دم توڑنا
اضطرابی کے سوا کیا ہی ترے بسمل کے پاس

لیلیا ہی بیخودی عشق نے پہلے سے عہد
ہوش آسکتا نہین ہی گر ترے غافل کے پاس

آرزوئین دلمین تھین جو کچھ وہ تجھپر مٹین
ایک حسرت رہ گئی ہی عاشق بیدل کے پاس

اس طرف بھی دیکھ لے او رشک شمع انجمن
خاک پر بستر کیے بیٹھے ہین ہم محفل کے پاس

اس ادب پر بھی نہ پوچھے تیغ تو قسمت مری
سر کے بل جاتا ہون ای احسان مین قاتل کے پاس

۱۵	ردیف شین معجمہ	۱۲۵

لٹوا گئے مجھے دل کو کیا ہی جو ذرا خوش
دیتا ہون دعا رکھے مرے صنم کو خدا خوش

دل مین نے دیا ہی تجھے تو مجھسے ہوا خوش
راضی ترے انداز ترے ناز و ادا خوش

دل میرا ترے ناز سے مجھسے ہی ادا خوش
اچھا تو ہی یا ہم رہین یہ اہل وفا خوش

سنلی ہی خدا نے مری امید کی شاید
مین دلکو بہت پاتا ہون ہنگام دعا خوش

بے مانگے جو دیدیتے ہین بوسہ وہ دہن کا
کس ناز سے کہتے ہین بتا اب تو ہوا خوش

درد و الم و یاس نے کی خوب رفاقت
لیکن دل ناشاد ہی ہم سے نہ ہوا خوش

ہر شخص کو ہمجنس کی صحبت ہی مین ہی لطف
گیسو سے بلا خوش ہی تری آنکھون سے حیا خوش

باہر نہ کبھی ہونگے اطاعت سے تو ہم
تم ہم سے اگر خوش ہو تو گویا ہی خدا خوش

کچھ غیر کے پہلو ہی مین لطف آتا ہی اونکو
ناشاد سے ناکہ ہی [illegible] بھلا خوش

یہ جان بھی جائے تو مجھے کچھ نہیں پروا
مرتا ہوں میں اس پر کہ ہے تیری ادا خوش

انجام ہوا کشتۂ ناشاد کا اچھا
سنتا ہوں تو ہو ہیگی ہوئی تیغ جفا خوش

رونے بھی نہیں ہم آہیں بھی کرتے ہیں شب و روز نے
اس آب و ہوا نے ہمیں رکھا نہ ذرا خوش

پہونچی وہیں حسن سبب ہیں ٹھیرے وہ جھمکر
ہم تیری رسائی سے ہیں ای آہ رسا خوش

چپ ہو دل ناشاد جو اوس شوخ کے آگے
حسرت ہی کہے ہمکو کسی نے نہ کیا خوش

احسان برابر کی محبت میں چلی چوٹ
ہم جینے سے ناراض رہے ہمسے وہ ناخوش

۱۲۶	ردیف صاد مہملہ	۱۱

ہزار عمر نے چاہا ہوا نہ کچھ اخلاص
بڑھا کیا ہر اوس بت سے دمبدم اخلاص

وہ بخت ہی نہیں پایا کہ کچھ ملے راحت
عداوت اور ہو ظاہر کریں جو ہم اخلاص

نگاہ ناز جو ہمسے غرض کی تو لینے
وہ کیا ہوا تری آنکھوں کا اتفاق اخلاص

چلکے وہ درد جدائی کی ڈر لگے پہلو میں
خدا کے فضل سے دونو میں ہیں بہم اخلاص

سنبھالنے کو مجھے وقت جانکنی آئے
ترا خیال کرے کچھ تو مرتے دم اخلاص

کبھی تو ناز تغافل کو بھول جاؤ تم
خبر بھی ہے تمہیں رکھتے ہیں تمسے ہم اخلاص

گلے میں ڈالکے باہیں جو راتیں ہوتا ہے تمہیں
جہاں میں نہیں بستا ہی کوئی کم اخلاص

جفائیں کرکے وہ ہمسے بلاتے ہیں آنکھیں
سلوک بخت کا بجاتے ہیں ستم اخلاص

لگاؤ چاہتے ہیں ہم تری محبت کا
ترا ستم بھی ہے ہمیں تو تمہیں ہم اخلاص

شب وصال میں کام آتے ہیں یہی دو چار
کرشمہ ناز محبت ادا کرم اخلاص

بچانے پائینگے عاصی سقر مین اِسی احسان سے
کہ اونسے رکھتے ہین شاہنشہ اُمم اخلاص

۱۵	ردیف ضاد معجمہ	۱۲۷

وہ نوجوانی کی شوخیان ہین کہ جنسے ٹوٹا حجاب عارض
ہمین بھی کچھ دسترس جو ہوتا اولٹ ہی دیتے نقاب عارض
نقاب عارض سے چھن چلا ہی وہ جائے لے حجاب عارض
جلیگا دل ہوش اوڑین گے میرے کہ برقِ آمین ہی تاب عارض
تڑپتی ہی وصل کی تمنّا اوبھرتی ہی آرزوئے خلوت
اب اوٹھتے جوبن کی خیر مانگو کہ دل ہی محوِ شباب عارض
نہ طور پر جانے کی تمنّا نہ حور کے دیکھنے کی خواہش
سما گیا ہی ہماری آنکھون مین جلوہ لے حجاب عارض
خدا حسینون کو بخشد یتا جو کوئی رتبہ پیمبری کا
یقین ہی سب سے کہتے پھرتے کہ ہمپر اوتری کتاب عارض
کہان سے آئے ہو اِس گھڑی تم غبار رستہ پہ جما ہوا ہی
مجھے یہ ڈر ہی کہ رفتہ رفتہ نہ خاک ہوجائے آب عارض
شب جدائی کی تیرگی پر گمان نورِ سحر ہی ہمکو
چمک گیا تھا ابھی تصور مین جلوۂ آفتاب عارض
یہ شوقِ دیدار کی کمی ہی یہ بخت ناساز کی خطا ہی

ہزار کی تاک جھانک ہمنے مگر نہ سرکی نقاب عارض
ہوئی ہی دلمین ہوس یہ پیدا کہ چوم لیتے ادب سے اکدن
سٹا ہی جس دن سے عاشقون نے صحیفۂ زرخطاب عارض
پڑا ہون بیہوش فرش غم پر کوئی سونگھا جائے مجھکو آکر
تمہارے رخسار کا پسینا نچہ جسکو کہئے گلاب عارض
وہ آئنہ بھی جو دیکھتے ہین تو ہاتھ گالون پر اپنے رکھکر
بتاؤ کسے وقت یہ تکلف نہئی ہی وجہ حجاب عارض
بہت ہی دلکش تمہارا جلوہ ہوا وہ مشتاق دید ایسا
قمر کی ہی آرزو کہ بنتا مین ذرۂ افتاب عارض
ہمارے دل سے تو کوئی پوچھے کہ جسکو مرنا ہی ہر ادا پر
غضب کا ہنگا ہی اوٹھتا جوبن قیامت کا حسن شباب عارض
نہ اس بلا کے ہین ہوئے سنبل نہ اس غضب کی ہی سرخی گل
کسے سمجھ لین مثال گیسو کسے بنائین جواب عارض

	وہ ہم سے احسان لیئے تھے جب کوئی مخل تہا وصل کی شب حجاب آنکھون کا ٹل گیا تہا سرک گئی تہی نقاب عارض	

۱۱	ردیف طائے مہملہ	۱۲۸

	نہ دیکھا ہمنے ایسا خوشنما خط کہ قاصد نے عدو کو دیدیا خط		چمکتا ہی ترے رخسار کا خط وہان پہونچا تو گھبرایا کچھ ایسا	

بتا دیتے نہیں تم اپنے گھر کا
کہاں بھیجے تمہارا مبتلا خط

لکھی تھی درد کی روداد ایسی
تڑپ کر رہ گیا جس نے پڑھا خط

پڑھا سو بار میں نے نامۂ یار
کہ دلکش تھی عبارت دلربا خط

کروں میں کیا خوشامد نامہ بر کی
تو ہی پہونچا دے اے آہ رسا خط

ستم یہ کیا کیا اوس بیوفا نے
مرے دشمن سے پڑھوا کر سنا خط

زہے ناکامیٔ تقدیر اوس نے
نہ کچھ پوچھا نہ قاصد سے لیا خط

بہت کچھ جستجو کرنا پڑے گی
اگر کھو دے گا قاصد یار کا خط

جواب اچھا دیا قاصد کو اوس نے
پڑھا جاتا نہیں ہم سے ذرا خط

بہت احسان مانونگا میں احسان
اگر لے جائے گی باد صبا خط

١٣٩ ردیف ظائے معجمہ ١٣

کسی دن جو شیخی میں آتا ہی واعظ
قیامت کی باتیں بناتا ہی واعظ

کبھی میکدے میں جو آتا ہی واعظ
تو رندوں سے آنکھیں چراتا ہی واعظ

مئے عشق سے ہم نہ توبہ کرینگے
ڈرا ہے جو ہم کو ڈراتا ہی واعظ

یہ کوچہ ہی ساقی کا وہ میکدہ ہی
بہک کر کدھر آج آتا ہی واعظ

نہ مرتا ہو جو رونے آتا ہی کسی کو
ہمیں فکر جنت سناتا ہی واعظ

سنی ہی بھلا میکشوں نے کسی کی
یہ بک بک کسے کیوں پھر آتا ہی واعظ

بغل میں چھپائے ہوئے مے کی بوتل
وہ کیا ہوشیاری سے جاتا ہی واعظ

ملا ہی ہمین جب کبھی میکدے مین
گریبان مین منہ چھپاتا ہی واعظ

کہو تم ہی رند و برس جائے بادل
دعا کے لیے ہاتھ اوٹھاتا ہی واعظ

ذرا بادہ خواری کی بحث آپڑی ہی
کئی روز سے منہ کی کھاتا ہی واعظ

پیے شوق سے آگئے رند ہمین بیٹھے
اگر رنگ اپنا جماتا ہی واعظ

یہ مے کی مذمت یہ مستونکا جلسہ
کہان ہی کہانکی سنتا ہی واعظ

غضب ہی کہ منبر سے اب ان چڑہکر
قیامت کے جھگڑے چکاتا ہی واعظ

ردیف عین مہملہ

تم جو کہتے ہو نزاکت نہ حیا ہی مانع
میرے گھر آنے کو پھر کون ہوا ہی مانع

تم ستاتے ہو مجھے اور مین شکایت کرتا
اسلیے چپ ہون کہ خو میری وفا ہی مانع

سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی شب وصل کوئی
آنکھ کہتی ہی ملین کیا کہ حیا ہی مانع

یار کو مضطرب الحال بنا کر لے آ
تجھکو کون اے اثر آہ رسا ہی مانع

تم سے لیتے عوض جور کسیدن لیکن
کیا کرین ہم کہ ہمین خوف خدا ہی مانع

یون تو ٹلنے کو شب غم نے کہا ہی سو بار
کس طرح جائے کہ گیسو کی بلا ہی مانع

یار کہتا ہی شب وعدہ ہم آئین کیونکر
تیری تقدیر الگ غیرت حنا ہی مانع

صدمے ہوتے ہین مگر اف نہین کرنے دیتے
دلکو اوس بت کا ادب میری وفا ہی مانع

ہم شب وصل جو پہلو مین بٹھاتے ہین نہین
کس تکلف سے وہ کہتے ہین حیا ہی مانع

یاد کرتے ہین قضا کو مگر آئے کیونکر
اوسکے آنے کو حسینونکی ادا ہی مانع

چلتے پہرتے ہیں بچہی سے نہیں اُٹتے ہو مگر — کیا کوئی اوز نزاکت کے سوا ہی بانع
کہینچ لا سکتا ہی کیا اونکو وہ جذبِ الفت — جسکو ناکامیِ تاثیرِ دعا ہی بانع

جانتے والے ہین جو داور کیفرِ ہم احسان
کس خوشامد سے وہ بتا روزِ جزا ہی بانع

۱۱	ردیف غین منقوطہ	۱۴۱

چومتی دہانِ زخم جگر نے زبانِ تیغ — اس سے زیادہ کوئی نہین قدردانِ تیغ
مقتل مین سب سے پہلے ہی تیری پڑی نگاہ — آتے ہی آج اوسنے کیا امتحانِ تیغ
کیا تیز کر دیا ہی تیوری نگاہ کو — گردش ہی چشمِ شوخ کی گویا فسانِ تیغ
قاتل سے کچھ نہ داد ملی اضطراب کی — ہم خاک پر تڑپتے ہین چپ ہی زبانِ تیغ
برسون رہی ہی خنجرِ قاتل سے چھیڑ چھاڑ — میری زبان سے کوئی سُن لے بیانِ تیغ
عاشق کو تمنے قتل کیا ہی جو بیگناہ — اس غم سے جھک گیا بدنِ ناتوانِ تیغ
کسکی نگاہِ ناز ہوئی جھپکے کارگر — بسمل ہی دل جگر ہین جو پریشانِ تیغ
جوہر نہین ہین کشتۂ غم کے لہو کے داغ — چھالے ہین دکھاتی ہی گویا زبانِ تیغ
سُرخی جو وقتِ ذبح لہو کی جھلک گئی — چوما تڑپ کے ہمنے لبِ خونفشانِ تیغ
تڑپا کرین اشارۂ ابرو سے جان نثار — اے قاتل جہان ہی کس بلا کی جانِ تیغ

تلوار گہات سے نہ پڑی تشنہ کام پر
احسانؔ یار نے نہ کیا امتحانِ تیغ

۱۱	ردیف فا	۱۴۲

کسکے خیال مین ہی مرا دل ہی کس طرف — پوچھے نکل کے یار کی منزل ہی کس طرف

آج امتحان عاشق و دشمن ہی ایک ساتھ — یہ دیکھنا ہی خنجر قاتل ہی کس طرف

اللہ رے اثر تو مین تڑپون کچھ اس طرح — آئین وہ پوچھتے ہوئے بسمل ہی کس طرف

کچھ شوخی و حیا مین ہین جھگڑے شب وصال — اسکی ہمین خبر ہی نہین فاصل ہی کس طرف

رحم آگیا جو انکو اسیروںکے حال پر — اتنا کہا یہ شور سلاسل ہی کس طرف

کام آئین راہ شوق مین کچھ تو جناب خضر — ہمکو بتادین یار کی منزل ہی کس طرف

آئے ہمارے پاس تمہین اب تو کچھ کہو — تاثیر جذب الفت کامل ہی کس طرف

ارمان وصل بیٹھنے دیتا نہین تمہین — یہ جستجو ہی کوچہ قاتل ہی کس طرف

اللہ ری بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہین — ابتک مرا خیال مرا دل ہی کس طرف

ملتے نہین وہ مجمع ارمان و شوق مین — محفل ہی جمع رونق محفل ہی کس طرف

احسان کچھ کہو کہ تجاہل سے آج وہ
پہلو مین بیٹھے پوچھتے ہین دل ہی کس طرف

۱۳۳	ردیف قاف	۱۳

پامال کر گئی مرے دلکو سپاہ عشق — پائی یہ بیخطا نے سزاے گناہ عشق

ٹھہرے کمال عشق سے ہم بادشاہ عشق — یا رب رہے ترقی اقبال و جاہ عشق

آہی گئی طبیعت دل اپنی یار پہ — چلائے ہم کوئی نہوا دادخواہ عشق

ڈالے گا کیون سقر مین خدا ہمکو زاہدو — ایسا بڑا گناہ نہین ہی گناہ عشق

بیچین کر دیا ہی ادسے دلکے درد نے — سنلو جو کچھ سنائے تمہین دادخواہ عشق

سقا کہ تم بناؤ تو شوخیِ حسن کو
ہو جائے کوہِ طور سے دل کا مقابلہ
ظاہر ہے حال زردیِ رخ سے نحیف کا
فرصت نہین کہ یار کو ڈھونڈہین اِدھر اُدھر
پنہان ہمارے دل مین ہین داغ فراقِ یار
بہری ہی حشر مین کہیے غمزہ ہی یار کا
لاکہون ستم کرو کہ تمہین دیدیا ہے دل

چہوٹے گا اسطرف سے بہی تیر نگاہِ عشق
وہ جلوہ گاہ حسن ہے یہ جلوہ گاہِ عشق
اِس سے زیادہ کوئی نہین ہے گواہِ عشق
خود اپنی جستجو مین گم کردہ راہِ عشق
اِس ایک برج مین ہین کئی مہر ماہِ عشق
حاضر جواب چاہیے مجہکو گواہِ عشق
لاکہون سزائین دو کہ کیا ہے گناہِ عشق

احسان حشر مین بہی ہے داور وہی حسین
چپ ہو رہو یہان نہ بنو دادخواہِ عشق

۱۳۴	ردیف کاف تازی	۱۳

آوارہ پہرین کوچۂ وحشت مین کہان تک
دل سے کوئی فریاد نہ آئیگی زبان تک
اب بھی ہمین شیدا نہ کہو تم ستم ہے یہ
کچھ کہنے کو ہین یار سے ہم بزمِ عدو مین
ہم پہلے سے کیون ضبط کا احسان وہ لیتے
پامال کیا خوب مری قبر کو تمنے
قسمت کی تہ یا کید سے بیٹھے رہو گھر مین
دل مین نظر آتے نہین اب حسرت و ارمان

پہونچا دے خدا ہمکو سرِ کوئے بتان تک
ہم کر لیتے ہین ضبط آپ ستائینگے کہان تک
قربان کیے دیتے ہین تم پر دل و جان تک
دل سے مگر آتین نہین باتین وہ زبان تک
دل زد سے خود تو چہلے ترین گیے کہان تک
ٹہوکر وہ لگائی ہے کہ چہوڑا نہ نشان تک
دل کی یہ تمنا ہے رسائی ہو وہان تک
گھر لوٹ لیا تم نے غنیمت ہے یہان تک

دل کہتا ہے تم پاؤن اوٹھائے ہوئے جانا
لیجائے یہ آواز کی عشق جہان تک

پھر ملا تھا بھٹکتا ہوا زاہد کسی دن سے
پھونچا دیا مستون نے اوسے پیر مغان تک

تم اور ملاقات کی کچھ رسم اوٹھا دو
اس دل کے لیے دوڑ کے آئے تھے یہان تک

تنہا تو بہلنے کا نہین دل شب فرقت
تم کیا نہین بہلاتے ہین نہین درد نہان تک

۱۳۵

بڑھ جاتے ہین اب عرش سے بھی کچھ آگے
احسان یہ نالے مرے جائینگے کہان تک

۱۳۶

خواہش وصل مین تڑپے گا کلیجا کب تک
چٹکیان لیگی مرے دل مین تمنا کب تک

پاس جا بیٹھین کہ بیٹھے رہین تنہا کب تک
سمجھا نہ ملو آنکھ کا پردا کب تک

ہر گھڑی کہتے ہو لے مانگ لے دیا ہے بوسہ
اس عنایت کا مین ممنون ہونگا کب تک

نہ سہی وصل یہی کہدو کہ مر جا کمبخت
ٹوٹ کر رو گئے مری امید کا جھگڑا کب تک

آپ مانین نہ برا کچھ تو ہم اتنا پوچھین
وعدے جھوٹے ہین تو ہر بات پہ اچھا کب تک

ہم دعائین دیے جاتے ہین خدا خوش رکھے
ہم کو کوسیگا کوئی کوسنے والا کب تک

کوچہ یار مین ملنا ہے تو پھر دیر ہے کیا
تمہا سمجھائینگے ہم اے دل شیدا کب تک

وہ گھڑی بیٹھ کے کٹتے ہین جو وقت رخصت
گھر کو ہم جاتے ہین اب در وا دیکھیگا کب تک

ضبط فریاد و فغان کا نہین کچھ اور سبب
دیکھنا ہے تمہین ہوگی مری پروا کب تک

خود ہی سنتے ہین بہت شوق سے میری حالت
خود ہی کہتے ہین یہ ہر روز کا شکوا کب تک

ہر گھڑی کیا کہون مین اونسے کہ وعدہ تو نبھا
ناامیدی ہے یہ کہتی ہے تقاضا کب تک

ہوتی ہین وصل مین بھی کچھ بھی باتین دلسے
اب بنائینگے وہ روٹھنگی بہانا کب تک

وعدہ آنیکا لیا یار نے احسان مگر

یہ خوشی تہی ہمین اتنا ہی نہ پوچہا کب تک

۱۱	ردیف کاف فارسی	۱۳۶

اوکہڑا ہوا ہی مجمع رنج ومحن کا رنگ
رکہون نہ کیون عزیز شب تار ہجر کو
آجانے دو بہار جوانی کو جوش پر
بہر دین گلا بیان سے مرساقی نے پہول سے
کہتے ہین دیکہکر وہ مرے روی زرد کو
پوشاک سے چہپا نہ حسینون کا رنگ روپ
کمہلا گئے ہین پہول تو بلبل ہین دم بخود
اوٹہین گے روز حشر ہی کشتے لہو بہر
آتا ہجر شام ہی سے ہین شب وصال
تہ چہی نگہہ سے خون مری حسرتون کا ہے

کس دن جمالے آو گے اس انجمن کا رنگ
ملتا ہی اوس سے زلف شکن در شکن کا رنگ
کہل جائیگا کچہ اور مرے گلبدن کا رنگ
میخانے مین جما ہی بہار چمن کا رنگ
پہیکا ہی کس قدر ترے رنج ومحن کا رنگ
اللہ رے جوش پہوٹ ہی نکلا بدن کا رنگ
کیا ہٹ گیا ہی فصل خزان مین چمن کا رنگ
ڈوبا ہوا ہی رنگ مین اونکے کفن کا رنگ
بدلا ہوا ہی آج ہی چرخ کہن کا رنگ
اچہا تو ہی جمائے کوئی بانکپن کا رنگ

فضل خدا سے شاعر رنگین خیال ہین
احسان ہم جماتے ہین بزم سخن کا رنگ

۱۱	ردیف لام	۱۳۷

منہ کہولکر تم آؤ تو ہو بے قرار دل
کام آئے کچہ تو ای مرے پروردگار دل

ان بے حجابیون کا نہین پردہ دار دل
رہکر وہان بڑہائے مرا اعتبار دل

کرتا ہون بات بات پر اونکی نثار دل
یارب نہ کیون دیے مجھے تونے ہزار دل

دونون کا بزم غیر مین ہوگا مقابلہ
ہے دید اونکی آنکھ مرا بیقرار دل

ایسا ملا وہ فتنۂ رفتار یار سے
میرے لیے بنا ستم روزگار دل

خود سیر کوئے زلف کرے یہ عجب ہے بات
پوچھے مجھی سے پھر سبب انتشار دل

اے آفتاب دیکھ چمکتا نہ روز حشر
پہلو مین ہم بھی رکھتے ہین یک داغدار دل

بے اعتنائیون سے طبیعت ہے دور دور
چاہو تو آئے تمپر ابھی لاکھ بار دل

تسکین دے رہے ہین وہ آنسو اٹھا کے مجھے
بول اوٹھے کچھ نہ حشر کے دن بیقرار دل

اپنا بنا کے تمنے یہ تو کیا سکھا دیا
کچھ کھو رہا ہے مجھسے بھی بیگانہ وار دل

۱۳۸ احسان اوسسے پوچھ لو پھر کیا کرین علاج
چھوٹی تسلیون سے جو ہو بیقرار دل ۱۳

جلوۂ یار کو بے پردہ جو دیکھا شب وصل
ہوش ہی مین نہ رہی دل کی تمنا شب وصل

صبح تک وصل سے محروم ہی رکھا شب وصل
میری قسمت تو شب ہجر تھی گویا شب وصل

کچھ بھی طالع نارسا سے شکوہ ہے ہمین
لاکھ چاہا کوئی پہلو مین نہ بیٹھا شب وصل

یا ہر وقت ہی رہے آنکھ مین یا تیری حیا
ختم ہو جائے کسی طرح یہ جھگڑا شب وصل

رخ کے آگے مجھے آئینہ بنا کر رکھیے
دیکھیے حیرت عاشق کا تماشا شب وصل

تم حیادار ہنو یا مجھے بیتاب کرو
دل مین رہنے کی نہین دل کی تمنا شب وصل

آنکھ ملتے ہی ز خود رفتہ ہوئے حضرت دل
نگہ یار ہمین دے گئی دہوکا شب وصل

دو گھڑی چین سے بیٹھو کہ اسی مین ہے مزہ
چٹکیون سے نہ ملو میرا کلیجا شب وصل

پھانس بنکے کہین رہ جائے نہ دلمین ظالم
نگہ ناز کو اس درجہ سے نہ چھیڑا شب وصل

اِس ستم پر بھی وہ ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین
کبھی تم پا نہیں قربان ہو آنکھون پہ
نہ ہنسی آتی ہے لب پر نہ اوٹھاتے ہو نظر

کیون نہ خود رفتہ ہی کہتا ہی سمجھے کیا شبِ وصل
مرنے والے لے طبیعت کو نہ روکا شبِ وصل
شوخ آنکھون کو ہی کس بات کا ڈر تھا شبِ وصل

۱۳۹ صبح تک ہمکو مناتے ہی گزرتی احسان
خیر گزری کہ وہ بیرحم نہ روٹھا شبِ وصل ۱۳

ہمین نے کیا اونکو پیار اوّل اوّل
نہ اِنکار کر اَی نگار اوّل اوّل
تری ترچھی چتون تری شوخ تیوری
عدو اور ہم دونون مرتے ہین تم پر
مرے مرغِ دلکو وہ تڑپا کے بولے
محبت کا انجام ہوگا نہ اچھا
اگر شوقِ فتنہ خرامی ہی تمکو
مزا شیخ کو مے مین آتا ہی اب تو
طبیعت مری اوٹھتے جوبن پر آئی
تمہارے ہین اب آرزو مند لاکھون
ہمین سے رہے وصلِ یار آخر آخر
شبِ وصل ہم بے تکلف ہوئے یون

جوانی کی لوٹی بہار اوّل اوّل
کہ آئے ہین امّید وار اوّل اوّل
ہمین کو کرے بیقرار اوّل اوّل
کہو کون ہوگا نثار اوّل اوّل
اِسی کو کیا ہی شکار اوّل اوّل
تم آنکھین ملاؤ ہزار اوّل اوّل
مٹاؤ ہمارا مزار اوّل اوّل
ہوئی تھی بہت ناگوار اوّل اوّل
اِسی نے کیا ہوا اوبھار اوّل اوّل
ہمین تھے اک امّیدوار اوّل اوّل
ہمین سے ہو آنکھون کا پیار اوّل اوّل
لیا بوسہ رو رو کے بار اوّل اوّل

۱۴۰ وہ بہرِ تسلّی اب احسان آ لیتے
نہ ہوتا جو ہمین بے قرار اوّل اوّل ۱۵

تمہین لیجانے دیتے ہم بہلا دل
اگر ہوتا ہمارے کام کا دل

کبھی تجھسے کبھی اونسے ملا دل
نہو ایسا ہی مطلب آشنا دل

تمہاری آرزو مین مٹ گئے ہم
تمہاری جستجو مین کھو گیا دل

کہان پائین کہان سے ڈہونڈہ لائین
طلب کرتے ہین وہ بے مدعا دل

کرے پیکان تیر آباد پہلو
ہمین درکار ہی اک دوسرا دل

عجب خوبی ہی اے تقدیر تیری
بھلائی کر کے ہو جائے برا دل

یہ کیا نا اتفاقی آپڑی ہی
خفا ہم جانسے ہم سے خفا دل

منانے کے لیے آیا نہ کوئی
اسی امید مین روٹھا رہا دل

سخن سازی ہین اچھی شب وصل
بناوٹ سے بگڑتا ہی مرا دل

پلٹ جاؤ تو یہ کہدین ابھی ہم
وفادار آپ ہین اور بیوفا دل

کہے دیتا ہون محرم مین نہ کہنا
نہایت شوخ ہی حسرت بھرا دل

کبھو دیکھا تھا تمنے کس ادا سے
نہ آیا ہوش مین پہر دن مرا دل

رہے قابو مین تو ہم تجھکو رو دین
جہان جاتا ہی جا او بیوفا دل

بھلا پہلو مین وہ کس طرح ٹھہرے
عدو سے ملکے ہم سے ہٹ گیا دل

ستم کی داد ملجائے گی احسان
کہ روز حشر کا داور ہی عادل

۱۴۱ — ردیف میم — ۱۱

منہ لگائین کہا کسی ساغر سے ہم
لڑتے ہین جہینپنے ہی کوثر سے ہم

ہوش یا ای قاتل نازک مزاج
کسکی ٹھوکر سے اوٹھے گا روزِ حشر
حشر مین بھی کیا ستاؤ گے ہمین
وقتِ گریہ یہ کون ہنستا آگیا
ہاتھ کا دیدو سہارا تم زرا
خوب جھگڑا عشق کا طے ہو گیا
اونکو دل دین صبر و آرام دین
دل کے چھالون سے ہی اتنی دل لگی
صدمۂ دردِ محبت کا گلہ ہے

آج لپٹین گے ترے خنجر سے ہم
پوچھ دیکھین فتنۂ محشر سے ہم
چپ رہینگے کیون تمہارے ڈر سے ہم
دیکھتے ہین کسکو چشمِ تر سے ہم
یون نہ اوٹھینگے کبھی بستر سے ہم
مٹکے نکلے کوچۂ لب سے ہم
مال اتنا لائین کسکے گھر سے ہم
اونکو چھیڑا کرتے ہین نشتر سے ہم
رفو کرتے ہین دلِ مضطر سے ہم

١٤٢

منہ لگائین جسم ہی سے احسان آج
تھوڑی تھوڑی کیا پئین ساغر سے ہم

١٥

یہ آرزو ہی مجھے سامنے بٹھا کے تم
چکھاتے رہتے ہو مجکو مزے جفا کے تم
کبھی نہ انکو خدا سے ہی دعا مانگون
جواب دو دلِ عاشق کی بدگمانی کا
برا کہینگے نہ جھوٹون بھی ہم عدو کو تو
کبھی دکھاؤ تو انداز ترچھی چتون کے
بہت خوشامدین کرنا پڑین گی حشر کے دن
رہِ طلب مین تو مٹ جانے دو زرا دلکو

او اسے پوچھتے عاشق کو کس ادا کے تم
ہٹا ہی دو گے یونہین چاٹ پر لگا کے تم
بنو جو آرزوئے وصل دل مین آ کے تم
کہان گئے تھے ابھی اپنا منہ چھپا کے تم
خدا کے واسطے کوسو نہ ہاتھ اوٹھا کے تم
سنا ہی ہمنے کہ بانکے ہو انتہا کے تم
اگر کہو لگا چلو سامنے خدا کے تم
ابھی سے ہوگئے دشمن مری وفا کے تم

ابھی تھے پاس ابھی دور اوٹھکے جا بیٹھے
نکل گئے مرے والہ سے ہاتھ آکے تم

ہوئے نہ ہم شب فرقت میں تو یہ داد ملی
وہ کھو رہے ہیں کہ ہو آدمی بلا کے تم

ہجوم شوق سے رہتی ہے کچھ یہی تاکید
ہمیشہ ساتھ پھرو نالۂ رسا کے تم

تمہیں جو ضبط سے ہم روکتے نہیں مانا تو
یہ وجہ ہے کہ کبھی آپ نے نہیں سمجھا کے تم

فلک کی طرح مٹانے کی فکر رہتی ہے
عدو نے ہو مرے نقش مدعا کے تم

یہ بانکپن یہ جوانی یہ ناز یہ شوخی
کسے دکھاؤ گے پابند ہو حیا کے تم

۱۴۳

ادٹھالو سنگ در یار سے نہ اب احسان
نصیب دیکھ چکے قسمت آزما کے تم

۱۱

اک بات ایسی ہی ہے جو چھپا نہیں پاتے ہم
ورنہ کسی کے دل کو ملاتے فغاں سے ہم

انداز دلبری کو تو چاہا کریں مگر
روز ایک دل ترے لیے لائیں کہاں سے ہم

پہلو سے دل ہی دور ہو یا وصل یار ہو
تنگ آگئے ہیں روز کے درد نہاں سے ہم

آنسو نکلے آگئے نالے یہ کہتے ہوئے چلے
اس دم تو کم نہیں جرس کارواں سے ہم

مجنوں کا ہو بیان کہ فرہاد کا ہو ذکر
بہلائیں دل کسی نہ کسی داستاں سے ہم

جب سر ہی نذر خنجر بیداد ہو چکا
پھر کیا ٹلیں گے معرکۂ امتحاں سے ہم

عاشق سے تمکو پیار ہی کہتے ہیں مدعی
ہاں کیا ذرا سنیں تو تمہاری زباں سے ہم

کیا مل گیا جو خاک میں ہم کو ملا دیا
اتنا ضرور پوچھتے اس آسماں سے ہم

تقریر ناز کرتے رہے وہ شب وصال
پہلو نکالتے رہے لطف بیاں سے ہم

مدت ہوئی کہ گھر کے کہیں کھو گیا تھا دل
لائے ہیں آج ڈھونڈ کے کوئے بتاں سے ہم

احسان راہ عشق میں یہ باد ہی سہی

مثلِ غبار ٹہیکر اوٹھے جہان سے ہم

۱۵	ردیف نون	۱۴۴

وصل کی شب بھی یہین کہا آپسے باہر ہمین
دل یہ کہتا ہی کہ لیجائینگے وہ اکثر ہمین
آرزوؤن نے کیا بیتاب کیا کہکر ہمین
مر کے جینا ہی تو پہر کیون غیر کا احسان لین
کوئی دیکھے تو جمالِ یار کی نیرنگیان
بے تکلف کر دیا ایسا جدائی نے ادہر ہمین
تیرے اشکے تماشا رہتے ہین پیشِ نظر
یہ بھی کیا رکھکر گلے پر تیغ فورًا پہیر دی
اور اب کسکو بنائین عشق مین ہم خیر خواہ
باتین کرنے مین تو عذرِ بیوفائی ہی بہت
چہیڑ کی لذت کا کوئی پوچھ لے ہمسے مزہ
کیا مزہ ہو ستم کی داد جا ہین روزِ حشر
انکی نگاہِ یار دشمن کو کیا بسمل تو کیا
غصہ کرنے پر نہ رونگے ہنسی کے واسطے

تو نے کیا دہوکا دیا ای غمزۂ دلبر ہمین
ایسے دیوانے کی باتو نکا نہین باور ہمین
بیٹھے بیٹھے پیار آجاتا ہی کیون تجھپر ہمین
حشر سے پہلے اوٹھا دیگی تری ٹھوکر ہمین
جلوہ آرائی دکھائی آرزو نے کر ہمین
جب کبھی ملتے ہین کوسا کرتے ہین منہ پر ہمین
رات بہر آنکھوں مین رکھتے ہین یہی اختر ہمین
دم نکلنے تک تو رہنے دو یہ خنجر ہمین
حضرتِ ناصح نے سمجہایا تو ہی اکثر ہمین
ہم بھی سُن لین گالیان دیتے ہو تم کیونکر ہمین
دلمین ہم رکھ لین اگر ملجائین سو نشتر ہمین
اور دیتے یار ہی کو داورِ محشر ہمین
اعتبارِ دوستی اب بہی نہین تجہپر ہمین
کیا بنائینگے ترے بگڑے ہوئے تیور ہمین

۱۱	گرکے دیکھا ہی جب اسی احسان فرطِ ضعف سے خود سنبھالا ہی نگاہِ ناز نے اوٹھکر ہمین	۱۴۵

آب حیوان کا اثر یار کے خنجر مین نہین
مر کے جینا کسی عاشق کے مقدر مین نہین

شب کو جب دلمین کھٹکتا ہی خیال مژگان
دیکھ لیتا ہون کوئی خار تو بستر مین نہین

اس طرح آپ سے باہر ہون شب فرقت مین
مین یہی جانتا ہون آج کوئی گھر مین نہین

وصل دشمن مجھے دکھلا کے یہ کہتا ہی فلک
یہ وہی عیش ہی جو تیرے مقدر مین نہین

صلح کروا دی مگر ساقیِ گلفام نے آج
چشمگین کل کی طرح شیشہ و ساغر مین نہین

گھر سے وہ جائین کہین کو تو ادہر آتی ہین
یہ بھی گردش مری تقدیر کے اختر مین نہین

اپنا ساقی مجھے کس طرح بنائے کوئی
قسمت غیر کی گردش سے مرے ساغر مین نہین

جان پڑ جاتی ہی مُردون مین ترے چلنے سے
اس قیامت کی ادا فتنۂ محشر مین نہین

بے تکلف مری گردن سے لپٹ جاتا ہی
تیرے دلکی سی رکاوٹ ترے خنجر مین نہین

کہتے ہین سُنکے وہ شکوہ مری محرومی کا
آرزو ہی تمہین جسکی وہ مقدر مین نہین

۱۴۶ | وہ شب وعدہ ہی پوچھتے آئے احسان
کوئی بیشرم تو حسرت زدۂ مضطر مین نہین | ۱۲

ہمنے مانا کوئی تازہ ستم ایجاد کرین
غصہ مین کچھ لطف کا پہلو ہو وہ بیداد کرین

یہ نگاہین تری شوخی کو بھی ایجاد کرین
نئے انداز دکھائین نئی بیداد کرین

دلمین ہم آرزوئین وصل کی رکھین کبتک
ساتھ حسرت بھی نکلجائے جو فریاد کرین

اوسکی کیا خانہ خرابی کا گلہ جو یہ کہے
کون ویران ہوا ہی جسے آباد کرین

خاک اوڑائین بھی تو دین گوشۂ دامن سے جھٹک
کبھی برباد ہو جسکو وہ برباد کرین

جانب غیر نہین لطف و محبت کی نگاہ
میرا کہنا ہی غلط آپ ہی ارشاد کرین

اسلیے دلمین ہی درد و غم و حرمان کا ہجوم
کہ شب ہجر مین ہم دھوم سے فریاد کرین

یا وری غیر سے مانگون نہ فلک سے چاہون
نہ کبھی لطف کی باتین نہ غرے کی ادائین
پاس رہتا نہین آوارہ پھرا کرتا ہی
یہ تمنا ہی کہ جب دل مین کوئی آ بیٹھے

وہ بہی امداد جو دشمن مری امداد کرین
صبر پر صبر کہان تک ترے ناشاد کرین
دلکو تم قید مین رکھو تو ہم آزاد کرین
ہم کچھ ایسا اوسے بہولین کہ نہ پھر یاد کرین

۱۴۷

مرنے والونکو خدا دے یہ تحمل احسان
اُف بہی منہ سے نہ تو خنجر بیداد کرین

۱۵

ہمکو جسدم وہ یاد آلیتے ہین
درد کو ضبط سے دباتے ہین
اونکا کہنا یہ تیر دفن کے وقت
دل ہی تک تھا یہ شیوہ دزدی
دل کے ارمان نکلتے ہین شب وصل
تیر چلتے ہین جب نگاہون کے
ہائے مٹ جاتی ہی وہی حسرت
جان پہچان ہی نہین گویا
ملتے ہین خوبرو دعاؤن سے
دل ہی مین ڈہونڈھو رو گواہی یا
نیک سیرت بنا دے ای اللہ
ظلم کرتے ہین جسقدر معشوق
درد و غم بہی ہین بد مزاج ایسے

صدمے فرقت کے بہول جاتے ہین
اوٹھنے والے کو ہم بٹھاتے ہین
خاک مین ہم تجھے ملاتے ہین
ابتو نظرین بھی وہ چراتے ہین
وقت پر ہم بھی کام آتے ہین
اسطرف ہی کو تیر آتے ہین
جسکو سینے سے ہم لگاتے ہین
اسطرح منہ کو وہ چھپاتے ہین
ہاتھ اوٹھانے سے ہاتھ اوٹھاتے ہین
ہم ٹھکانا تجھے بتاتے ہین
خوبصورت ہمین ستاتے ہین
ترچھی چتون کے ہاتھ جاتے ہین
دلکی حسرت سے روٹھ جاتے ہین

کچھ اونہین کو ہی لذتِ دیدار — جنکی آنکھون مین وہ سماتے ہین

۱۴۸

یہ ہوا نقش مدعا ہنکر
مجھکو احسان وہ مٹاتے ہین

۱۱

زبان پہ ہی برابر شبِ وصال نہین — تمھین ہمارے ہی خوشامد کا بھی خیال نہین

وہ اور بت ہین کہ جنکا کیا تھا شکوۂ جور — مجھے خدا کی قسم آپ سے ملال نہین

مجھے یقین کہ وہ بیخبر ہین عاشق سے — اونہین گمان کہ مین کچھ شکستہ حال نہین

مجھی سے شرم مجھی پر ستم مجھی سے غرور — مجھی سے اونکا یہ کہنا مین خوش جمال نہین

وہ شب کو بھر لئے ہین نہ کسی کی کیا تو پہلو — فلک ہی کیون نہ کہے اُنمین کوئی چال نہین

وہ دُور بیٹھے ہین اسطرح منہ چھپائے ہوئے — شبِ فراق ہو گویا شبِ وصال نہین

تلاش ہی کسی بانکے حسین کی ہم کو — نگاہِ شوق کی ہو جیسے دیکھ بھال نہین

کسی کی آنکھو نکے وحشت بھری نگاہ ہونسے — اشارے ہوتے ہین ہم دیدۂ غزال نہین

اوبھر لئے دلِ امیدوار کے ارمان — کہ اب وہ ای فلک پیر خورد سال نہین

یہ سچ ہی خواب کی باتین ہین وصلکی باتین — کہون نہ یہ بھی تمھین کچھ مرا خیال نہین

۱۴۹

اُدسی گلی کے ہین ہم رہنے والے ای حسان
جہان کہ نقشِ قدم تک بھی پائمال نہین

۱۲

الٰہی وہ دل جسے الفت مین صبر و تاب نہین — ہلی وہ آنکھ جسے آرزوئے خواب نہین

کوئی یہ مان لے کیونکر تمھین حجاب نہین — پھر اور کیا ہی یہ رُخ پر اگر نقاب نہین

سوال وصل کو ٹالا ہی اُس نے کھائی سے — ہمارے پاس تو اس بات کا جواب نہین

پڑا نہ ہاتھ کبھی اونکے اوٹھتے جوبن پر — نمود کی کوئی شے ہمکو دستیاب نہین

شمار جور و ستم کا اگرچہ مشکل ہی
بلا تو شیخ کو اپنے گروہ مین رندو
تسلیان ہمین تم آج ہی دیے جاؤ
چہپا بیٹھے ہو سینہ اگرچہ تنتے ہو
یہ شب کا وقت یہ عجلت یہ محض تنہائی
جگہ ملی ہے مگر کہین کوئی ساقی بین
نگاہ قہر کو اپنا بنائین ہم کیونکر
تری زبان مرے منہ مین ہی تو پھر کیا بات

حساب کر لو کچھ ایسا بہت حساب نہین
بہت ہی نیک ہی وہ آدمی خراب نہین
نہین تو کل یہ کہو گے وہ اضطراب نہین
ہمارے کام کی یہ شوخی شباب نہین
کہان چلے ہو کہ سایہ بہی ہم رکاب نہین
خدا کا شکر کہ ٹہی مری خراب نہین
غضب تو یہ ہی محبت پہر عتاب نہین
کبہی گلہ نہو اس کا مین کامیاب نہین

۲۱	شب وصال مین احسان تم بہی کہل کہیلو کہ اتنا تو انکو تکلف نہین حجاب نہین	۱۵۰

بیقراری بڑہ گئی ہم کیا کرین
بیخودی رہتی ہی ہر دم کیا کرین
صورت تصویر ہم خاموش ہین
آ گئے جوش جوانی سے وہ تنگ
عشق مین کہتا فلک نے لے نصیب
نالۂ و فریاد کی چلتی نہین
آخر کار ایک دن ہوتا ہی
تیغ کے آگے جھکا دیتے ہین سر
جان لیگا ادنکا یہ کہنا ضرور

دم بہی اب لیتا نہین دم کیا کرین
ہمدم ہو تم کیا کرو ہم کیا کرین
گہر مین ہی حسرت کا عالم کیا کرین
خود مسک جاتی ہی محرم کیا کرین
غم بہی ہم پالتے نہین غم کیا کرین
بخت واژون ہو تو ہمدم کیا کرین
حسرت مردہ کا ماتم کیا کرین
اور ای سفاک عالم کیا کرین
آپ مرلیتے ہین تو پہر ہم کیا کرین

لیکے دل دیتے نہیں وہ کچھ پتا
کہتے ہیں چوری گیا ہم کیا کریں

ظلم سہتے سہتے خوگر ہو گئے
رنج کی تکلیف کا غم کیا کریں

حضرتِ دل مر گئے اچھا ہوا
ایسے خود مطلب کا ماتم کیا کریں

وقت پر آنسو نہ نکلا ایک بھی
اعتبارِ چشمِ پُر نم کیا کریں

شدتِ دردِ جدائی کیا کہیں
دم اوکھڑ جاتا ہے ہر دم کیا کریں

واعظو پیتے ہیں اب تو ایک گھونٹ
اور اس سے بھی سوا اَلم کیا کریں

رنج اونہیں بھی ہے دلِ خوں گشتہ کا
ہاتھ مل کر کہتے ہیں ہم کیا کریں

عادتِ جور و تغافل ہے اونہیں
دوست کیا سمجھا ہمیں ہمدم کیا کریں

دست بستہ رہتے ہیں ہم پیشِ یار
حسرتِ گذشتہ کا ماتم کیا کریں

آ گئے وہ چلتے پھرتے وقتِ نزع
اب نکلتا ہی نہیں دم کیا کریں

خانۂ دل میں نہیں حسرت کوئی
ہو گیا ہے ہو کا عالم کیا کریں

١٥١	چھیڑنا احسان یہ کہکر اونہیں ۷ تم اکیلے تنہا ملو ہم کیا کریں	١٥

جلوۂ یار نگاہوں میں سماتا ہی نہیں
پردہ اتنا ہے کہ میں ہوش میں آتا ہی نہیں

شوق کا لطف شبِ وصل کچھ آتا ہی نہیں
یار پر دُھٹی ہوئی حسرت کو ہنسنا آتا ہی نہیں

اللہ اللہ شبِ ہجر کی ظلمت کا حجاب
نظر آتا ہے مگر کچھ نظر آتا ہی نہیں

کوسنے دو لبِ جاں بخش سے کھلاؤں یار
مرنے والا کوئی یوں جان سے جاتا ہی نہیں

جلوۂ طور ہوا برقِ نظر ہو گیا ہو
جو تمہیں دیکھتا ہے ہوش میں آتا ہی نہیں

مثلِ نقشِ کفِ پا خاک پہ افتادہ ہوں
کیا سمجھتا ہو وہ ظالم کہ مٹاتا ہی نہیں

مدعی کو یہ حسد ہوا ہے ستم بھی مجھپر
مجھکو یہ شکوہ وہ دشمن کو ستاتا ہی نہین

دیدۂ تر نے کبھی رو کے کیا تھا کچھ کام
ابھی کم بخت لگی دل کی بجھاتا ہی نہین

مجھسا بیکس بھی زمانے مین ہوئیگا کوئی
درد اوٹھاتا ہی نہین یار بٹھاتا ہی نہین

تلخ کامی کی شکایت کا یہ اچھا ہی جواب
گالیان کھاتا ہی تو زہر تو کھاتا ہی نہین

مجمع شوق و تمنا سے نکلنا معلوم
کیا کرون اسکی ہی محفل مین وہ آتا ہی نہین

اوس سے ملکر مرے دل کی ہی طبیعت اب اور
بات جو پوچھتا ہون مین وہ بتاتا ہی نہین

ناوک ناز کی چالین مجھے تڑپاتی ہین
آگے جاتا ہی نہین جا کے پھر آتا ہی نہین

اوٹھتے جوبن کو ترے اور ستی ہو نصیب
اونکے آگے کوئی اب سر تو اوٹھاتا ہی نہین

۱۲۵ | وصل کی رات ہوا احسان وہ بخشین نہ بہت
ہم کہے دیتے ہین جھگڑا ہمین آتا ہی نہین | ۱۱

بڑا چالاک نکلا دست وحشت فصل گلشن مین
مگر کہا نام کو اک تار باقی جیب و دامن مین

ہوئے پہ بھی ہے دل اپنا خیال شمع روشن مین
چراغ داغ الفت جل رہا ہے کنج مدفن مین

نصیب غیر ہے شاید وصال یار ہو جائے
رہون مین آرزو بنکر الٰہی قلب دشمن مین

تری تلوار سے کھنچتی ہین روحین سخت جانونکی
ہوا ایسا یہ کیسا جذب مقناطیس آہن مین

تری گردن کا ہونگے بار روز حشر اپنے ہم
ہوئی ہین دفن لاکھون آرزوئین ساتھ مدفن مین

کسی صورت سلجھ جائے قیامت تک نہین ممکن
غم گیسو کی لاکھون گتھیان ہین دل کی الجھن مین

مشبہ دیدہ دکھانے کے لیے سیر چمن اونکو
گل داغ محبت مین نے چن رکھے ہین دامن مین

مری وحشت نے کیسا ایک نظارہ کھولا ہے
نگاہ منتظر ہے تار جیب و دامن مین

تمہارا جلوہ دیکھین حضرت موسے تو پہچانین
بنا تھا طور کی چوٹی یہی وادی ایمن مین

فریبِ حسن کی شوخی بھری ہے اوس کی چتون مین	دلِ عالم نکیون ہو ایک نظارے مین وارفتہ

۱۷	جو اوس کی سال ای احسان گر ڈوبے لائینگے گلگرو بہارِ جشنِ عشرت خوب ہم لوٹینگے گلشن مین	۱۵۳

رہی برسون دلِ حسرت نشان مین — محبت بھی عجب شی ہے جہان مین

حرارت عشق کی ہے جسم و جان مین — یہانتک پڑ گئے چھالے زبان مین

ہمارے پاس کیا ہے ہمصفیرو — وہی دو چار تنکے آشیان مین

منالین روٹھی قسمت کو تو چہلے — اثر آجائیگا آہ و فغان مین

ہجوم غم کا جویان ہے مرا دل — یہ یوسف ہے تو ہلاش کاروان مین

ہزارون مرگئے لاکھون ہوئے قتل — ہم اتنک ہین مقامِ امتحان مین

شبِ وصل آپ سے باہر ہین دونون — کبھی ہم ہین کبھی وہ ہین مکان مین

کسیکے غم نے دلکو بھی نہ کہایا — تکلف ہے مزاج میہمان مین

یہ اقرارِ وصال اور یہ رکاوٹ — کوئی پہلو نہین کا ہے بیان مین

اگر سُنتے ہو پہلے تہام لو دل — بہار ہے درد میری داستان مین

محبت کشش ہین بنتے خدا کے — گدائی کرتے ہین کوئے بتان مین

مری آہون سے کہٹا ہے مقدر — ابھی ہے دیر تاثیر فغان مین

وہ میرے منہ سے سُن لین حال میرا — کچھ مطلب کے پہلو ہین بیان مین

وہ جوشِ کیف مے وہ دورِ پیہم — مزہ ہے صحبتِ پیر مغان مین

مجھے شرم گنہ زاہد کو نخوت — وہ دو رنج مین ہے ہیگانے جہان مین

ہوا وہ جنگ جو خود نامہ صلح — پڑے ہین جب آرزوئین درمیان مین

۱۱	ہمیں پہچان لو احسان ہیں ہم کیا ہی عشق نے رسوا جہاں میں ہم	۱۵۴

طور کا حضرتِ موسیٰ ہی تماشا دیکھیں
تجھکو دیکھیں کہ زمانے کا تماشا دیکھیں
ابھی پہلو سے تم اوٹھنے کا ارادہ نہ کرو
ہم دمِ ذبح بھی کیوں کشتۂ حسرت ہو جائیں
پاسِ اغیار سے آنکھیں نہ نکالیں مجھ پر
کھنچ لیتا تھا ہمیں یار سے صبحِ وصال
الٹی ہو جائینگی انکار کی باتیں شبِ وصل
آرزوئیں جبر ان کی ہٹی جاتی ہیں
یہ تو معلوم ہی قسمت میں نہیں روزِ وصال
درد اوٹھتا ہی شبِ ہجر تو کہتا ہی یہی

ہم جسے دیکھ چکے ہوں پھر اوسے کیا دیکھیں
ایک دو آنکھوں سے عاشق ترے کیا کیا دیکھیں
پہلے ہم خاطرِ مضطر کو تو سمجھا دیکھیں
تیغِ سفاک میں جب خونِ تمنا دیکھیں
اک ذرا اپنی طرف آئنہ سیما دیکھیں
پھر بھی آ وگے کہ اب موت کا رستا دیکھیں
غیر کیوں آگے مرا آپ کا جھگڑا دیکھیں
آپ آئینہ کو للّٰہ نہ اتنا دیکھیں
کچھ دنوں اور بھی امید کو سمجھا دیکھیں
بیقراری میں تمہیں ضبط ہی کتنا دیکھیں

۱۱	کوئی لاتا او نہیں یہ کھلے ہجومِ غم میں آو احسان کے میلے کا تماشا دیکھیں	۱۵۵

درد کہتا ہی جگر میں رہیں یا دل میں رہیں
گھر میں بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں مرنے والے
نہ ملے مجھکو ہمیشہ کے لیے عیشِ وصال
کام کی شی ہیں ترے ناز و ادا کی چھریاں
رشکِ دشمن ہی جو مجھکو تو وہ فرماتے ہیں

جستجو کہ یار بتا دے اوسی منزل میں کہیں
قتل ہونے کے لیے کوچۂ قاتل میں رہیں
آرزو نکلے وہ اک شب بھی مرے دل میں رہیں
تو نہ بیٹھے تو ہی پہلوئے بسمل میں رہیں
جلنے والے نہ گھڑی بھر مری محفل میں رہیں

کس محبت سے ہی ٹھہری ہوئی یادِ دشمن — کیا بُرا ہی جو نہیں ہم نکلے ترے دل میں کہیں
مردمِ دیدۂ عشاق سے پردہ ہی اوٹھا ہے نہیں — دیکھیں جو رہ نہیں سکتے ہیں وہ کیا دل میں یہیں
غیر کو دیکھکے اس یار کی فکر آہی گئی — اپنے گھر جائیں کہ ہم یار کی محفل میں رہیں
اس سے بہتر نہیں آرام کی منزل کوئی — شوق ہی پردہ نشینی کا تو وہ دل میں رہیں
غم کے ساتھ آتا ہی دلمیں جو خیالِ دلدار — پوچھ لیتا ہی کہ ہم بھی اِسی منزل میں رہیں

۱۵۶ — اٹھنے والے ہیں وہ ملنے کے لیے ای احسان — ۱۳
ہوشیار رکھیے طریقے دلِ غافل میں رہیں

بانکپن تیری کس ادا میں نہیں — نوک پلکوں کی ہی حیا میں نہیں
ہمنے سو بار آزمایا ہے — کچھ اثر نالۂ رسا میں نہیں
اب تک انکارِ وصل ہی اونکو — منہ سے نکلی تھی ابتدا میں نہیں
کون لیجائے یار تک ہم کو — زورِ شوقِ شکستہ پا میں نہیں
ہم سے ناراض ہو گیا وہ بت — دخل کچھ مرضیِ خدا میں نہیں
وصلِ جانان نصیبِ غیر نہو — یہ اثر بھی مری دعا میں نہیں
رشکِ دشمن ہی اسلیے ہم کو — مبتلا وہ کسی بلا میں نہیں
کب کہیگی یہ چشمِ شوخ اوسکی — پردہ داری مری حیا میں نہیں
مجھسے کہتے ہیں وہ دمِ فریاد — درد کچھ آہِ نارسا میں نہیں
تیر سے بیمار کو لگی ہچکی — دیر اب آمدِ قضا میں نہیں
وہ نہ آئیگا لیکن ای قاصد — شک تو اوسکو مری وفا میں نہیں
جتنی شوخی ہی اوسکی آنکھوں میں — اوتنی بے پردگی حیا میں نہیں

۱۵۷	کہا تے ہو رحم تیغ کیون احسان کوئی لذت اگر جفا مین نہین	۱۴

لگا کے لیگئین جو دلکو وہ ادائین تہین
دل و جگر کے خلاف انکی سب ادائین تہین
شکست دیکے گئے دلکو گیسو و خط و خال
کبہی کرم نہین ہوتا تو کچھ ستم ہی سہی
عجیب لطف تھے ان تو بہ تیغ کی لوٹی
وہان بہو نچکے نہ آنے کو اپنا جی چاہا
بچا لیا مجھے تیو انکی نے حشر کے دن
ہمارے دل کو کدہر لیچلے جہان اگر تم
کہین نہ کشتہ ہوئی تمہری کوئی حسرت
شب فراق فلک نے یہ مہربانی کی
نہ کیون ہو قابل افسوس دلکی مجبوری
تمہارے ہاتھ سے لو خون ہو گیا دل کا
سیاہ عشق نے دلکو کیا تہا جب پامال

کبہی گلہ نہ کیا یہ مری وفائین تہین
وہ کیا کرین انہین بیچارونکی قضائین تہین
ادہر مین ایک ادہر سینکڑون بلائین تہین
بہت بہی مزہ کی نہ وہ انگلی تری جفائین تہین
او ہمارے لیے چرخ پر گہٹائین تہین
تری گلی مین جو فردوس کی ہوائین تہین
نہین تو قابل پرسش مری خطائین تہین
اسی کے واسطے یہ نازیہ ادائین تہین
کسیکے رونیکی دلمین ابہی صدائین تہین
مجہی کو ہجر مین سب جسقدر بلائین تہین
وہ کوستے تجھے لبونپر مرے دعائین تہین
اسی کے واسطے یہ ظلم یہ جفائین تہین
شریک یار کے کچھ نازنین ادائین تہین

۱۸۵	کسیکی ایک جفا نے مٹا دیا احسان نہین تو قدر کے قابل مری وفائین نہین	۱۱

پہلے پہولے نہ ہم باغ جہان مین
کسی کا غم اوٹہانا جان دینا

فلک لے آگ رکہدی آشیان مین
یہی دو کام تھے ہم کو جہان مین

ابھی تڑپین گے بجلی کی طرح ہم
نہین ہلتے مرے لٹکے ہوئے ہاتھ
ڈرا اک حشر سے ہمکو نہ ای شیخ
لبو نپر یہ دعا ہی زیر خنجر
شب وعدہ وہ کچھ روٹھے ہوئے ہین
یہان خالی ہین دونون دیدہ و دل
ترا سُننے مین ہی ملتی ہی لذّت
نہین ممکن کہ آسانی سے نکلے

چمک پیدا ہو تو ہو در نہان ہین
پھر دن کب تک بلاغت کا روان ہین
ہزارون فتنے ہین کوئے بتان مین
ہمین ہوگا ہی ابی امتحان مین
نہین کا آج بھی پہلو ہی مان مین
بتاؤ تم رہو گے کس مکان مین
مزہ ہی خوبرویون کی زبان مین
ترے خنجر کا دم ہی نیمجان مین

۱۵۹	خدا کا شکر سُنکر حالِ احسان وہ بولے درد ہی تیری زبان مین	۱۳

عدو سے جو خلوت ہوئی انجمن مین
بہار آئی کہتی ہی نرگس چمن مین
دل اولجھا ہوا ہی کہین گر پڑے لگا
نہ کنگھی نہ چوٹی نہ سرمہ نہ غازہ
کسی اور سفاک سے دل لگائین
عجب تفرقہ بیقراری نے ڈالا
وہ کمسن ہین سمجھتے ہین کیا لطف آئے
ملے یار پھر جائے قسمت ہماری
وہ کیونکر اوٹھین کسطرح مجھسے بولین

رہین گے نہ پھر ہمکو ہم پیرہن مین
حیا چار دن رہتی ہی ہر دولہن مین
لگا لو گرہ گیسوئے پُر شکن مین
تکلّف نہین یار کے سادہ پن مین
نئی ٹیس پیدا ہو زخم کہن مین
نہ تربت نہ تختے نہ گٹھلے کفن مین
جوانی کی شوخی نہین بانکپن مین
یہ گردش کہان دور چرخ کہن مین
نزاکت کمر مین خموشی دہن مین

حیا ہی کچھ ایسی کہ وہ اوٹھتا جوبن
لیے پھرتی ہی کیونکر وحشت دل
شب وصل خاموش رہنے کو آئی
چھپائے ہوئے بیٹھے ہین انجمن مین
اوٹھاتا ہون غربت کے صدمے وطن مین
زبان اپنی رکھے ہمارے دہن مین

۱۱	جلسون کا حلقہ بنا دور ساغر ملی کیفیت احسان بزم سخن مین	۱۶۰

امید وصل کو دل سے لیے ہان اشارون مین
شب فرقت حسین یار یاد آتی ہی جب مجھکو
پھر وہ بنکی چشمک مین طرح شعر ہی لگاوٹ کا
ہین منہ سے چھپ ہون دل لیے امید دوری اوٹھاتا ہون
مرے قاتل نے مقتل مین شمشیر ادا کھینچی
سنہ ملے و غلط تو پھر ساقی سے پوچھو دو تن
وصال یار رچایا ہمنے مست بیخودی ہوکر
بہار ہجر ان لوٹین نہ کچھون اوس حور کے گیتے
لگائے رہتے ہین گوش تمنا اسلیے عاشق
مرے گھر کی طرف بھولے سے بھی تنہا نہین آئے
کسیکو تو بڑا رہنے دو اپنے یادگارون مین
لگا ہین مین ہو تڑتی پھرتی ہین اوشا کو ستارون مین
نہ کھیئے کسطرح ملجاتے ہین کچھ دل اختیارون مین
مرا ضبط فغان بھی ہی کسے پردہ دارون مین
قضا بولی کہ مین بھی ہون تمہی جان بنا رون مین
یہ تو یہ کونسا ہنر ہی یہ ہنرگارون مین
بنایا عشق نے عاقل تو پھر ہوتے ہین دیوانون مین
کہا ہین گلشن فردوس کیسے تختے فرارون مین
کہ وہ چشم سخنگو کچھ بجائے کچھ اشارون مین
مگر سمجھے ہوئے ہین وہ مجھے بے اعتبارون مین

۱۲	خیالات مصطفے کا ہی بہ احسان کیا لکھون وہ یون خیل رسل مین ہین کہ جیسے چاند تارون مین	۱۶۱

نہ آئے وہ کنار مدعا مین
ہنسی مین غصہ ہی مہری وفا مین
تمنا رہ گئی ہی شرم و حیا مین
تلون ہی مزاج دلربا مین

بنے ہو شاہدِ رنگین ادا تم
ہمارا خون مل کر دست و پا مین

تصور اون کا کہتا ہی شبِ ہجر
یہ کون آیا کنارِ مدعا مین

کیا جس نے ہمین بیتاب اکثر
وہ اندازِ ستم ہی کس ادا مین

تمہارے کوسنے آجاتے ہین یاد
ہین جب مصروف ہوتا ہون دعا مین

شروعِ عشق مین لڑتی تہین آنکہین
خبر تہی انتہا کی ابتدا مین

غریبون نے ستم اونکے اوٹہائے
جفائین بٹ گئین اہلِ وفا مین

تسلی ہی نہ دلداری نہ الفت
دلِ مضطر کو کس پہلو سے تہا مین

سیاہی بختِ دشمن سے جو نکلی
چہپی آکر مری ظلمت سرا مین

محبت کا مزہ جب تہا کہ ای چرخ
عدو میری طرح پڑتا بلا مین

شبِ وعدہ کسی سے پوچہتا ہون
محبت کا مزہ ہی کس ادا مین

وہ دل لے لیتے ہین دم بہر مین احسان
لگاوٹ ہی حسینون کی ادا مین

کسکے خونگی تمہین پروا نہین
پہر تو کہنا مین ابہی سمجہا نہین

مل ہی جائیگی نگہ دل تو ملے
آنکہہ کا پردا کوئی پردا نہین

گالیان دے لو مگر اس شرط سے
ہنسکے کہہ دینا مین کچہہ کہتا نہین

ناصحون سے ہو چکی دلکی شفا
انکو سمجہائے کوئی ایسا نہین

چہوٹ کر رونگے دلکے آبلے
انکو ای ہمت چہیڑنا اچہا نہین

ہم کہین کس سے شبِ غم دردِ دل
پاس اک اللہ کا بندا نہین

رازِ سربستہ ہی اون بت کا دہن
کوئی کیا سمجہے کہ کیا ہی کیا نہین

مُہرِ خاموشی ہی ضبطِ آرزو
جھڑکیان کر دیتی ہین مجکو خموش
چاہنے والا تو ہو لیتا ہین سب

کیا کہون کچھ بھی کہا جاتا نہین
وہ بگڑ لیتے ہین تو کچھ بنتا نہین
عشق کا مجنون سے شہرا نہین

وقت گریہ کہتے ہین احسان وہ
دل لگی ہین یون کوئی روتا نہین ہے

مژدہ ای شوقِ وصال اوبہار آبہ نگا جوبن
شغلِ ہی کسے لیے آجاؤ مری محفل مین
حسرت و آرزو و شوق کو صدقے کر دون
کیون نہ ارمان ہو مجھین تمنا بیتاب
آئینہ دیکھتے ہی ہو گئے خود بین مغرور
سب آرزو و شوق مری ٹوٹ پڑی
آپ کو شوق ہوا زیور و آرائش کا
پوچھتے مجھسے نہ ان پھول سے گالون کی صفت
نگہِ شوخ کو تکلیف نہ دین آپ ابھی
سامنے بیٹھنے دیتے نہین گھر دیتے ہین
سیکڑون بار ترے وصل کے لوٹے ہین مزے
ذبح کر ڈالونگا کہتا ہی یہ اندازِ نگاہ
ہمکو پہلو مین بٹھاؤ نہ بغل گیر ہی ہو
ہمت ای دست ہوس لوٹ ہی لینا یا کر

بیٹھنے دیگا نہ گھر مین او نہین اوٹھتا جوبن
ایک ہی روز مین ہو جائیگا دونا جوبن
عیش کی جان ہے مرے دل کی تمنا جوبن
یاد آیا ہی کسی شوخ کا اوٹھتا جوبن
پوچھتے ہین کہین دیکھا ہی بھی ایسا جوبن
وصل کی رات مین کشمکش سے ہے ٹوٹا جوبن
دیکھتے ہے نگہ لڑتے ہی نکھرا جوبن
سب سے آیا چھپے ہین اور اپنے چھپا جوبن
دلبری کے لیے کافی ہی اکیلا جوبن
گھورنے کے لیے آئے ہو پرایا جوبن
مجھسے پوچھے کوئی کیا چیز ہی اوٹھتا جوبن
میر قاتل نے ہزار کہا ہی بانکا جوبن
دور ہی سے کبھی چھو لینے دو اوٹھتا جوبن
چلبلا ہو کہ نکیلا ہو کہ بانکا جوبن

خواہش وصل مین کیا جوش ہے ارمانونکا
جب مزہ وصل کا ہی نوک کی لے مجھسے حیا

کہتے ہین سیکھ لے ہمسے بھی اوبھرنا جوبن
اور چھیڑ سے مرے دلکو ترا اوٹھنا جوبن

۱۶۴

اسکو کہتے ہین حیا شرم اسے ای احسان
پردے ہی پردے مین لوگس شوخ کا جوبن اوبھرا

۱۱

کہتے ہین وہ کہ صبر کرو اضطراب مین
ایسے شب فراق پڑے ہم عذاب مین
غنچہ نہ اپنے تشنہ غم سے چھپا ہے
یہ کیا کہا ہون سے خبر مانتے ہو تو یان
قائل ہین ہمتو ای نگہ منتظر ترے
یون وہ جہان بھول گئے بیخودی مین ہم
غربت نصیب کسکو بنائینگے ہم سفر
بے گریہ میکشی مجھے آتی نہین پسند
ہر روز کی تلاش نے آخر تھکا دیا
باور نہو تو نیچی نگاہو نسے پوچھلو

مطلب کی بات پاگئے ہم اس جواب مین
اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے اضطراب مین
پانی پلا کے ہو جیسے داخل ثواب مین
جب لطف ہی کہ ہو کوئی شوخی عتاب مین
جا لپٹی تار بنکے کسیکی نقاب مین
روز شمار بھی نہین اپنے حساب مین
حسرت پڑی رہے دل خانہ خراب مین
پیتا ہون آب اشک ملا کر شراب مین
پائی نہ ہمنے اونکی طبیعت شباب مین
رہتے نہ انکی اوٹھتی جوانی حجاب مین

۱۶۵

احسان چھیڑتے ہو عبث وقت میکشی
چل نکلین گے وہ آپ ہی کیف شراب مین

۱۲

کہتے ہو غم نہین دل ناکامیاب مین
اس سال ہونیوالا ہی پیر مغان کا عرس
قاصد نے پھر کسی کی طلب کا دیا پیام

بھولے بہت ہنوز جنون شباب مین
زاہد کو بھی شریک کرینگے ثواب مین
اچھا سوال آیا ہی خط کے جواب مین

اظہار اک آرزو کا ہی سو پردونمین نہان
اک حال پر رہی مری بیتابیٔ فراق
گنوائین دل لگاے داغونکو بوسونکے ساتھ ساتھ
تم بادشاہِ کشورِ حسن و جمال ہو
اوس شوخ کی تلاش لیے پھرتی ہی ہمین
پیتے ہین ہم شراب کے بدلے لہو کے گھونٹ
ابتک تمہی ادوسرے ادہر ہو نہ الفلک
یاد ان ہنگی وصل کی شب کی کوئی بات
آتی ہی دوڑ دوڑ کے آتا ہی بار بار
اوس بت کے پاؤن پر ہی ہمارا ئیرِ نیاز
کہتی ہی مجھسے اونکی خموشی شرحِ حال
تقدیر سے تم آگئے اب کیا ہین نکلے ہم

انکار سیکڑون ہین وہان اک جواب مین
کروٹ نہ لی فلک کی طرح اضطراب مین
ہم کیون کرین کسیکی مروت حساب مین
ہوتے رہین ہزار کرم اک عتاب مین
جسکا خیال بھی کبھی آیا نہ خواب مین
تو نے ہمکو ڈالدیا کس عذاب مین
پھر اور کیا اثر ہی ترے انقلاب مین
کام آگیا کسیکا لڑکپن شباب مین
رکھا ہوا ہی کیا دلِ حسرت مآب مین
سب کے گھر نکلے آج خدا کی جناب مین
مطلب کی بات ہی دہن لاجواب مین
دلکو تھا انتظارِ اجل اضطراب مین

۱۹۹
احسان کھل گئے یار سے اب حالِ دل کہو
آنکھونکو تو رہا نہ تکلف حجاب مین

۱۲

خیر یا تھا آئے وہ حسین نہ کہین
جان ہو یا جگر ہو یا دل ہو
حجابی کسیکے جوبن کی
نکلی دل سے تو عرش تک پہونچی
تم ابھی جاتے ہو کہان او ستمگر

ڈھونڈھ ہی لین گے ہم کہین نہ کہین
غم ترا چاہیے کہین نہ کہین
لے اوڑے چشمِ شرمگین نہ کہین
ٹھہری آہِ فلک نشین نہ کہین
ٹھہر تڑپے دلِ حزین نہ کہین

درد رہجاتا ہی سینے مین
صورت حرف دلنشین نہ کہین

مجکو کرتا ہی فلک پامال
خاک اوڑانے لگے زمین نہ کہین

فتنہ پرداز ہان زمانے سے
چہین لے چشم سرمگین نہ کہین

نہین بگڑا مگر نہ حال کہلا
مٹگیا ہو خط جبین نہ کہین

آئینے کو ہٹا دو آگے سے
چوم لے بڑہکے یہ جبین نہ کہین

اونکے گہر جانے والے ہین دشمن
سر ٹپکتے رہین ہمین نہ کہین

کون سنتا ہی حالتین دلکی
ایک ہی بات ہی کہین نہ کہین

۱۶۷

ہم کو دنیا مین وحشت مین احسان
مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

۱۵

دل اگر کام کا ہو اوسکے ہین لیکر لاکہون
وصل ہونیکی تمنا ہو تو خنجر لاکہون

چرخ نے کہائے شب ہجر مین چکر لاکہون
آفتین آٹہین سحر تک قمر نیر لاکہون

ایک دن خاک مین عاشق کو ملا دیگا وہی
جس نے ٹہکرائی ہین ٹہوکر سے مقدر لاکہون

ایک آئینہ عارض کا ہی جلوہ ایسا
تیغ جوہر ارون ہین تو شیشے لاکہون

تیر جو لگی نہین گو قدر مگر یہ وہ ہی
تم سے معشوق بہی عاشق ہو جسپر لاکہون

خوگر جور و ستم ہون نہ کہین حضرت دل
ایک تم کیا ہی ملتے ہین ستمگر لاکہون

بادہ خوارون کی جگہ دیکہلے آج ای اہل
حشر مین تشنہ جو بیٹہے ہین لب کوثر لاکہون

سینۂ و گردن عشاق پہ آئی جو بلا
سیکڑون تیر ہے چلگئے خنجر لاکہون

لٹتی ہین ایک زمانے کی تجہی سے نگہین
بہر دیے تو نے مئی عشق سے ساغر لاکہون

آج یون کرتے ہین وہ اپنے ستم کی تعریف
ہنسنے چٹکی سے ملے ہین دل مضطر لاکہون

مرنے والون کو رضامند ہے کہین لو تم
ورنہ فریاد کرین گے محشر لاکہون

تم رقیبون سے ملو مین تمہین جانا ہون سچ ہے
سب سے تم اچھے ہو اور مجھسے ہین بہتر لاکہون

تیرے کوچے کی طرف ضعف نے آنے نہ دیا
جب اوٹھایا ہی قدم آئے ہین چکر لاکہون

دور ہی بیخودی عشق بتان کا آیا
نظر آتے ہین ہمین آپ سے باہر لاکہون

١٦٨

ایک شکوہ بھی جو کرتا ہون مین اونکا احسان
جھوٹے الزام لگا دیتے ہین مجھپر لاکہون

١٧

وصل کا وعدہ کیہ پیمان وفا کچھ بھی نہین
سچ تو یہ ہے جھوٹی قسمین نکلے سو کچھ بھی نہین

آجکل تاثیر آہ نارسا کچھ بھی نہین
ہائے ہم سے نامرادون کی دعا کچھ بھی نہین

طائر دل ہی کی قسمت مین ہدف ہونا تھا
ورنہ ای بت تیرے تیرفگنی خطا کچھ بھی نہین

وصل کی امیدواری دیکھیے کیونکر رہے
خود وہ کہتے ہین کہ ایسا آسرا کچھ بھی نہین

دل مین درد اوٹھا مگر جھوڑا نہ یاس نے ساتھ
یار نے پوچھا تو ہمنے کہدیا کچھ بھی نہین

آبھی ہی جان پہ اب عشق مین انجام کار
ہونے والی بات کا ہمکو گلا کچھ بھی نہین

ہائے قاتل تیر تڑپکر لوٹ جانا تھا مجھے
تیری ہمت ای دل درد آشنا کچھ بھی نہین

وصل کی شب مین بھی حیرت نے نہ کچھ کہنے دیا
اسطرح ہم چپ ہین گویا مدعا کچھ بھی نہین

اب کہان سے لائین اونکی گالیونکا ہم مزہ
بیدلی لاحق ہی ہمسے کہا کچھ بھی نہین

جب سے سمجھے ہین وہ اپنے حسن کو عشق آفرین
مجھسے کہتے ہین ستمگر کی خطا کچھ بھی نہین

قابل دید آپ کی اوٹھتی جوانی ہو ضرور
ہان مری امید میرا حوصلا کچھ بھی نہین

میرے مرنیکی خبر سنکر کہا اوس شوخ نے
جان دینے والون کو پاس وفا کچھ بھی نہین

ہم نکالین اپنے دل سے لاکھ ارمان وصل
تم کہے جاؤ کہ تیرا حوصلا کچھ بھی نہین

جو عدو کے دلمین ہی وہ آرزو سب کچھ مگر
کان سے ہیر قصۂ غم کیطرف دل سے غیر
ہیر کام آئیگا یہ آپس کا جھگڑا وصل مین

جسکو ہم ظاہر کرین وہ مدعا کچھ بھی نہین
اسطرح تمنے سنا گویا سنا کچھ بھی نہین
شوخیان کہتی ہین آنکھونکی حیا کچھ بھی نہین

۱۶۹

ایک بوسے کے لیے احسان ترساتے ہین بت
عشق مین دل دیکے ہمکو کیا ملا کچھ بھی نہین

۱۳

تیری تصویر کو چھاتی سے لگا لیتا ہون
کارسازی مری تقدیر کی دیکھے کوئی
جب نہین کٹتی کسی طرح شب تنہائی
ہاتھا پائی کے مزے میرے مقدر مین کہان
آہی جاتا ہی او نہین رحم دل مضطر سے
رات دن شانۂ کشش زلف بنا کر دل کو
دست گستاخ بھی ہمشکل حنا پائی ہین
یاد آتی ہی کسی پردہ نشین کی جسدم
بیقرار ایسکی بھی انداز ہین کچھ قابل دید
غیر ممکن ہی اگر وصل مین جاگنے مرا بخت
مجھسے کہتا ہی وہ ظالم کہ بچائے کہنا
ہائے کہنا سے قاتل کا لگا کر ٹھوکر

ہجر مین وصل کا اسطرح مزا لیتا ہون
وہ بگڑتے ہین تو مین کام بنا لیتا ہون
سامنے انکو تصور مین بٹھا لیتا ہون
ہان وہ ملتے ہین تو پھر آنکھ لڑا لیتا ہون
اپنے روٹھے کو خوشامد سے منا لیتا ہون
سلسلہ الفت گیسو کا بڑھا لیتا ہون
اوٹھتے جوبن کو شب وصل دبا لیتا ہون
آنکھ سے دور او سے دلمین چھپا لیتا ہون
اپنا دیوانہ حسینونکو بنا لیتا ہون
باتین کرنے کو شب غم مین جگا لیتا ہون
دامین آنکھ ملاتے ہی اوڑا لیتا ہون
اپنے کشتے کو مین ہر بار جلا لیتا ہون

۱۷۰

پھر کسے کیا جائے مرے دلسے خیال معشوق
اوسکو احسان ہی باتو تمین لگا لیتا ہون

۱۱

پایا نہ میری آہ رسا نے اثر کہین
پھر کر بہت تلاش کیا اوسنے پر کہین

اوس بت کے دیکھنے کے لیے آرزو یہ ہے
حسرت بھری ملے ہین کوئی نظر کہین

ظاہر مین شام ہی سے کچھ آثار صبح کے
ایسی ہی ہو نہ وصل کی شب مختصر کہین

پلچک ہمین بچائین گے تیغ نگاہ کی
بن جائے چشم شوق کی پتلی سپر کہین

کچھ یاد آگیا ہے تو کرتا ہون یہ دعا
پیغام بھول جائے مرا نامہ بر کہین

باہر کیا ہے آپ سے کسکے خیال نے
ملتا نہین کسیکو مین ڈھونڈھے پر کہین

کھٹکا یہ شام ہی سے ہے ہمکو شب وصال
آنکھون مین رہ نجائے ہمارا سحر کہین

آئے ادا سے تیغ تبسم وہ کھینچکر
رونے مین ہنس نہ دے مرا زخم جگر کہین

سینہ اوٹھا کے آہ مین چلتے ہو ناز سے
دیکھو لپٹ نجائے کوئی دوڑ کر کہین

ہر وقت کی تڑپ او نہین لائے نہ قہر یہ
فتنہ کوئی اوٹھائے نہ درد جگر کہین

۱۷۱	احسان آج آتے ہین اٹھکھیلیوں سے وہ عشاق مر مٹین نہ اس انداز پر کہین	۱۵

بتادین کہ ہم تم سے کیا چاہتے ہین
تلافی جور و جفا چاہتے ہین

وفادار بنکر پہر بیٹھا چاہتے ہین
یہ خواہش ہی تو کیا برا چاہتے ہین

عدو کی محبت مین خوبی ہی کیا کیا
سنا دیجیے ہم سنا چاہتے ہین

ادھر دیکھ او شرمگین آنکھ والے
تری آنکھ سے ہم ملا چاہتے ہین

ذرا جان کو کوس لے او ستمگر
ترے منہ کی ہم بددعا چاہتے ہین

کسیکو ستائین کسیکو مٹائین
یہی تیرے ناز و ادا چاہتے ہین

سر بزم لینے دے رخ کی بلائین
برا کیا ترے مبتلا چاہتے ہین

مرے صبر و تسکین و آرام لیے لین
سنو کان رکھکر جو سننا ہی ہمکو
سنین ہمنے سب حضرت دل کی باتین
ضرور اسقدر پوچھ لینا تہا تجھکو
جہر دار کرتی ہین ترچھی نگاہین
کوئی اور بھی وار ہیو چلتے چلتے
مرے خانۂ دل مین یا تیلیون ہین

تمہارے ستم اور کیا چاہتے ہین
کہ نالے مرے کچھ کہا چاہتے ہین
طرفدار اونکے ہوا چاہتے ہین
ترے چاہنے والے کیا چاہتے ہین
سنبھل جائے دل ہم اوٹھا چاہتے ہین
مرے زخم تجھپر ہنسا چاہتے ہین
بتائین کہان وہ چھپا چاہتے ہین

۱۷۲

وہ سرگوشیون پر ہوئے ہین جبر راضی
ہم احسان بوسہ لیا چاہتے ہین

۱۱

دونون عالم کی ہی احسان سمائی دلمین
آئینہ رویون نے رکھی نہ صفائی دلمین
کچھ ادائین نہین کچھ انداز تھے اوسکے ہمراہ
حسرت کشتہ کی مٹی بھی تو کی ہمنے ہمراہ
حسرت وصل کو بیتاب کیے دیتا ہی
ضبط فریاد نے آفت مین ہمین ڈالدیا
پڑگئی یاس و تمنا مین عداوت کیسی
حسرت وصل کو بیتاب جو دیکھا ہمنے
اب عدو کو بھی وہ کہنے لگے اچھا اچھا
ہم ترے سوز محبت کا کرین کسے شکوہ

نظر آتی ہی ہمین ساری خدائی دلمین
دل کی حسرت نے بہت خاک اوڑائی دلمین
یاد کسکی شب غم دہوم سے آئی دلمین
دفن کرنے کے لیے قبر بنائی دلمین
رہگیا ہی جو ترا درد جدائی دلمین
رک گئے نالون نے بڑی دہوم مچائی دلمین
ضد سے رہتی ہی ہم روز لڑائی دلمین
یار کی جانہ بھی تصویر لگائی دلمین
آگئی میری طرف سے جو برائی دلمین
جل گئے کم بخت نے کیون آگ لگائی دلمین

۱۷۳	کھل گیا شوق بھری آنکھ سے پردہ احسان اونکی صورت نہ چھپی لاکھ چھپائی وطلبین	۱۱

دل ہی نہین ملتا تو وہ ملتے ہین گلے کیون
اے جگر و دل ترے تلوونکے تلے کیون
تن سے مرے اکدم مین جدا ہو گئی گردن
کچھ سایۂ دیوار نہین ہی ترا عاشق
دل لیکے ہمین یار نے پہلو مین بٹھایا
اچھا ہوا موت آگئی عاشق کو شب ہجر
غیر اچھے ہین آئندہ بھی اچھے ہی رہینگے
ہم خاک مین ملنے کو جو آبیٹھے ہین در پر
لو آہی گیا آج مرے ضبط پر الزام
نادان وہ ایسے ہین کہ آئے جو شب وصل

جب درد نہین کوئی کلیجے کو ملے کیون
پامال ہوئے جاتے ہین نازونکے پلے کیون
خنجر کو ہو افسوس کہ ہم تیغ چلے کیون
ای یار وہ در پہ سے کسیوقت ٹلے کیون
دشمن سے تو تو چھپے کوئی ہم اوسکو کھلے کیون
پروا ہی نہین کچھ تو کوئی ہاتھ ملے کیون
تم جنکو برا کہتے ہو وہ ہونگے بھلے کیون
کہتے ہین کوئی چال قیامت کی چلے کیون
کہتے ہین وہ آنکھونسے ترے اشک ڈھلے کیون
فرماتے ہین تم ہمکو لگاتے ہو گلے کیون

۱۷۴	روٹھے ہوئے بیٹھے ہین وہ محفل مین جو حسان تکرار ہوا اسبات کی دشمن سے جلے کیون	۱۲

نہ غم سے فرصت نہ دل کو راحت عجیب حال خراب مین ہون
خیال آتا ہی جب کسیکا تو بخت کہتا ہی خواب مین ہون
سمجھکے اقرار وصل اوسکو مین اور بھی اضطراب مین ہون
خبر جو قاصد نے دی یہ آکر کہا ہی خط کے جواب مین ہون
کہا ہی جو کچھ کہ واعظون نے سنا ہی کس نے جو وہ بتائے

مجھے تو یہ بھی نہین ہی کہ کب سے کیفِ شراب مین ہون

یہ اچپلاہٹ یہ چلبلاپن یہ ترچھی چتون یہ شوخ باتین

لڑکپن اونکا پکارتا ہی مین انتظارِ شباب مین ہون

بُرا ہوا ای شوقِ دید تیرا ہزارون وسواس آرہے ہین

کہین نہ کہدے وہ حشر مین بہی کہ جاؤ بیٹھو حجاب مین ہن

وہ پوچھنے آئے حالتِ دل تو ضبط ہی سے مین کام لیتا

بٹھہر ٹھہر کر بیان کرتا بہت بہت اضطراب مین ہون

وہ جائین تو محفلِ عدو مین نہین تو جامِ شراب نگین

دہان بہی کہدیگا دل کا جلنا کہ مین بہی شاملِ کباب مین ہون

رقیبِ کم بخت کیون گیا تھا تمہارے جوڑے کو جاکے کھولا

صبا سے سُن سُن کے حال سارا غضب مین ہون پیچ تاب مین ہون

کدہر ہی جنت کہان ہی دوزخ یہ کیا سناتے ہین مجکو واعظ

ابہی سے توبہ مری الٰہی چھڑادے ناحق عذاب مین ہون

خیال اوسکا جو دل مین بیٹھے وہ لاکھ ڈہونڈھے مگر نپائے

جو مجھ سے پوچھے تو خود یہ کہدے مین قلبِ حسرت مآب مین ہون

وہ بحرِ خوبی وہ جانِ عاشق جو محرم آبِ روان کی پہنے

پکار اوٹھے کیون نہ اوٹھتا جوبن کہ مین ہکانِ حباب مین ہون

یہ کیا قیامت ہی وصل کی شب مروت آنکھین کیرین تو کیونکر

نگاہ لڑتی نہین نگہ سے وہ کہتی ہی مین حجاب مین ہون

۱۷۵ — ۱۱

کسی سے احسان مین کہون کیون گزرتی ہی اپنی زندگی یون
جو آج شوقِ نماز مین ہون تو کل ہین شغلِ شراب مین ہون

ہمارے ساتھ تو تم کو پیار ہی کہ نہین
بتاؤ حسرتِ بوس و کنار ہی کہ نہین

سوائے غم نظر آتی نہین ہی صورتِ عیش
خوشی نصیب مین ای کردگار ہی کہ نہین

نشانِ قبر مٹاتے ہو تو ہو بتاتے جاؤ
مری طرح کوئی اب نامدار ہی کہ نہین

شرابِ عشق جو پی لی تھی دیکھ او بدمست
اوسی کا آنکھ مین ابتک خمار ہی کہ نہین

کبھی جو تیغِ ادا اوس نے سر جھکا ہی دیا
اجل رسیدہ ترا جان نثار ہی کہ نہین

ہمارے سامنے آؤ تو تجربہ ہو جائے
کہ عاشقونکی نگہ پردہ دار ہی کہ نہین

خموش ہو گئے کیون ہاتھ رکھکے سینے پر
بتاؤ تو مرا دل بیقرار ہی کہ نہین

یہ پوچھتے ہین وہ پیمانِ وصل سے پہلے
مری قسم کا تجھے اعتبار ہی کہ نہین

ہین منتظر کہ خبر ہو او نہین تو آ جائین
وہ بیخبر کہ مجھے انتظار ہی کہ نہین

مزے کی ہی یہ مئی لالفام ای زاہد
ذرا سی پی کے بتا خوشگوار ہی کہ نہین

۱۷۶ — ۱۲

وہ دل کو لیکے یہ کہتے ہین غیر سے احسان
اس آئینے مین ترا بھی غبار ہی کہ نہین

دو بدو راہ مین جس روز وہ ہو جاتے ہین
ہوش کی طرح مرے دلکو بھی کھو جاتے ہین

کوچۂ عشق مین گمراہ جو ہو جاتے ہین
ہم تجھے ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے کھو جاتے ہین

نام آور ہین وہی شوقِ شہادت والے
سر بکف کوچۂ سفاک مین جو جاتے ہین

ہم سے ملنے کا یہ رکھا ہی بتون نے انداز
کبھی چھپتے ہین کبھی سامنے ہو جاتے ہین

گھر سے آئے تھے فقط عرضِ تمنا کے لیے
آپ کیون ہمسے خفا ہوتے ہین لو جاتے ہین

کوچۂ یار بھی عجب جگہ ہے ایسی
سیر کر کے وہیں رہ جاتے ہیں جو جاتے ہیں

دشمن عیش بھی یوں نیند جوانی کی نہو
شام ہی سے ہر شب گھر آکے وہ سو جاتے ہیں

یوں تو کب ہوتا ہے غم اپنے شہیدوں کا انہیں
بیٹھکر بزم عزا میں کبھی رو جاتے ہیں

لطف شکوہ انکا شب وصل میں خوب آتا ہے
سیر ارمان طرفدار جو ہو جاتے ہیں

گم ہے عشق میں ہے منزل مقصد کی و لیلی
ڈھونڈھ لیتے ہیں وہی انکو جو کھو جاتے ہیں

پھر نہیں سکتے ترے کوچے میں ہم سے بد نصیب
بخت خفتہ کی طرح پاؤں بھی سو جاتے ہیں

جگر و دل کو کیا ہے دم رخصت ہمراہ
آنکھ کے ساتھ رفیق آنکھ کے دو جاتے ہیں

۱۷۷ | وہ مرے مرقد پہ آئے تو یہ بولے احسان
کیا یونہیں رات کئے جاگتے ہوئے سو جاتے ہیں | ۱۱

بیخودی مجھسے یہ کہتے ہیں انداز غضب ہیں
ان سحر بھری آنکھوں کے یہ ناز غضب ہیں

تڑپا گئے کچھ کھلے ترے ناز غضب ہیں
دم دیکے یہ عاشق کو یہ دمباز غضب ہیں

تاثیر جو کچھ نالہ و فریاد نے کی ہے
کہتے ہیں یہ دونوں ترے دمساز غضب ہیں

زندہ جو کیا ہمکو تری جنبش لب نے
بول اٹھی اجل حسن کے اعجاز غضب ہیں

دل چھینے لئے جاتی ہیں چھتون کی ادائیں
ہم جان گئے کچھ بھی انداز غضب ہیں

چھیڑا تجھے شوق نے پردے میں بھی ہم کو
کیوں دیکھ لیا ہمسے نظرباز غضب ہیں

کچھ کر لیتے ہی رہتے ہیں عدو میری برائی
یہ خانہ برانداز یہ غماز غضب ہیں

ہو لئے ہنو تم لاکھ دل زار کئے آگے
چھوڑوں تو یہ کہتی ہے مرے ناز غضب ہیں

منہ پھیر لیا ہے ہمیں پہلو میں بٹھا کر
یہ لطف ترے ای بت طناز غضب ہیں

کیا قہر ہے پھر دن کی طرح کھل گئے ہم پہ
جادو ترے ای چشم فسوں ساز غضب ہیں

۱۵	آرام و تحمل کو اوڑا لیگئین آنکھین احسان یہی خانہ بر انداز غضب ہین	۱۷۸

نالے مین شورِ آہ رسا مین اثر نہین — بیجا ہی پھر کہون مین کسیکو خبر نہین

جب پوچھتا ہون اے دلِ گم شدہ کا حال — ہنسنے پھیر کر وہ کہتے ہین ہم کو خبر نہین

یون ہنستے ہین دیکھکے وہ جوشِ اضطراب — گویا ہمارے سینے مین دردِ جگر نہین

پہلوئے غیر مین نہ بہت چھپکے بیٹھیے — محفل مین کوئی ڈھونڈھنے والی نظر نہین

اقرارِ وصل کا نکر نکلیگے کسی سے ذکر — اندیشہ آپ ہی کو ہی کیا ہمکو ڈر نہین

ہم ایسے بیقرار کہ دم بھر نہین قرار — تم ایسے بیخبر کہ ذرا بھی خبر نہین

نسبت دون طولِ روزِ قیامت سے اے فلک — ایسی شبِ فراق مری مختصر نہین

آئی شبِ فراق تو کہنے لگا فلک — لو آگئی وہ شام کہ جسکی سحر نہین

غیرون کا پائمال ہو کیون تیرا خاکسار — افتادہ مثلِ سایۂ دیوار و در نہین

اے دل شبِ فراق مین ہی جوشِ بیخودی — خیر تیری لو کیا ہمین اپنی خبر نہین

جب جوشِ اضطراب ہوا تھک کر گر پڑے — الفت کی پردہ دار مری چشمِ تر نہین

تقدیر کی ہی مجھکو شکایت نہ چرخ کی — فریاد خود مقر ہی کہ مجھمین اثر نہین

لکھوا کے لائے اونسے جوابِ خطِ نیاز — ایسا بھی ہوشیار کوئی نامہ بر نہین

کہتے ہین آسمان سے اوٹھا اوٹھکے گرد باد — عالم مین ہم سے خانہ بدوشون کا گھر نہین

۱۱	کہتے ہین آج دیکھکے وہ مجھکو بیقرار احسان کی طرح کوئی شوریدہ سر نہین	۱۷۹

اوٹھائی یار کی بیداد برسون — ستم ہوتے رہے ایجاد برسون

خدا حافظ تمہارا ہمصفیرو — یہ چھوڑے گا ہمین صیاد برسون
تمہین نے خاک اوڑوائی ہی ہمسے — تمہین کرتے رہے برباد برسون
گھڑی بھر تو ہنسو بولو شبِ وصل — کہ رویا ہی دلِ ناشاد برسون
ہماری سی نہ قسمت ہو کسیکی — نہ ٹھہرے قابلِ بیداد برسون
گرے ہین ضعف سے ہم ہر قدم پر — پڑی ہی عشق کی اُفتاد برسون
تمہارے لطف دور ذرہ کا کیا ہی ٹھکانا — رہے ہو تم ستم ایجاد برسون
شبِ وصل آگیے تم ٹھہرو نہ دم بھر — یہی صدمہ رہیگا یاد برسون
وہ نکلے دل سے تو یہ کہکے نکلے — نہوگا اب یہ گھر آباد برسون
مزے چکھے ہین ہمنے دردِ و غم کے — کیے ہین نالہ و فریاد برسون

۱۸۰	اسیرِ عشقِ جانان ہو اب احسان بہت پھرتے رہے آزاد برسون	۱۸۱

اثر کو شبِ ہجر ٹالے ہوئے ہین — مرے مدعی میرے نالے ہوئے ہین
دلِ غنچہ کیسے جو صدمے ہمکو دیدہ و — وہان سے تو آخر نکالے ہوئے ہین
ہوئین حسرتِ عشق مین اونسے باتین — وہ تصویر مین جان ڈالے ہوئے ہین
تو ہی ایفلک مجھکو اتنا بتادے — کہان تک رسائی نہ نالے ہوئے ہین
وہ ارمان ہمکو ملین پھر الٰہی — کئی بار کے جو نکالے ہوئے ہین
وہ اوٹھے تو چوٹی لپٹ کر یہ بولی — چلو ہم کمر کو سنبھالے ہوئے ہین
شبِ وصل ہاتھ اونکا ہی میرے دلپر — وہ مطلب کے پہلو نکالے ہوئے ہین
ادھر سے خوشامد اودھر سے لگاوٹ — ہم اون کو وہ ہمکو سنبھالے ہوئے ہین

جگاتی ہی شوخی تونکو رفتار اونکی
یہ فتنے قیامت کے پالے ہوئے ہین

ذرا اب سمجھ کے ہنوز ظلم کرنا
کہ عاشق خدا کے حوالے ہوئے ہین

نگاہین ہماری رکین گی نہ ہرگز
وہ کیون آنکھونمین آنکھین ڈالے ہوئے ہین

بڑہایا یہ تب غم کا جوشِ حرارت
اوبہر کر مرے داغ چھالے ہوئے ہین

کیا مضطرب مجھکو ضبطِ فغان نے
دل آزار تھم تھم کے نالے ہوئے ہین

١٨١	شبِ وصل احسان کہنا یہ اونکا بڑے آپ ارمان والے ہوئے ہین	١١

تیری نگہ کو ہم ناوکِ عنا دل سمجھے ہین
غنچہ جب کھلے تو شکستِ دل بسمل سمجھے ہین

سختیِ مرگ بہی آسان ہی انکے آگے
حضرت عشق کو ہم کونسی مشکل سمجھے ہین

غیرتِ شمعِ تجلی تو کہا کرتے ہین
اور کیا تجھکو ہم ای رونقِ محفل سمجھے ہین

حصۂ دولتِ دیدار مجھے بخشین تو
کاش آنکھون ہی کو وہ کاسۂ سائل سمجھے ہین

حسرتِ وصل کا یہ چھین نہ کسی سے حال
تیرے ارمان ہی کو شاہدِ عادل سمجھے ہین

محوِ اندازِ ستم مجھسے بہی ہونگے کوئی
وار اوچھا جو پڑے شوخیِ قاتل سمجھے ہین

اپنی محفل مین وہ بلوائین نہ مجھکو نہ سہی
یہ بھی کیا کم ہی نہ آنے ہی کے قابل سمجھے ہین

منزلِ عشق مین ایسی ہی ہین دلکی تلاش
ذرہ بہی راہ مین دیکھین تو اوسے دل سمجھے ہین

لذتِ زخمِ جگر سے نہ عدو ہون واقف
اس قدر سے کو کبھی سمجھے ہین بھی تو بسمل سمجھے ہین

کون مانع ہی وہ آجائین ٹھہرنے کے لیے
دل اونہین کا ہی اوسے اپنی ہی منزل سمجھے ہین

١٨٢	کوئی بہتر نہین صدمے جو اوٹھائے احسان اونسے کہدے کوئی وہ دلکو مرے دل سمجھے ہین	١١

جب وہ کچھ دل میں ٹھان لیتے ہین
تم جو کچھتے ہو غیرت سے سر پر ہم
مٹنے والے حضور کی باتین
کہا جاتا ہی وقتِ صبح وہ شوخ
شوخ وہ جالا ک ہی حسین بہت
چادرِ شامیانہ ہی مملّل
یہ پری رو بھی ہین غضب ظالم
شرح کیون غم ہو حیا شب وصل کی
زخم مین تیغ رکھکے تبلا دو
تلوے کانٹون نے کر دیے چھلنی

جاننے والے جان لیتے ہین
ہم اشارون سے جان لیتے ہین
جنبشِ لب سے جان لیتے ہین
ہم ترا امتحان لیتے ہین
دل لگی کر کے جان لیتے ہین
اوڑھ لیتے ہین تان لیتے ہین
گالیان دیکے جان لیتے ہین
سر جھکا کر وہ پان لیتے ہین
منہ مین کیون کر زبان لیتے ہین
جلنے سے ہم خاک چھان لیتے ہین

اُنکے دیتے نہین مجھے احسان
چٹکیان پاسبان لیتے ہین

۱۸۳ ۱۳

بتاؤن حضرتِ دل اوس ستمگر پر جو آتے ہین
مجھے آئینۂ حیرت بنا کر منہ چھپاتے ہین
تنہا ہو کر جو دل سے درد قصد اوٹھنے کا کرتا ہی
عدو کو کیا خدا کو بن جو اونپر دل لگی امیدین
جگر کی بیقراری جو تکیہ یاد لگی بیتابی
کوئی کرتا نہین ہم دل جلونکی دلدہی یارب
شبِ وصلِ عدو دل مضطر کو بہلاتا ہون یہ کہکر

کہ مرمٹتے ہین جو بگڑ کر جان سے کسطرح جاتے ہین
کوئی پوچھے تو اونسے سامنے کسوقت آتے ہین
خوشامد سے ہزارون منتون سے ہم بٹھاتے ہین
کسی کا کیا بگڑتا ہی ہم اپنا گھر لٹاتے ہین
یہان سینے مین مثلِ برق دونون تلملاتے ہین
تڑپتا ہان اگر دل لگی گاہ گاہ آنسو چھلاتے ہین
ٹھہر جا اب کوئی دم مین یہان وہ آئے جاتے ہین

حسینونکو دکہاکر عشق کہتا ہی خدا سمجھے
وہ بیتاب ہین تو حسرت کیطرح دلمین سماتے ہین

نہین یہ چھیڑ چھاڑ اے حسرت دل نزع مین اچھی
تجھلے نہی پڑی ہی جانسے ہم اپنی جاتے ہین

تپ غم کا بُرا ہو ہو گئے ہم ناتوان ایسے
کہ وہ لگتی بات بہی منہ تک بڑی مشکل سے آتے ہین

عدو کو ہو سوال بوسہ کی جرأت معاذ اللہ
تعجب ہی کہ آپ ایسونکو اپنے منہ لگاتے ہین

قیامت کا جو چال اوس شوخ سے عاشق نے پوچھا
ادا بولی یہی تو فتنۂ خفتہ جگاتے ہین

۱۸۴	خدا نے منزلت بخشی ہی وہ احسان مستون کو قدم ٹکتے ہین تاہم عرش پر جب لڑکھڑاتے ہین	۱۱

جلوۂ حسن نے کہا کر وہ پہرے جاتے ہین
مددای بیخبری ہوش مین ہم آتے ہین

یہ غرض ہی رہے عالم وہی نیرنگی کا
رنگ تصویر سے تصویر وہ کہنچواتے ہین

دونون جانب کشش عشق کی تاثیر تو ہو
یا ہمین جاتے ہین یا خود وہ ہمین بلواتے ہین

درد پہلو نہین اوٹھتا تو دل بسمل کو
ایکدم ٹھہر کے پہرون ہی تڑپ پاتے ہین

گہر ہو ویران ہجوم غم تنہائی کا
حوصلے خاطر مشتاق کے گہبراتے ہین

دشمن عیش ہین کمبخت مؤذن شب وصل
صبح ہونے نہین پاتی ہی کہ چلاتے ہین

پہر نہ کہنا کہ یہ شعر کا کوئی انداز نہین
خیر ہم آپکی محفل سے اوٹھے جاتے ہین

گرمی مہر سے کیون زرد ہین عارض اونکے
یہ بہی کیا پہول ہین جو دہوپ مین کمہلاتے ہین

کیا قیامت ہی ترے رنگ حنا کی شوخی
دیکھنے والونکے دل مفت لئے جاتے ہین

شدت ضعف تو دیکھو کہ ہمارے آنسو
تہک کے گر پڑتے ہین آنکہون تک آکر آتے ہین

۱۸۵	اونکو چاہا تو عبث ہوتے ہین طعنے احسان یہ کوئی آگ نہین غیر جو بہڑکاتے ہین	۱۵

غضب ہے آج پہلو غیر میں وہ تن کے بیٹھے ہیں
چھپاتے ہیں منہ مگر وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں
ادھر بھی چلتے چلتے دیکھتا جا او حیا والے
نظر بازی کا لپکا پڑ گیا میری طرح اونکو
ترے سمجھانے سے کس طرح ہم اوٹھینگے اے زاہد
حسینونکی یہ محفل ہے یہاں اہل نظر چپ بیٹھا
تری اوٹھتی جوانی نے دیے ہیں داغ لاکھوں کو
بڑے جھگڑے کی شب تھی وصلکی شب انقلاب دیکھا
یہاں آتے ہی یہ ڈھایا ستم صیاد و گلچین نے
وہ بہر فاتحہ آئے ہیں یا تیوری چڑہانے کو
خبر دی ہے یہ اندازِ نگہ نے وصلکی شب میں
نظر آتا نہیں اب دور پہلو میں کہ جو اوٹھے
مکانِ غیر کو رستے کے کانٹے دیکھکر جانا
ہمیں بزم عدو میں دیکھکر کہتا ہے یہ کوئی

مرے سر پر بگڑنے کے لیے کچھ ٹھن کے بیٹھے ہیں
نئے انداز کا پردہ ہے جو یون بن کے بیٹھے ہیں
کئی مشتاق محفل میں تری چن چن کے بیٹھے ہیں
کسی کو جھانکتے ہیں متصل چلمن کے بیٹھے ہیں
خدائی چھوڑ کر در پہ بت پر فن کے بیٹھے ہیں
بہت سے سننے والے نالۂ و شیون کے بیٹھے ہیں
ہزاروں نقش اس در پہ ترے جوبن کے بیٹھے ہیں
کبھی وہ تنکے اوٹھے ہیں کبھی دشمن کے بیٹھے ہیں
قفس میں سر لیے درد آزار گلشن کے بیٹھے ہیں
غضب آنکھیں دکھاتے سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں
وہ مجھسے اونٹھا ہی بگڑ نکلے جلبان کے بیٹھے ہیں
دہی تڑپا دے ہمکو تیر جس چتون کے بیٹھے ہیں
سپر رہ کھینچنے والے ترے دامن کے بیٹھے ہیں
یہاں بھی چاہنے والے ترے جوبن کے بیٹھے ہیں

۱۶۶

مقدر حسرتِ دیدار کا چمکا ہے قسمت سے
نگہ کے سامنے احسان وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

۱۳

کیا کہیں دلکو ہیں جن نخوت تمہاری آنکھیں
خون روتی ہیں محبت میں ہماری آنکھیں
ہمنے فتوحی کو بنایا ہے طرفدار اپنا

تم نہ تیر ہاؤ تو ہم چوم لیں پیاری آنکھیں
آئی جاتی ہیں غم گریہ و زاری آنکھیں
آج تو آنکھ بدل جائیں تمہاری آنکھیں

خالِ رخسار ترا پیشِ نظر ہی شبِ ہجر
کیا کرین مشغلۂ انجم شماری آنکھین

کیون نہ ہوتے متوجہ وہ بھری محفل مین
کام کرتی ہین ہزارون مین ہماری آنکھین

اپنے ہی حسن سے سفّاک بنے پھرتے ہو
ہوئے مژگان مین جو خنجر تو کٹاری آنکھین

وصل کی شب ہی مرے کے لیے پیالو و جام
صبح کو لطف دکھائینگی خماری آنکھین

شوقِ دیدار سلامت ہے تو ہوگا سب کچھ
جان پر لائینگی آفت کوئی ہماری آنکھین

اللہ اللہ یہ ترقی یہ فزاوانیٔ حسن
پھر گئین جلوۂ محبوب سے ساری آنکھین

کیا ستم ہی کہ عدو سے تو ملا کرتی ہین
میرے ہی سامنے جھکتی ہین تمہاری آنکھین

نگہِ شوق کے انداز بھی ہو جائین پسند
آنکھ سے آنکھ لگائین تمہی پیاری آنکھین

دھیان رہتا ہی ہمین نازبھری چتون کا
آجکل پھرتی ہین آنکھون مین تمہاری آنکھین

١٠٧

اوس نے احسان جو پہلو کو کیا ہی خالی
دل کے ہمراہ پھر آتی ہین ہماری آنکھین

١١

اثر آہِ رسا کے درد بنکر ہوتے جاتے ہین
مرے دل کی طرح کچھ وہ بھی مضطر ہو جاتے ہین

پھرا یا تھا جنھین وحشت جنون مین میری الفت نے
وہی دیوانے برگشتہ مقدر ہوتے جاتے ہین

کیا کرتے ہین وہ مشقِ ستم حسرت سے پھر دل پر
نگاہونکے کرشمے تیر و خنجر ہوتے جاتے ہین

لگاوٹ کر گئین آنکھین کسی کی حضرتِ دل سے
انہین پروا کون کہ یہ قابو سے باہر ہوتے جاتے ہین

شروعِ عشق مین کیا پوچھتے ہو جی سلگتا ہے
تمہاری گالیان کھانے کے خوگر ہوتے جاتے ہین

شبِ وصل آج لطفِ وصل مین ہم اور محوِ کیفیت
شکایت کے علاوہ دورِ ساغر ہوتے جاتے ہین

کوئی دیکھے تو آکر بندوبستِ کوچۂ جانان
نگہبانِ درِ دولت مقرر ہوتے جاتے ہین

دلِ بیتاب کو کھینچینگے وہ آہستہ آہستہ
جوانی کے نئے انداز دلبر ہوتے جاتے ہین

کدورت رکھکے مٹی مین ملایا ہی تو ہم کو
تمہارے لطف یہ کیا خاک پتھر ہوتے جاتے ہین

تمہین غیرونکی الفت ہی ہمین تمسے محبت ہی
کبھی کچھ بھی نہین ہم تم برابر ہوتے جاتے ہین

۱۸۸
ادہر سے جب کبھی جاتے ہین ملنے کو وہ دشمن سے
ہمارے پاس بھی احسان اکثر ہوتے جاتے ہین
۱۱

جلوے کبھی کبھی رخ زیبا کے دیکھلون
او نہ تم یہان مین وہین آ کے دیکھلون

کہتے ہین وہ کہ دل کی تڑپ کا نہین یقین
جبتک نہ اپنی آنکھ سے تڑپا کے دیکھلون

کیونکر سوا ہی وصل سے لذت فراق کی
کیا چاہتے ہو ہجر کا غم کھا کے دیکھلون

نالونکی بھی خبر او نہین ہوتی ہی یا نہین
اک دن شب فراق مین جلا کے دیکھلون

جاتے کہان ہو صبح شب وصل تم ابھی
ٹھہرو یہین آ یہ دلکو تو سمجھا کے دیکھلون

ظلمت کدے مین غور کا ہی عالم شب فراق
گھبرا رہا ہی دل کہ او نہین جا کے دیکھلون

کتنی تڑپ ہی دلکی کہانتک ہی ضبط درد
تڑپا کے اوسکو چاہتے ہون ٹھہرا کے دیکھلون

کیا دیکھنا ہی اونکو بتاتے نہین مجھے
کہتے ہین سیر بخت کو بہکا کے دیکھلون

تنہا ہون کوئی سمجھے اپنے خیال کو
دل کسطرح بہلتا ہی بہلا کے دیکھلون

اچھا نہ سامنا ہو نہ پورا ہو شوق دید
تصویر ہی کسی کی نہ کھنچوا کے دیکھلون

۱۸۹
احسان اتنی جان ہی وہ بھی ہی عشق مین
مرتا ہون مین کہ جیتا ہون سم کھا کے دیکھلون
۱۱

سنتے ہی عرض مطلب آنکھین نکالتے ہین
میرے سوال کو وہ غصے سے ٹالتے ہین

کچھ ایسے نرم دل ہین اوٹھیں وار تیر سے
آغوش آرزو مین حسرت کو پالتے ہین

خدمت سپرد کی ہی ساقی نے شیخ جی کو
جب دیکھو میکدے کے برتن کھنگالتے ہین

جوش شگفتگی ہی گلشن مین فصل گل کو
کم ہو سکیگی کیونکر اس دلکی بیقراری
کب کی ہی عجیب جوبنی کیسدن گلکیا ہی
دل کو جو میرے چھیڑا کہنے لگی یہ چتون
دل مین ہمارے آیا آنکھون ہی کا تصور
صبر و قرار دل کو لوٹا ستمگرون نے
ملتے ہو مدعی سے اچھی نہین یہ چالین

گل ہنس رہے ہین غنچے ٹوٹی اوچھالتے ہین
اوتنا ہی مضطرب ہی جتنا سمجھالتے ہین
تم ملتے ہو عدو سے ہم خاک ڈالتے ہین
ہم اپنی دل لگی کا پہلو نکالتے ہین
ہم ایسی تیلیون کو سانچے مین ڈہالتے ہین
عاشق کے گھر کو ظالم رہ رہ کے گہالتے ہین
جو ہمکو دیکھتے ہین وہ پی کو ٹالتے ہین

۱۷	نکلی ہین اونکے مُنہ سے احساں گالیان کچھ دیکھین تو آج کہکر کس پے وہ ڈہالتے ہین ۞	۱۹۰

ہم بغل تم ہو نہین سکتے تو کچھ حسرت نہین
کیون ڈرون کم بخت سے فتنہ ہی آفت نہین
بزم مین بیٹھا بھی رہنے دو نگہ کے سامنے
کیا ستم ہی چاند سا چہرہ رہے زیر نقاب
دور چشم یار ہو تا دور ساغر کیطرح
ہر جگہ مثل نظر آنکھون مین رکھیگی تجھے
ہمت ساقی کے آگے کچھ نہ زاہد کی چلی
ہائے وہ زلفون کا بکھرانا وہ جوڑا باندھنا
چٹکیان لینے کو بیٹھے ہین مرے دلکی طرف
دیکھلو وہ حضرت دل آپکے پہلو مین ہین

کیا نگاہ ناز کو بھی اوٹھنے کی طاقت نہین
تیرے گیسو کی بلا ہی یہ شب فرقت نہین
کیون نکلواتے ہو تم دشمن کی مین حسرت نہین
خود سمجھ دیکھو چھپا رکھنے کی یہ صورت نہین
آج ای ساقی تری محفل مین کیفیت نہین
تیرے آگے سے ہٹے ایسی ہی حیرت نہین
ہم بلالیے تھے تو کہتے تھے ہی حضرت نہین
کون کہتا ہی پریشانی کو جمعیت نہین
اور کہتے ہین ستانے کی ہمین عادت نہین
ہم نہ کہتے تھے کہ اس فی لعل لے کو حشمت نہین

سیر کا شوق ادہر طرف ہے ادہر دم غم دہر
تیوریون مین بل نہ آئین تو نہین تم بھی نہون
پرسش غم پر یہ اظہار تمنا کیسا برا
بول اوٹھے وہ مری تصویر کو بھی دیکھکر
دلمین وہ کس طرح آئین جمع ہین یہ ماشوق
توڑو نہ میری قسم ای ساقی پیمان شکن

جتنے وہ آزاد ہین اتنی مجھے فریادین ہین
ہمنے اک بوسے کی ضد کی یہ کوشش جتنی ہین
آپکی خاطر سے کہدیتا کوئی حسرت نہین
اور تمہارے چاہنے والے کی یہ صورت نہین
وائے ناکامی کہ اپنے گھر مین بھی تنہا نہین
شیخ کی توبہ نہین زناد کی نیت نہین

دل تو لیتے ہو تم احسان جنس وصل کو
ہم چکائے دیتے ہین سقہ کی شرکت نہین

کہنے دو مطلب کی باتین شکوہ بیجا نہین
صبح وصل اونسے دم رخصت یہ کہنا رہگیا
آئے ہین میری سیری پر تاسف کے لیے
حشر کے دن خود پکاراوٹھین گی جھنڈیین خونکی
تم نہ سنتے آرزوونکی تو کچھ پروا نہ تھی
ہچکیان آنے لگین جسدم ہمین ہنگام نزع
غیر کے کہنے سے ای ظالم جو ہوتے ہین ستم
وصلکی شب شام ہی سے کہتے ہین گھبرا کے وہ
اور کچھ طالب نہین ہم تجھسے ای رنج فراق
ضد کی صورت ہو گئی پیدا غضب یہ کیا کیا

غم بھر گئے سب بکھیرے ہین اتنی فریادین
رنگتین ہین کچھ تمنا ہین دل ناشاد مین
حصہ غیرون کا ہے مجمع خانہ صیاد مین
ہم شہادت کے لیے ہین زاہد جلاد مین
آرزو بنکر اثر رہتا مری فریاد مین
دل پکارا جان جائیگی کسیکی یاد مین
ہمکو کچھ لذت نہین ملتی تری بیداد مین
لاکھون ہی ارمان ہین تیرے دل ناشاد مین
خون دل ہو آنسوؤن مین ورنہ ہو فریاد مین
تم عدو کی یاد مین ہو ہم تمہاری یاد مین

پھر رگ دل کا لٹنا دیکھیے احسان تم

پژمردۂ رنجِ بیکسی ہون
سمجھو تو مین خاک آدمی ہون

حاسد نہ رقیب مدعی ہون
مرتا ہی جو غم سے مین وہی ہون

پرتو رخِ یار کا جو چمکا
بولا شبِ مہ کہ چاندنی ہون

انکار ہی کرتے ہو نہ اقرار
کہتے ہو کبھی نہین کبھی ہون

بہولے سے لیا تمہارا بوسہ
غصہ نکرو کہ آدمی ہون

مقتل مین ہے تیغِ ناز کا قول
مین خون کی چاٹ پر لگی ہون

چھپکا نہ رہونگا حشر کے دن
فریاد کرونگا مدعی ہون

اکدم نہین دردِ دل کو آرام
بیتاب نہ کیون گھڑی گھڑی ہون

رحم آہی گیا ستمگرون کو
مین شکر گزار بیکسی ہون

کہتا ہے یہ کم سنونکا چہرہ
آئینہ نہین ہون آرسی ہون

بیتاب کیا تھا ہان تمہین نے
دھمکاتے ہو کیا کہ مین وہی ہون

تیر سے پیسے جہان تک ہی جا خنجر
ہرچند غریب آدمی ہون

ملتے ہین نصیبِ غیر سے ہم
منت کشِ بختِ مدعی ہون

خواب آتا ہی جب کبھی شبِ ہجر
کہتا ہی خیالِ بیخودی ہون

۱۹۳ احسان ہی یہ فخر میرا
شاگردِ جلال لکھنوی ہون ۱۳

گشتۂ یاس ہوئے جو دو جگر و دل دونون
اب نہ تکلیف کرین خنجر و قاتل دونون

ظلم اوٹھاتے ہی رہے ہین گے جگر و دل دونون
کیا نہ ٹھہرین گے کبھی رحم کے قابل دونون

پرتو مہر ہی پرتو ترے رخساروں کا
میری نظروں میں ہیں رشک مہ کامل دونوں

دیکھیے غیر کو ملتا ہی کہ ہم پاتے ہیں
اونکے اک بوسۂ عارض کے ہیں سائل دونوں

کل سے جانے کو ہیں تیار قرار و آرام
آج ٹھہرے ہیں مرے گھر دل میں مشکل دونوں

کچھ خبر دل کی جگر کو نہ جگر کی دل کو
سچ تو یہ ہی کہ محبت میں ہیں غافل دونوں

آزمالو تم ادھر مجھکو ادھر دشمن کو
آپ کھل جائینگے تم پر حق و باطل دونوں

قابل دید ہوا انجام گدا و منعم
پائیں گے بعد فنا ایک سی منزل دونوں

وحشت قیس نے کچھ خاک اوڑائی ایسی
گرد میں چھپ ہی گئے ناقہ و محمل دونوں

یوں کبھی زاہد و واعظ نہ ہوئے ہم مشرب
جشن نوروز میں ہو جاتے ہیں شامل دونوں

رہگیا دل ترے کوچے میں ٹہر آئے ہیں آگے
کیا ہوئے ہیں متفرق سر منزل دونوں

ایسی کیا بات ہی جسکے لیے قاتل ہے کہیں
فیصلہ کر لیں ہم خنجر و بسمل دونوں

۱۹۴

مہر پر نور ہو یا ماہ دو ہفتہ احسان
مجھسے پوچھو تو نہیں اونکے مقابل دونوں

۱۹۵

دل دیکھ رہے ہیں کہ جگر دیکھ رہے ہیں
چتون ہی بتادے وہ کدھر دیکھ رہے ہیں

محفل میں رقیبوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
معلوم ہی ہمکو وہ جدھر دیکھ رہے ہیں

اس دل کو چرایا کبھی اوس دلکو اوڑایا
ہم شیوۂ دزدیدہ نظر دیکھ رہے ہیں

کھلجائے کسیطرح تو ہم گھر میں ہوں داخل
کچھ دور کھڑے یار کا در دیکھ رہے ہیں

مانگی نہ گئی شرم شب وصل سے رخصت
وہ میری طرف وقت سحر دیکھ رہے ہیں

مٹجائیگا وہ لوٹتے ہی لوٹتے اک دن
جس دل کی تڑپ کا وہ اثر دیکھ رہے ہیں

شاید نگہ ناز نے تاکا ہی نشانہ
کچھ دیر سے وہ سوے جگر دیکھ رہے ہیں

سفاک نہین تم یہ کوئی مان لے کیونکر
لے لین گے مرے دلکو بنا کر مجھے بیخود
بربادئ عاشق کو وہ سمجھے نہ کسی دن
کہتے ہین اسے ولولۂ جوشِ جوانی
ہو چہر لڑاتے نہین اوس شوخ سے آنکہین
ہم دلمین چہپا لین گے تم آو تو قریب آج
کیا بزمِ عدو مین لو نہین پہر جاتی ہین آنکہین

تلوار تو ہم زیبِ کمر دیکھ رہے ہین
وہ اپنے ہی مطلب سے ادہر دیکھ رہے ہین
مدت سے اوسے خاک بسر دیکھ رہے ہین
بے شرم نظر سے وہ ادہر دیکھ رہے ہین
ہم اپنی نگاہون کا اثر دیکھ رہے ہین
کیا ہونگے خبر غیر اگر دیکھ رہے ہین
بیٹھے ہین ادہر ہم وہ اودہر دیکھ رہے ہین

۱۹۵

احسان زمانہ کرم حق کا ہی محتاج
ہم سب کو یہان دستِ نگر دیکھ رہے ہین

۱۱

تم خفا ہو کے گہر کو جاتے کیون
دل نہ دیتے تو داغ پاتے کیون
سنگِ در ہی سے پہوڑتا تہا جو سر
دردِ دل ہی نے کی نہ کچھ تاثیر
بدگمانی نہو تو سمجھا دو
ہم اگر جانتے نہ ہوگی صلح
قبر تک لائی اونکو میری وفا
کچھ بہی تہا نوشتۂ تقدیر
نازداری مین اپنا مطلب تہا
پردے کے ساتھ پردہ داری ہے

یہ بتا دو کہ پہر نہ آتے کیون
غم کو چہاتی سے ہم لگاتے کیون
پہونکی قسمت کو آزماتے کیون
ورنہ پہلو مین وہ بٹہاتے کیون
روٹہتے تم تو ہم مناتے کیون
تم سے آنکہین کبہی لڑاتے کیون
وہ جنازے کے ساتھ آتے کیون
مین نہ مٹتا تو وہ مٹاتے کیون
دلکی باتین تمہین بتاتے کیون
تم جو کہلتے تو ہم چہپاتے کیون

کوئی مطلب کوئی غرض احسان
ہم کسیکے ستم اوٹھائے کیون

۱۹۶ — ۱۱

دوست اور کسکو ہم یار کے سوا کہین
شوق وصل کا پردہ دل سے اوٹھا دین کیا کہین
منہ دکھائینگے کسطرح سنا کب آوینگے
دلکی یہ تمنا ہے پیار ہو تو اتنا ہو
تیر یار آنیکا اب لہو نہ روئین ہم
خوبرو بکدر ہین کہتے ہین نہ آئینگے
یار کی حیاداری وصل مین نہ حارج ہو
ہین جو مضطرب دلکا پھر بھی سنبھالونگا
یار کی طرف اکدن ماندہ کہ بھیجین گے
آؤ یا نہ آؤ تم کسطرح یہ ممکن ہے

جان کو فدا کردین دلکو مبتلا رکھین
آرزو وہ بن جائین قبر مین ہم چھپا رکھین
کیا ہم اپنے جھگڑے کو حشر پر اوٹھا رکھین
دلربا نہ اوٹھنے دین پاس ہی بٹھا رکھین
میہمان کیسا طرح خون دل بچا رکھین
ایسی نا امیدی پر خاک آسرا رکھین
پہلے سے مناسب ہے آنکھ کو بچا رکھین
آپ اپنے پہلو سے غیر کو جدا رکھین
کام کی جو باتین ہین دلکو ہم بتا رکھین
نقش مدعا اپنا آپ ہم مٹا رکھین

دل کی بیقراری کو دیکھین وہ حسان اب
کبتک اسطرح تڑپین کبتک آسرا رکھین

۱۹۷ — ۱۳

دیا ہے یار کو دل عشق باز ہم بھی ہین
غرور ہے جو بتون کو یہ کہتے ہین مجھ سے
اشارے اونکی نگہ کے ہین سبق آمین سے
عدم کو جائینگے اکدن سر اہستی سے
مرا خدا ہے غرور ان بتون کا توڑیگا

کرینگے پیار کہ اپنے مجاز ہم بھی ہین
ترے خدا کی طرح بے نیاز ہم بھی ہین
تو ہی شریر نہین فتنہ ساز ہم بھی ہین
مسافر رہ دور و دراز ہم بھی ہین
کہ سب سے کہتے ہین بندہ نواز ہم بھی ہین

بنا ز مند رہے ہین فقط اوسی بت کے
مرے نصیب کو ٹھوکر لگا ئی ہی کس نے
یہ کبھی آئی ہو دل مین محبت جانان
وہ سمجھتے ہین دل عاشق ملکے چٹکی سے
جگہ دو شمع کی مانند اپنی محفل مین
عدو سے ملکے ادہر بھی تو پیار دیکھو
شب وصال مین بنکر بگڑ گئی تقدیر

تمام خلق سے اک بے نیاز ہم بھی ہین
وہ کچھ رہا ہی کہ اب سرفراز ہم بھی ہین
جو چھپ سکا نہ کسی سے وہ راز ہم بھی ہین
بڑے حسین بڑے دلنواز ہم بھی ہین
سمجھ لو قابل سوز و گداز ہم بھی ہین
امیدوار کرم ہائے ناز ہم بھی ہین
کھو گئے پہر بھی کبھی کارساز ہم بھی ہین

۱۹۸ گناہ پوچھے نہ جائینگے حشر مین احسانؔ
کہ خادم شہ بیکس نواز ہم بھی ہین ۱۵

دل و جگر ہی پڑے ہین بڑی تباہی مین
دل حزین بھی اگر رہ گیا گواہی مین
ہوئے ہین سیکڑون بسمل تو منتظر لاکھون
سکھا ئے ناز کے انداز اپنی چتون کو
شب فراق مین جھلا کے کیا صورت کیا
تمہاری آنکھ نے دشمن کو تو نہ تو چھپایا
خدا نے حشر مین لو چھپا علین گو کیا شیخ
کبھی سلوک نہ مانا یہ ہی خود مطلب
خدا سے حشر کے دن خاک چپ کی نہ ادا ملے
ہمارا اختر تقدیر کس طرح چمکے

غریب دیکھے تقدیر کی سیاہی مین
خلل پڑیگا دم حشر داد خواہی مین
وہ نوک ہی مرے قاتل کی کج کلاہی مین
ضرور چاہیے کچھ بانکپن سپاہی مین
چمک نہین مری تقدیر کی سیاہی مین
وہ کیون شریک ہوا اپنی تباہی مین
مزہ گناہ مین آیا کہ بیگناہی مین
تمام عمر رہے دل کی خیر خواہی مین
مرا سکوت رہا جاتا ہی گواہی مین
چھپا ہوا ہی شب ہجر کی سیاہی مین

بتو جہان مین کب کی قیامت آجاتی
تمہارے ورد نے کی ورنہ لگی جانہ ویرانی
اوتارنے کا کچھ ہول سے بھی ہلکا تہا
اوٹھائے ہاتھ جو مستون نے ابر گھر آیا

ہمین نے دیر لگائی ہی داد خواہی مین
تمہارے عشق نے ڈالا مجھے تباہی مین
خمار دور ہوا ایک ہی جماہی مین
کمی ہوئی نہ کبھی رحمت الٰہی مین

۱۹۹

بتون کے عشق کا انجام ہی برا احسان
تباہ کیا تھا یہ دل کو ہی ابتدا ہی مین

۱۱

قسمت نے کمی کی حسینا آہونکی رسائی مین
عاشق کی طرح عاجز عالم مین نہین پایا
غصے مین وہ کہہ جاتے کم بخت کہین مجکو
عاشق کو سمجھتے ہین کیا آپ نظر پایا
ہم کس سے کرین شکوہ خود کہتی ہی قسمت جب
آپس مین سمجھ لینگے ہم تم ہی جو کچھ ہوگا
ہم حرص سے طالب ہین کب روشنی مہ کے
لو وصف سنو ہمسے تم برق تجلّی کے
کین صلح کی باتین سب کر کے کئے ستمگر نے
بیتاب کچھ ایسا تھا سنتا ہی تھا میری

رو کے رہے ہم دلکو شب ہائے جدائی مین
مغرور نہین دیکھا اون بت سا خدائی مین
مطلب کے تھے سو پہلو اس ایک کہا ہی مین
نیلا سا جو اک ڈورا باندہا ہی کلائی مین
برسو لگا توقف ہی نالون کی رسائی مین
کچھ دخل نہ دے دشمن آنکھون کی لڑائی مین
تقدیر چمک جاتی شبہائے جدائی مین
چالاک بنو گے خود کیسے شتر بانی مین
تھوڑی سی کدورت بھی شامل ہی صفائی مین
سمجھا گئے وہ دلکو اک شوخ ادائی مین

۲۰۰

پہرتے ہین صدا کرتے اوس بت کی گلی مین ہم
شاہی کا مزہ پایا احسان گدائی مین

۱۵

تغیر آئی طبیعت یہ طبیعت کچھ نہین
ایسی چاہت کچھ نہین ایسی محبت کچھ نہین

عادتِ جور و ستم بالکل محبت کچھ نہیں
ہمنے دیکھا ان بتون مین فی الحقیقت کچھ نہیں

لاکھ دل ہون مین فدا کرنے کو تم پر مستعد
ایک بوسہ بھی نہ دو تم ایسی ہمت کچھ نہیں

کس سے یہ انداز بے لطفی کے سیکھے کیا ہوا
کہتی ہین آنکھین تری ہمکو مروت کچھ نہیں

کس لئے تکلیفین اوٹھائین کسنے رنج و غم سہے
اس اطاعت پر بھی کیون مجکو محبت کچھ نہیں

تربتین عشاق کی کہتی ہین کیا سُن لے فلک
فتنۂ رفتار کے آگے قیامت کچھ نہیں

قابلِ داد آپنے انصاف یہ اچھا کیا
غیر کے ارمان سب کچھ میری حسرت کچھ نہیں

میگسارانِ محبت اور ہی عالم مین ہین
آجکل زاہد سے بھی صاحب سلامت کچھ نہیں

ہائے کیون نکلا ہمارے مُنہ سے دشمن کا گلہ
کہدیا صاف اوس نے یہ تیری شکایت کچھ نہیں

میرے دل کا آئنہ دیکھو نہ میرے سامنے
بندہ پرور کی یہ مینے دیکھی عنایت کچھ نہیں

بیقراری ہی مین ہے کچھ لطف دردِ عشق کا
جو نہ دلمین چٹکیان لے وہ محبت کچھ نہیں

ایک بوسے کی عوض دیتا ہون اپنا دل حسین
ایسے اچھے مال کی سمجھو تو قیمت کچھ نہیں

ای عدو ناکام چکھی تلخکامی عشق کی
ہم نہ کہتے تھے کہ غم کھانے مین لذت کچھ نہیں

اوسکی باتین وصل مین ہوتی ہین ناکامی سے جب
پوچھتا ہون میں تو کہدیتی ہے قسمت کچھ نہیں

۲۰۱ | جس سے اپنی دل لگی تھی وہ ہوا ہم سے جدا
رنج کا ہی سامنا احسان راحت کچھ نہیں | ۱۱

لپٹے وہ ہمسے رنجشین سب دور ہو گئین
درخواستین وصال کی منظور ہو گئین

تقدیر حسرتون کی رہا جبتک اختیار
ہٹجانے پر فراق مین مجبور ہو گئین

دلکو جلاتی ہین ترے کانون کی بجلیان
گویا چمک کے صاعقۂ طور ہو گئین

اچھا ہوا چھپے مرے ظلمتکدے مین تم
لاکھون بلائین جمع تھین کافور ہو گئین

پایا ہمارے دل کو جو خدمتگذارِ حسن
اُنکی ادائین اور بھی مغرور ہو گئین

ہم خوب جانتے ہین فروغِ جمال کو
پریان تمہارے سامنے بے نور ہو گئین

کیون ہم نہ کہتے تھے تری آنکھین ہین پر فریب
چالاکیان نگاہ کی مشہور ہو گئین

کیا روزِ حشر جھومتا نکلا وہ مستِ ناز
حورین بھی دیکھ دیکھکے مسرور ہو گئین

نکلین نہ وصل مین بھی تمنائین وصل کی
آخر وہ حسرتِ دلِ مہجور ہو گئین

میرے سوالِ وصل پہ اتنا ہی غرور کیون
کیا شوخیان شباب مین کچھ دور ہو گئین

٢٠٢ — احسان جزو دل ہوئی ایسی تپِ فراق
سب حسرتین وصال کی رنجور ہو گئین — ١٣

شوقِ وصلِ دلربا جاتا نہین
ظلم تو یہ ہی کہا جاتا نہین

دلمین جب تم سے رہا جاتا نہین
پہر یہ کیون شوقِ حیا جاتا نہین

بیٹھکر پوچھو تو یہ تم سے کہون
ناتوانی سے اوٹھا جاتا نہین

یون تو تنہائی مین باتین ہین ہزار
اونکے منہ پر کچھ کہا جاتا نہین

کسقدر پُر درد ہی قصہ مرا
دیکھلو تمسے سُنا جاتا نہین

پیار سے چھیڑو تو پھر کچھ لطف ہو
بے ہنسی ہمسے ہنسا جاتا نہین

کہتی ہی یہ اُٹھتے جوبن کی نمود
ہمسے پردے مین چھپا جاتا نہین

وہ ستاتے ہین ستائین شوق سے
ایسی باتون مین لڑا جاتا نہین

عرضِ مطلب پہ ہی کٹتی ہی زبان
کیا بتائین کیا کہا جاتا نہین

تم ملو دشمن سے مین ناخوش نہون
اک بھی صدمہ سہا جاتا نہین

آج کیا غصہ ہی جو کہتے ہین وہ
خاک مین تجھسے ملا جاتا نہین

یوں ہمارا آسرا جاتا نہیں	نا امیدی ہو اگر دل کو تو ہو

۱۵	جو ستم کرتے ہیں اب احسان وہ کیا کہیں ہم کچھ کہا جاتا نہیں	۲۰۳

مضطرب کمبخت مطلب آشنا کہنے کو ہیں
تجھکو خود تیری جفائیں بیوفا کہنے کو ہیں
شوق سے فرمائیں جو کچھ دلربا کہنے کو ہیں
رازداری کا وہ مجھسے عہد کیوں لیتے ہیں آج
رنگ چہرہ کا بدلتا ہی جو وقتِ عرضِ حال
غیر کی محفل میں مجھکو دیکھکر بولا وہ شوخ
جب یہی ٹھہری ہی الفت میں تو پھر شکوہ ہی کیا
سامنے جانیکا موقع ڈھونڈھتے ہیں روزِ حشر
کچھ برے دلکی محبت کا نہیں ہی اعتبار
حضرتِ دل سے تو کر لیں مشورہ جلدی ہی کیا
شرم دے خالق مرنے والے کو میرے بخت کو
میرے جن کو ان کو سنکر گالیاں دیتے تھے تم
مطلب اپنا ادنسے کہدینگے یہ دہوکا دیکے آج
بیقراری اب جو بڑھ جائے تو کچھ پروا نہیں

وہ جو کچھ کہنے کو ہیں بالکل بجا کہنے کو ہیں
ہم وہ ہیں اچھا کہیں گے جو برا کہنے کو ہیں
اسقدر میں بھی کہونگا بخط کہنے کو ہیں
بس یہی تم مضمون میں اور کیا کہنے کو ہیں
ہم زبانِ حال سے اک ماجرا کہنے کو ہیں
کیا یہاں بھی آپ کوئی مدعا کہنے کو ہیں
میں برا سننے کو ہوں اور وہ برا کہنے کو ہیں
آج وہ اور ہیں خدا جانے وہ کیا کہنے کو ہیں
وہ اس آئینے کو صورت آشنا کہنے کو ہیں
بیوفا ہی ہے وہ جسکو بیوفا کہنے کو ہیں
وہ یہی دو ہیں جنہیں ہم نارسا کہنے کو ہیں
حضرتِ دل کچھ وہی روزِ جزا کہنے کو ہیں
آپ سن لیں ہم عدو کا مدعا کہنے کو ہیں
وہ ہے مر دل کی تڑپ پر مرحبا کہنے کو ہیں

۱۱	خوف رسوائی سے وہ احسان آئیں گے یہاں اسلیے ہم عشق اپنا جابجا کہنے کو ہیں	۲۰۴

نہ ہٹاؤ مجھے تم کو خفقانی ہوں میں
قدرتِ خالقِ عالم کی نشانی ہوں میں

یار کا دستِ تمنا نے او سہارا سینہ
خوبرویوں کے لیے عہدِ جوانی ہوں میں

پیلے تھوڑی سی تو خوش ہوگا بہت اے واعظ
مے یہ کہتی ہے کہ انگور کا پانی ہوں میں

تیری تصویر کو کھینچا ہے تصور نے مرے
اب تو یہ ناز ہے اوسکو بھی کہ مانی ہوں میں

نگہِ ناز سے اللہ بچائے رکھے
دل سے کہتی ہے تری دشمنِ جانی ہوں میں

داغ جو دلمیں او بھرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
نہ مٹونگا کبھی اک بت کی نشانی ہوں میں

مجھسے کہتا ہوا آیا ہے الفت کا خمار
نہ سمٹ جائیگی مجھسے سر کی گرانی ہوں میں

اوٹھتے جوبن کا اشارہ ہے ہمارے دل سے
دیکھ لو تم بخت کے آثارِ جوانی ہوں میں

تمکو ترکِ ستم و جور جو منظور نہیں
صاف کہتے نہیں کیوں ظلم کا بانی ہوں میں

شام ہی سے ہے شبِ وصل کا مجھپر یہ کرم
آج آرام سے سو رہ کہ سہانی ہوں میں

٢٠٥

عجز سے ہو گئی احسان بہت قدرِ سخن
اسلیے معترفِ ہیچمدانی ہوں میں

١٣

ایک ساتھ نہیں چھوڑتے ہتھیار بڑے ہیں
وہ میری برابر صفِ محشر میں کھڑے ہیں

باز آتے نہیں شر سے لڑاکا وہ بڑے ہیں
جب آنکھ نے کی صلح تو پھر لب سے لڑے ہیں

تم آؤ تو ہم اونکو شبِ وصل نکالیں
ارمان کئی خاطرِ مضطر میں پڑے ہیں

عشاق کی حسرت کوئی دیکھے تو سرِ بزم
آگے تری تصویر کے خاموش کھڑے ہیں

بیچاروں کو ملتے نہیں تسکین کے پہلو
دونوں جگر و دل ترے کمبخت بڑے ہیں

ہاتھ آگئے شاید دلِ خوں گشتہ کے ٹکڑے
دو پارۂ لعل اونکی انگوٹھی میں جڑے ہیں

پیاسا ہی تو آیا ہے شیخ ادہر آکہ پلا دیں
یہ مے کی سبو ہے نہیں پانی کے گھڑے ہیں

کشتون کو دیا اپنے ہی کوچے مین ٹھکانا
رہنے نہین ملتا کہ جو در تک ہو رسائی
وہ ہجر کی شب آکے یہ ہمکا گئے مجھکو
مشتاق خلش ہاے محبت خبر نہین
ہو جھوڑ دیا جب تجھے الزام تغافل

مقتول جفا یار کے جنت مین گڑے ہین
ٹلتے نہین فتنے تیرے کوچے مین اڑے ہین
فریاد نکر ہم ستم ایجاد بڑے ہین
کس شوق سے کانٹے مرے تلوؤن مین گڑے ہین
بیمار ترا اپنی طبیعت سے لڑے ہین

۲۰۶	احسان ہی افتادگی عشق کا احسان کس شوق سے ہم کوچۂ قاتل مین پڑے ہین	۱۳

ہمارے سر کو وہ ٹھوکر لگائے جاتے ہین
خبر ملی ہی جو ہمکو وہ آئے جاتے ہین
خدا کے سامنے جانے کا وقت آپہونچا
جگر کا درد جدائی کا رنج دل کی تڑپ
شب وصال ہین تا صبح دیکھیے کیا ہو
ملا یا خاک مین جو دل کہین ملا اونکو
نہ جائین یار کی محفل مین ہم تو خم کیا ہو
ہزاروں داغ دیے ہین دل ستمکش کو
یقین ہی نہین اونکو مری تباہی کا
سمان یہ دید کے قابل ہی وقت رخصت کا
اب آج حضرت واعظ کو گھیر لو دوستو
دل و جگر سے ملا دیکھ طبیعت یار

بڑے نصیب مقدر کے پائے جاتے ہین
کچھ اور حوصلے دل کے بڑہائے جاتے ہین
مگر وہ مجھکو ابھی تک ستائے جاتے ہین
کوئی سنے نہ سنے ہم سنائے جاتے ہین
وہ روٹھتے ہین ہم اونکو منائے جاتے ہین
بیٹھے ہوؤن کو ٹھکانے لگائے جاتے ہین
ستم تو یہ ہی ٹھکرا کے اوٹھائے جاتے ہین
وہ اپنے ظلم سے سکے بٹھائے جاتے ہین
صحیحے بگاڑ کے باتین بنائے جاتے ہین
کہ صبح وصل وہ آنکھین جھکائے جاتے ہین
وہ کیا بغل مین صراحی دبائے جاتے ہین
غریب خاک مین تا حق ملائے جاتے ہین

۲۰۷

ملے ہین راہ مین احسان پوچھ پوچھ کر
کہان کو آج وہ دامن اوٹھائے جاتے ہین

۱۱

یار نے تیغ جفا سے جو قلم کی گردن
کچھ اسی کام مین آنے کے لیے تھی گردن

وصل کی شب مین ٹہی اونکی خجالت ایسی
ہمنے جب آنکھ ملائی تو جھکائی گردن

ورق گل سے ہین نازک لب رنگین تیرے
اور چہرہ ہی کتابی تو بیاضی گردن

محفل مے مین جو وہ مست ادا آ بیٹھا
شرم سے پھر نہ صراحی نے اوٹھائی گردن

ڈالدین ہم نے سر بزم گلے مین بانہین
پیار کی معلوم ہوئی ہمکو جو اونکی گردن

ہمنے قاتل سے بھی کس وقت لڑائین آنکھین
ذبح ہوتے تجھے تہ تیغ ستم تھی گردن

دیکھتے ہی ہمین ہم گردن مینا کی طرف
پھر رہی ہی جو نگاہ ہو تمھین وہ اونچی گردن

لینے والا ہون لپٹ کر مین وہین کا بوسہ
آج وہ منہ سے نہ کچھ کہتے نہ ہلتی گردن

تم نہ آئے کبھی بالین مریض غم پر
ورنہ یون تکیہ سے ہر بار نہ ڈھلتی گردن

ہم سے مستون سے پوچھے تری تعریف کوئی
آنکھ اگر ساغر مے ہی تو صراحی گردن

۲۰۸

چٹک گیا آج مری زیست کا جھگڑا احسان
للہ الحمد کہ قاتل نے اوڑا دی گردن

۱۱

دل جسنے دیا تمکو وہ نادان ہمین ہین
مجبور بلا دوست پشیمان ہمین ہین

اوس بت کی محبت مین ہی ہو گئے کافر
کہنے کے لیے ایک مسلمان ہمین ہین

جی چاہتا ہی چوم لون تعظیم سے اوٹھا کر
چہرہ جو ترا کہتا ہی قرآن ہمین ہین

کس نے یہ کہا تم سے کہ بکھرا دو نہ زلفین
آشفتہ نہ ہو تم کہ پریشان ہمین ہین

کہتی ہین تمنائین نکلکر شب وعدہ
جو دل مین پھر آئین گے وہ ارمان ہمین ہین

خاموش کھڑے ہوتے ہین اوس شوخ کے آگے
آئینۂ رخسار کے حیران ہمین ہین

اندوہ و غم و یاس کو اب تم لمین جگہہ دو
آئے ہین یہ کہکر ترے مہمان ہمین ہین

کہتے ہین وہ در چھوڑ کے تم گھر مین نہ آنا
معلوم یہ ہوتا ہی کہ دربان ہمین ہین

بیداد کے قابل بھی نہ ٹھہرائے گئے ہم
کرتے ہین وہ ظلم اور پشیمان ہمین ہین

وہ کس کی خبر پا کے نکل آئے ہین گھر سے
دشمن تو ابھی زندہ ہی بیجان ہمین ہین

۲۰۹ تم جسکی طبیعت کی کیا کرتے ہو تعریف
لو دیکھلو اب آج وہ احسان ہمین ہین ۱۴۳

ہوا ہون آپ سے باہر نگاہ اوّل مین
یہی ادا ہی غضب کی تمہاری چھل بل مین

دعائین کرتا ہون یارب نہ کھلکے گرنے پائے
کسی نے باندہ لیا ہی جو دلکو آنچل مین

ہوا پسند انہین بھی ہوا و بانہ شوق
جلا دیا تھا دل سوختہ جو کاجل مین

مٹانے جاتے ہین جب وہ کسیکی تربت کو
پکارتے ہین یہ فتنے کہ ہم ہین جہاگل مین

شہید ناز ہون اوٹھونگا جو بجگان قم خشم
بھلے کو دفن کیا دوستون نے مقتل مین

جنون قیس زمانے سے کیا نرالا تھا
کہو تو بیٹھ رہین ہم بھی جا کے جنگل مین

یہ آرزو ہی کہ نکلین جو بل مقدر کے
رہین وہ جا کے ترے گیسوے مسلسل مین

دل رقیب کا پورا یقین ہی ہم کو
یہ کیا بندھا ہی تمہارے گلے کی ہیکل مین

وہان کے جھگڑے ہین جتنے نہین نہ طی ہو جائین
سنین گے کسکی وہ روز جزا کی ہلچل مین

اولجھ گئے مرے دامن سے دشت کے کانٹے
قدم اوٹھاتے ہی روکا گیا ہون جنگل مین

قیام دختر رز کی جگہہ خراب نہ ہو
ہمارے دل مین چھپے یا رہے وہ بوتل مین

عدو کو تم کہو اچھا مگر یہی نہ کہو
محل عذر نہین تجکو قول فیصل مین

بہار لوٹ پڑی یار کی جوانی پر | بڑے مزے کی ہی اک لونڈی اوٹھتی کونپل ہین

۲۱۰

علاج خوب کیا درد سر کا ای احسان
عرق جبین صنم کا ملا کے صندل ہین

۱۱

گہر مین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین
خوش نصیبی مرے ارمانون کی
ایک بوسے کو ترے آ گئے ہم
مین لینے کی ہی جو کمر کی تعریف
بزم جانان مین طبیعت کی طرح
بار بار اوٹھتے ہین وہ جانے کو
بیقراری کا اوٹہایا ہی مزہ
بہرے کہان وہین جلوہ رخ کا
کیا مرے پہول کہین سونگھ لیے
ہنسے کہینچی ہین شرربار ا ہین

دور شرمائے ہوئے بیٹھے ہین
دل مین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین
کیا ہی للچائے ہوئے بیٹھے ہین
آج بل کہائے ہوئے بیٹھے ہین
آج ہم آئے ہوئے بیٹھے ہین
ایسے گہبرائے ہوئے بیٹھے ہین
دل کو ترسائے ہوئے بیٹھے ہین
ہوش مین آئے ہوئے بیٹھے ہین
کیون وہ کمہلائے ہوئے بیٹھے ہین
آگ بہڑکائے ہوئے بیٹھے ہین

۲۱۱

اونکی محفل سے اوٹھو اب احسان
مدعی آئے ہوئے بیٹھے ہین

۱۱

کہتے ہین مجہسے وہ تجہسے شیدا ہی کہو کہین
جلوہ جو کہائے ارنی گو ہین سیکڑون
ذکر عدو کو چہیڑ کے سنو ائین گلے لیا ان
ایفائے وعدہ اونسے جو ہوتا نہین ہو

جیسا ترا خیال ہی ویسا ہی کہین نہین
تخصیص کیا ہی حضرت موسی ہی کچھ نہین
موقع نہ ہو تو حال ہم اپنا ہی کہین نہین
میرے سوال وصل پہ اچہا ہی کہین نہین

ممکن ہے دردِ عشق ہو یا صدمۂ فراق
بسمل کیا ہے یار نے تبسم نے لاکھ بار
گویا کہ سب سے ہے ایک زیادہ جہان مین
اے دل تو یار کا بھی طرفدار ہے اگر
کیا دیکھنا ہے ہاتھ مین کوئی گھبرا کے بھی تمہین
بلوا کے مدعی کو کبھی پوچھ لیجیے

دل کی تڑپ کو جوشِ تمنا ہی کیون کہین
جان بخش بھی ہین لب تو مسیحا ہی کیون کہین
لیکن کسی حسین کو تجھسا ہی کیون کہین
پھر بار بار ہم تجھے اپنا ہی کیون کہین
حیرت زدہ کو محوِ تماشا ہی کیون کہین
خود اپنا حال آپکے شیدا ہی کیون کہین

۲۱۲

احسان اپنے اچھے خطاب اور بھی ہین
وہ مجھکو نامراد کہ رسوا ہی کیون کہین

۱۵

انگڑاتے جھومتے جسوقت حضور آتے ہین
ہاتھ باندھے ہوئے ہم تیرے حضور آتے ہین
چھپ رہنا کہین موسیٰ کو دکھا کر جلوہ
خاک اوڑانا ہی تڑپنا ہی لہو رونا ہی
اور کیا کام ترے کوچے مین جانبازونکا
کوئی زاہد یہ کہدے کہ سمجھکر بخشے
دیکھ بربادیِ عاشق کی یہی ہے صورت
واہ کیا غیر کی تعریف سنائی ہم کو
کیون ہوئی مجمعِ زہاد کو ساقی کی تلاش
دیکھنا چاہتے ہین جب مری تنہائی کو
مجھسے خلوت مین بھی رہتی ہے یہ تکرار انکی

نشۂ معشوق کے آنکھون مین سرور آتے ہین
دیکھ یون معترفِ جرم و قصور آتے ہین
ہم بھی اے برقِ تجلی سرِ طور آتے ہین
روز در پیش ہمین ایسے امور آتے ہین
جان دینے کو تری جان سے دور آتے ہین
کبریائی کے مرے بت کو غرور آتے ہین
خاک اوڑاتے ہوئے ہم تیرے حضور آتے ہین
ایسے ہی آپکی محفل مین غیور آتے ہین
سوئے میخانہ کہان طالبِ حور آتے ہین
دو گھڑی کیلیے پھر تو وہ ضرور آتے ہین
کیا سمجھکر تری نیت مین فتور آتے ہین

بادہ خواران محبت کا خدا ہی ساقی — خلد سے ساغر صہبائے طہور آتے ہین
کس قدر مجھکو قفس مین ہی اسیری کا ملال — پوچھنے کے لیئے گلشن سے ہوا آتے ہین
کیا خریدار شب وصل کی ہی کیفیت — لب پہ پیئے شام ہی سے مجھکو سرور آتے ہین

۱۵	یہ نصیحت فلک پیر کی سن کبھی احسان خاک ہو جائین گے وہ جن کو غرور آتے ہین	۲۱۳

وہ آنکھ جھکا لے تو نہین بیباک بہت ہین — دل ہی کو اوڑا لیتے ہین چالاک بہت ہین
تم کچھ بھی نہ افسوس کرو دل کی تڑپ پر — رونے کے لیے دیدہ نمناک بہت ہین
ہم تا ملک عدم مین بھی رہینگے نہ اکیلے — سنتے ہین کہ مدفون تہ خاک بہت ہین
مطلب وہ سمجھ لین گے مرے حال کو سنکر — مشہور یہی صاحب ادراک بہت ہین
گردش ہی مین رہتے ہین ترے چاہنے والے — الفت کے ستائے تہ افلاک بہت ہین
آجاؤ شب وعدہ نہ گھبراؤ تم اتنا — دو چار ہی ارمان ہین کیا خاک بہت ہین
کوشش کرین ہم دل کے بچانیکی کہان تک — یہ شوخ ادائین تری چالاک بہت ہین
دیوانہ بنا رکھا ہی گیسو کی بلا نے — شانے کی طرح خلق مین صد چاک بہت ہین
کچھ کہتے نہین سنتے ہین جب عرض تمنا — ہمکو یہ خبر تھی کہ وہ بیباک بہت ہین
ہم جان گئے ہین دل بسمل کی تڑپ سے — ای شوخ نگاہین تری سفاک بہت ہین
خالق سے دعا کر کہ سلامت رہین معشوق — غم تیرے لیے ای دل غمناک بہت ہین
ظالم کی لگاوٹ کو وہ سمجھے نہ ابھی تک — دونون جگر و دل مرے کاواک بہت ہین
تو مجھکو ستاتی ہی زمانہ کی طرح کیون — مٹنے کو تو ای گردش افلاک بہت ہین
اب دل ہی سلامت نہ رہیگا نہ جگر ہی — صدمے تری فرقت کے خطرناک بہت ہین

٢١٤ | ١٣

احسان حسینون سے زمانہ نہین خالی
کشتہ ہی جو ہونا ہی تو سفاک بہت ہین

اِسکی ہی حسرتِ وصال ہمین — آرزو کہتی ہی نکال ہمین
تارے گنتے ہی کٹتی ہی شب ہجر — خواب کا ہی نہین خیال ہمین
اوٹھ گئے یہ ضعف کا ہی سلوک — بولنے کی نہین مجال ہمین
سخت ناشاد ہی تجھی دشمن — کچھ تمھین سے نہین ملال ہمین
ناتوانی سے اِسی نگاہِ صنم — گرنے والے ہین تم سنبھال ہمین
آج بیٹھو لگا کے کان زرا — تم سے کہنا ہی اپنا حال ہمین
اوسکی ٹھوکر جلائیگی کیونکہ — نکیا جس نے پائمال ہمین
نیم بسمل نہ چھوڑا ہی قاتل — ایک ہی دم سے مار ڈال ہمین
دل لگی کا ہی نتیجہ تھا — غصہ ہی اونکو انفعال ہمین
پیار سے تم لپٹ گئے کیا خوب — ملگئی لذت وصال ہمین
آنکھ نے والا ہی اسطرف کوئی — آج بہی ہی کچھ احتمال ہمین
خالِ عارض کے سامنے ہے — نظر آتے ہین خال خال ہمین

٢١٥ | ١٧

نہین آتا کوئی ہنر احسان
بیکمالی مین ہی کمال ہمین

اہلِ زمین مین شور ہمارے فغان کے ہین — جلا اُٹھتے ہین ستارے ہوئے آسمان کے ہین
تیور تمہارے آج نہایت ہی بانکے ہین — نکلے ہوئے ستور کے ارادے کہان کے ہین
منہ پہیر کر کہین گئے یہ سوزِ نہان کا حال — واقف ہمارے درد سے چہالے زبان کے ہین

کہتے ہین مدعی سے سُنا کچھ تو ہی ہین — مشتاق اسقدر رہ مری داستان کے ہین

برہم ہوے جو آپ سوالِ وصال پر — ایسے بہت قصور ہماری زبان کے ہین

آئے نہ سمجھ مین جنّت و دوزخ کا ذکر کیا — واعظ ہمین بتائے جب گئے کہان کے ہین

گھر بیٹھے کی ہے سیر دو عالم ہزار ہا — نقشے ہمارے دل ہی مین دونون جہان کے ہین

تم اور ہم سے رنجکے بیٹھو شبِ وصال — شیوے یہ سب سکھائے ہوئے آسمان کے ہین

چھوٹی قسم کا نام نہ لو یو جیتے ہین ہم — سچے ہی کوئی قول تمہاری زبان کے ہین

آؤن مین قتلگاہ مین یا جلوہ گاہ مین — اے یار دو مقام یہی امتحان کے ہین

ڈرتے نہین فلک سے بلائین ہزار آئین — ہم رہنے والے کوچۂ زلفِ بتان کے ہین

پہلو سے دل نکل کے بچا ابھی کہین — پہلے بتا دے ہمکو ارادے کہان کے ہین

بھیجے ہمارے پاس تم اپنے خیال کو — ہم مدعی تلافیِ دردِ نہان کے ہین

اوٹھکر ہزار بار گلہ کر دیا ہے یار پر — اس ضعف مین یہ حوصلے مجھ ناتوان کے ہین

چالین فلک کی تھین کہان ای حرام تم — فتنے ترے ضرور شریکِ آسمان کے ہین

سینہ چھپا کے شرم سے خلوت مین بیٹھنا — تیرے مزاج مین یہ تکلف کہان کے ہین

احسان جنکو بادۂ الفت کا ہے سرور
کچھ دل سے معتقد وہی پیرِ مغان کے ہین

۲۱۶ — ## ردیف واؤ — ۲۱

شرکتِ بزم کی ہو لاکھ اجازت ہمکو — دل یہ کہتا ہے نکلوائیگی حسرت ہمکو

بندھ گئی آس پھر سُنکر دمِ رخصت ہمکو — پھر بھی آئین گے اگر ہو گئی فرصت ہمکو

ای فلک تجھسے نہین اور تمنا کوئی
لاکھ حور و تمین تمہین حشر مین پہچان گئے
نگہ شوق نے کیا کیا نہ اوٹہائے شب وصل
یار سے لطف و کرم کا ہی نہین کوئی حساب
اک نہ اک رنج دیے جاتا ہی ہر روز فلک
رنگ محفل وہ جماتے کہ اوٹھاتا نہ کبھی
دم آخر کسطرح کیا کوئی ہچکی آئی
دے چلے ہم وہی دل شوق بھرا تہا جسمین
اب کبھی بخت عدو دیدہ کرین گے قربان
بیخودی مین نہین امید کہ یاد آئے کوئی
جمع ہو لیے ہین جو میخانے مین پینے والے
نزع کا وقت ہی جاتے ہو کہان ٹہیر تو لو
وصل مین اوسنے مرے دل لینے کے ہو ہی لیا
کیا ہی بیچین کیا خواب مین جہلکی لیکر
تیری ٹھوکر سے ہی رفتار تری اٹہیلی
فاتحہ تم سے پڑہا جائے نہین ہے یقین
ضعف سے راہ طلب مین گرے ہین تھک کر
شام سے چرخ کی کرتے ہین جو شکایت شب ہجر

دیدے اک شب کیلیے غیر کی قسمت ہمکو
بھولنے کی نہین یہ نور کی صورت ہمکو
نہوئی آنکھ ملانے کی اجازت ہمکو
سیکڑون کا لیا ہی عجز ہی مین عنایت ہمکو
ہو نہ جائے کہین غم کہانیکی عادت ہمکو
تم نے آنے نہ دیا شکل طبیعت ہمکو
دل مین بیٹھی ہوئی روتی ہی جو حسرت ہمکو
دیکہلو اتنی ہی آنکہون کی مروت ہمکو
چھوڑتے کہا ہی اداؤن نے سلامت ہمکو
جب ٹھوکے بھی نہ دو وصلکی حسرت ہمکو
یاد آجاتی ہی زہاد کی صحبت ہمکو
آنکھ سے آنکھ ملانے دو بحسرت ہمکو
مان لین گے جو اوبھار لگی طبیعت ہمکو
سونے دیتا نہین وہ دشمن راحت ہمکو
کچھ انہین مین نظر آئی تھی قیامت ہمکو
ہائے ناشاد ہی کہنا سر تربت ہمکو
شوق نے تڑپکے اوٹہایا ہی بدقت ہمکو
اثر آہ و فغان کی ہی ضرورت ہمکو

نگہ شوخ ہو یا نازِ تبسم احسان

۲۱۷	انہیں دونوں سے زیادہ ہے محبت ہم کو	۱۴

کیوں کہیں ہا ہم کوئی تازہ ستم ایجاد کرو
یہ میں کہتا ہیں تم غیر کو ناشاد کرو
دل مرا ایک حسینوں کی جفائیں لاکھوں
بند ہے دل میں اک ارمان نکالو اوسکو
پرستش حال سے انداز تغافل اچھا
ہم سے کیا پوچھتے ہو کون سا کام اچھا ہے
جی میں کیا سوچ رہے ہو مرے تربت آکر
کیا گلہ کیجیے ایسے بت بے پروا کا
دیکھنا ہے یہ ہمیں سیکھا ہے تمنے کیا کیا
شرع میں آج عبادت کہے جاتا وہ بھی
کیوں یہ کہتے ہو کہ کل گنتے کیا عدد وصل کی
سختی شرع کی تکلیف سے غش آتا ہے
بلبلو لطف اوٹھاتا ہے جو فصل گل کا

مشورہ جس کا فلک سے دو وہی بیداد کرو
مجھکو بھی لطف ملے لطف سے بیداد کرو
اور تاکید یہ ہے پوچھ کے فریاد کرو
ہم جسے قید کریں تم اوسے آزاد کرو
بھول جانیکے لیے تم نہ مجھے یاد کرو
ستم ایجاد بنے ہو ستم ایجاد کرو
جس طرح چاہو مری خاک کو برباد کرو
جو یہ کہتا ہو خدا سے مری فریاد کرو
لو قیسوں کی تباہی ہوئی بیداد کرو
کہنے آئے ہیں کہ ہم ان کو خدا یاد کرو
میری تکرار ہے کیا یاد کرو یاد کرو
ہچکیاں ہے کوئی آجائیں جو تم یاد کرو
ہے تجھے فکر گرفتاری صیاد کرو

۲۱۸	آپ مہمان ہوا وہ بت کافر احسان گھر میں بیٹھے ہوئے اب عیش خداداد کرو	۱۵

دل سے ملے کہ آنکھ سے وہ بے حجاب ہو
مست شراب عشق ہو ل خون ہو جگر
غنچے میں بھی ہا ہے تمہارے کرم کی شان

مطلب تو ایک ہی ہے کوئی کامیاب ہو
وہ بھی خراب ہو گیا یہ بھی خراب ہو
تخیر و نکے بدلے آج مجھی پر عتاب ہو

ای آسمان صدمۂ غربت نہ دے مجھے
مٹی مری اوسکی گلی مین خراب ہو

آیا ہی دیکھنے کو تماشا وہ شوخ چشم
یارب ٹھہر ٹھہر کے مجھے اضطراب ہو

کتنے ستم تمہارے ہین کتنا ہمارا صبر
آج آؤ گھر ہمارے تمہارے حساب ہو

وعدہ کیا ہی یار نے آنے کا میرے گھر
مہمان آج آنکھونمین شب بھر نہ خواب ہو

پہلو سے میرے اوٹھکے نہ ہین کہین وہ گیا او
ای آسمان اب نہ کوئی انقلاب ہو

پیدا ہوا ہی دلمین مرے درد آرزو
ایسا نہو یہی سبب اضطراب ہو

کہتے ہین ہاتھ اوٹھا کے یہ طالب صفا لکے
ناکامیونکے ساتھ عدو کامیاب ہو

دلکو طریق عشق مین سمجھا رہے ہین ہم
کم بخت مانتا نہین جائے خراب ہو

مدت کے بعد جلوہ گہہ دل مین آئے تم
اتنو زرا خدا کے لیے حجاب ہو

تسکین کون دے دل مضطر کو ہجر مین
امید تھی اگر نہ دم اضطراب ہو

جب وصل مین تو لطف ہی دونونکا ایکدن
ارمان ہو مرا کہ تمہارا شباب ہو

۲۱۹
کیا دردِ عشق سینے مین پھر اوٹھ کھڑا ہوا
احسان آج کس لیے بے صبر و تاب ہو
۹

عدو سے وعدہ ہو ہم سے نہین ہو
ہمین ہین بیوفا کیا تم نہین ہو

قیامت کا زمانہ ہی بہت دور
ہمارا فیصلہ یارب یہین ہو

یہ کیا سینے کو توڑا دلکو چھیدا
وہی ناوک ہی جو پہلو نشین ہو

وہی ہم ہین وہی غم ہی وہی غیر
شب وصل آؤگے کیونکر یقین ہو

خدائے دو جہان دلشاد رکھے
ہمارے کوسنے والے تمہین ہو

طبیعت کی طرح آئے ہمہ دلمین
رہو تم خوش کہ اچھے نازنین ہو

نہ بگڑو عکس پر ہوگی لڑائی
مرے دل میں رہا وہ یا جگر میں

اگر آئینہ بھی چین بر جبیں ہو
ترا دورِ محبت ہو کہیں ہو

٢٢٠	جدا ہوتے ہو کیوں احسان ہے تم تمنائے دل اندوہگیں ہو	٩

خواہشِ وصل نے دیوانہ بنایا مجھکو
زیرِ دیوارِ صنم رہتا عاشق بنتی
رشکِ دشمن کیسے سوا صدمۂ فرقت بھی ملا
کیا ہی پچھتایا ہوں میں آپے سے باہر ہو کر
گرم مٹھی نہو جب تا کوئی کب پیتا ہی
خواب میں آکے وہ اکثر یہ کہا کرتے ہیں
پوچھتی ہے مری امید کروں کیا ظاہر
چشمِ خوابیدۂ جاناں کا تصور آیا

کس کا اوبھرا ہوا جوبن نظر آیا مجھکو
ای جلک تو نے ٹھکانے نہ لگایا مجھکو
حضرتِ عشق نے رہ رہ کے ستایا مجھکو
گھر میں آکے وہ شبِ وعدہ بنایا مجھکو
لیکے دل یار نے پہلو سے اٹھایا مجھکو
تو نے دل کھو کے بھی کمبخت نہ پایا مجھکو
کھلے یار نے خلوت میں بٹھایا مجھکو
سوتے فتنے نے شبِ ہجر جگایا مجھکو

٢٢١	نظرِ لطف میں جادو کا اثر ہے احسان یار کی آنکھ نے دیوانہ بنایا مجھکو	١١

چٹکیاں لیکے اوٹھایا سرِ محفل مجھکو
جو خوشی باعثِ ایذا ہو میسر ہو وہی
اور بھی شوخ بنا دیگا تمہیں یہ کمبخت
رنگِ گل صحنِ گلستاں سے یہ کہکر نکلا
وائے تقدیر تم اودھر اودھر کے ہو غیر فنسے

پھر مری آپ سی باندھ مرا دل مجھکو
زخم کی طرح ہنسا دے مرا قاتل مجھکو
دیتے جاؤ مرا ارمان بھرا دل مجھکو
لے اوڑا بو کی طرح شورِ عنادل مجھکو
بیٹھنے کو نملے گوشۂ محفل مجھکو

یاد رکھو کہ زمانے مین کرو گی رسوا
مرحبا کہکے اوٹھا دیگا حسینونکے ستم
ایک کہتا جو تمہاری ہی تو اک میری ہی
مجھسے ملتے ہوئے جاتے ہین عدو کے گھر وہ
خائفِ محتسبون سے ابھی تک یہ صدا آتی ہی

الفتِ غیر تمہین آرزوئے دل مجھکو
کوئی سمجھے تو سہی شکر کیے قابل مجھکو
کاش مل جائے اسی کام کے دو دل مجھکو
قسمتِ غیر مین کر لیتے ہین شامل مجھکو
اک نظر دیکھ لیے او صاحبِ محمل مجھکو

۲۲۲

گردشِ بخت کا یہ سب ہی سلوک ای احسان
جستجو سے نہ ملی یار کی منزل مجھکو

۱۳

ضبط کرنے مین جو لطفِ غمِ پنہان بھی نہو
دیکھکر آنکھین حسینون سے لڑانا ای دل
اسطرح کہنا مری حالتِ دل ای قاصد
میرے گھر مین شبِ وعدہ بھی نہ آنا کیا خوب
شرم سے سر اوٹھا صبح تک اونکا شبِ وصل
کیا ستم ہو کہ عدو وصل سے دلشاد رہین
شیخ جی کہتے پھرے نشے مین پی ملتے
ہائے کچھ چاہی ہی اس شوخی و بیدردی کی
اوٹھکے کعبے سے صنم خانے مین ہم جا بیٹھے
آج کیا ہی کہ وہ خود کہتے ہین خالی ہو گھر
جلوۂ یار دکھائے مجھے یون تیز نگی
شرم ایسی کہ شبِ وعدہ بھی آنے کے نہین

پھر ہو ایسے ستم کا کوئی خواہان بھی نہو
نگہِ شوخ کی جانب صفِ مژگان بھی نہو
بات بھی کوئی نہ بگڑے وہ پشیمان بھی نہو
ای فلک تیری خوشی ہی کہ وہ مہمان بھی نہو
چھیڑنے سے کوئی اسطرح پشیمان بھی نہو
وہ دل آزار مرے حال کا پرسان بھی نہو
راست باز ایسا کوئی مرد مسلمان بھی نہو
وہ مجھے قتل کرے اور پشیمان بھی نہو
تجھسا او بت کوئی غارتگرِ ایمان بھی نہو
وہ بھی انسان ہین جنہین وصل کا ارمان بھی نہو
ایک صورت سے عیان بھی نہو پنہان بھی نہو
سچے وہ ایسے کہ جھوٹا کوئی پیمان بھی نہو

۱۱	اونسے یہ وعدہ لو احسان عدو کے آگے جس طرح مجھسے نہین ہے تو نہین ہان بھی نہو	۲۲۳

یون بھی نگاہِ شوق مری نارسا نہو
لیتا ہین گرد گردائین بلائین لین یا آس
شب کے لیے زمانے مین مین ان ہین دعا خیر
کیون مجھسے ذکر کرتے ہو فرداے حشر کا
پاتا ہی ہے شرط حشر کی نالون کی شرح سے
آنکھین ہماری جوہر آئینہ بنگئین
بیٹھے ہو کیون چھپے ہوے بزمِ رقیب مین
نشتر کیطرح چبھتی ہی یہ رہ رہ کے کوئی چیز
اونکو شبِ وصال بھی گھیرا ہی شرم نے
میرزا تمہاری بات مین اور انکا خلل کیا

پردے ہی مین وہ ڈرتے ہین اگر سامنا نہو
وہ بےحجاب ہون تو شبِ وصل کیا نہو
کیونکر کہین عدو کا برا ہو بھلا نہو
کیا چاہتے ہو آج بھی وعدہ وفا نہو
فرقت کی رات بھی کہین روزِ جزا نہو
اتنا کہو کسی سے مرا سامنا نہو
نالہ غریب تمکو کہین ڈھونڈھتا نہو
دل مین تصور مژہٴ دلربا نہو
کہتے ہین بار بار کوئی دیکھتا نہو
دیکھو شبِ وصال مین مانعِ حیا نہو

۱۳	احسان آئے وہ مرے گھر پر عدو کے ساتھ مقبول اس طرح بھی کسیکی دعا نہو	۲۲۴

اچھا ہی اگر نہ تیون پریشان ہو
کہتے ہین وہ بتاؤ تو کیون بیقرار ہو
ابھی جس طرح عمر بھر رہتے مبتلائے ہجر
مرجائین ہم تڑپ کے تو نکلے فراق مین
وعدہ کی شب ہے اپنے تصور کو بھیجدو

انکو کسیکے مرنے کا کیا اعتبار ہو
کیا چاہتے ہو کسیکے تم امیدوار ہو
ممکن نہ دو گھڑی بھی ہے آؤ وصل یار ہو
یہ بھی اگر مشیتِ پروردگار ہو
آؤ خیال ہی مین تو بوس و کنار ہو

بیتاب دیکھکر مجھے کہنے لگا کوئی
خلوت میں خوب غیر سے ہنس بول لیجیے

اللہ رے حوصلے کہ یہ کہتی ہے آرزو
مرجائے وہ جو وصل کا اُمیدوار ہو

تڑپا دیا کبھی کبھی چٹکی سے مل دیا
اوٹھ جائیں ہم یہاں سے اگر ناگوار ہو

تم ہٹ کے دیکھ لو مجھے ترچھی نگاہ سے
سینے سے اوسکے اٹھتے ہمارا اوبھار ہو

حسرت بھری نگاہ میں تاثیر ہی نہیں
مجبور کس کا دل ہو کسے اختیار ہو

کیا پردۂ حیا میں ہے اوس شوخ کی نگاہ
حسرت فدا ہو دل کی تمنا نثار ہو
ورنہ ہمارے سامنے تم لاکھ بار ہو
چلتی چھری ہی ہے جو سینے کے پار ہو

۲۲۵

احسان آجکل ہے یہ مصرع زبان پر
میری طرح کوئی نہ غریب الدیار ہو

۱۱

تم غیر کے کہنے سے مجھے خوب ستالو
لیکن کوئی تسکین کا پہلو تو نکالو

بنجاتے ہیں پھر بننے کو کدھر جاتے ہو ٹالو
ملتے نہیں وہ مجھکو تمھیں ڈھونڈھ نکالو

تیرِ نگہِ ناز جو آتا ہے کمیں سے
دل کہتا ہے مہمان کو پہلو میں بٹھالو

شرم آتی ہے ہمکو مرے گھر میں ہے آج شبِ وصل
بڑھ آؤ اودھر منھ مرے دامن میں چھپالو

غم تیرا نہ نکلے جو یہی اوسکی خوشی ہے
حسرت تو یہ کہتی ہے مجھے دل سے نکالو

ایذا خلشِ خار کی جب اوٹھ نہیں سکتی
تم وحشت میں کیوں پھوٹ کے روتے ہو چھپالو

منھ اپنا چھپا کر کوئی کہتا ہے شبِ وصل
لو ہوش میں آجاؤ طبیعت کو سنبھالو

خود تمنے مرے دلکو ہزاروں میں چنا ہے
اب بھی ہو اگر شبہ تو دشمن کو دکھالو

بیہوش ہوا ایسے کہ سنبھلتے نہیں بیتاب
کیا دیکھ لیا تم نے کہو دیکھنے والو

ملتا نہیں جب یار تو کہتی ہے یہ حسرت
بیتاب ہو نا مجھے چھاتی سے لگالو

۱۰	احسان کو دو لوانہ نہ سمجھو وہ ولی ہی اخلاص سے ملتے رہو تم اوس کی دعا لو	۲۲۶

ہر درد و اندوہ سے ہو لینے تو دین یکسو دلکو — مل ہی جائیگا کبھی یار کا پہلو دلکو

اور کو راستہ ظلمات کا معلوم نہین — خضر بتلا دین رہ کوچۂ گیسو دل کو

صبر و آرام دہرا لیتے ہین لیجانے پر — دو گھڑی کے لیے دیدیجیے قابو دل کو

تیری ہی آرزوے وصل کا ہی وقت سکون — ہم کہے دیتے ہین برباد نکر تو دل کو

تیری آنکھونکے کرشمے ہین نہایت دلکش — اپنا کر لیتے ہین اکثر یہی جادو دل کو

خواہش وصل کبھی آرزوے قتل کبھی — ہو لینے دیتی نہین قسمت مری یکسو دل کو

لڑ گیا یار کی چتون سے ذرا بھی نہ ڈرا — لا کے دہمکاتی رہی جنبش ابرو دل کو

وہ بھی ساتھ انکے گرے آنکھ سے مانند سرشک — اپنے ہمراہ لگا لائین جو آنسو دل کو

حسرتین آئین انہین کی ہین اونہین کے ارمان — دیکھتے کیا ہین گئی ان سے یہ بو دل کو

۱۲	وردِ کم بخت نے بیتاب ہی رکھا احسان نہ ملا عشق مین آرام کا پہلو دل کو	۲۲۷

فتنونکے سوا جاکے وہان پائیگی کسکو — کوچے سے ترے آہ لگا لائیگی کس کو

پہلو مین مرے دل ہی نہ سینے مین جگر ہی — یہ شوخ لگا ہی تری تڑپائیگی کسکو

اے یادِ صنم آپ سے باہر تو نہو غم مین — تو جاکے پہر آئیگی تو یہان پائیگی کسکو

دونون جگر و دل مرے جلنے کو ہین تیار — پوچھون کچھ یار سے لیجائیگی کسکو

مر جاؤن مگر تمکو نہ دیکھون یہ نہوگا — تم آ نہین سکتے تو اجل آئیگی کسکو

رہنے دے مرے دل کی لگی کو تری حسرت — جب آگ نہ ہوگی تو وہ بہڑکائیگی کسکو

افسوس مری خاک لحد بھی نہین باقی
اے ناز سے ٹھوکر تری ٹھکرائیگی کسکو

کیا دلکو سجایا ہی مری حسرت دل نے
اس گھر مین خدا جانے وہ ٹھہرائیگی کسکو

تم کچھ نہین کہتے ہو تو آنکھین ہی بتادین
جب وصل کی شب ہوگی تو شرم آئیگی کسکو

ہم غیر کی سنتے ہین کسیکی نہین سنتے
افسوس تمنا مری سمجھائیگی کسکو

او بھرے ہوئے جوبن کسے ہین مشتاق نظارہ
ای یار یہ دولت تری ہاتھ آئیگی کسکو

۲۲۸	گو غیر ہی کو بزم مین کوسا ہی کسی نے احسان سوا میرے اجل آئیگی کسکو	۹

تڑپ تڑپ کے مجھے تم ہلاک ہونے دو
غبار رکھتے ہو دل مین تو خاک ہونے دو

دکھاؤ آنکھ نہ تدبیر وصل کرنے پر
جرا ہی کیا ہی زرا جہانک تاک ہونے دو

دکھاؤنگا مین تماشا کبھی تڑپنے کا
ابھی کچھ اور مجھے دردناک ہونے دو

دل و جگر کو اسیوقت دیکھ لینا تم
زرا سا صبر کرو سینہ چاک ہونے دو

ہمارے دل کی طرف سے پھر آتے ہو تم کہین
ہلو نہ تم تو انہین مین تپاک ہونے دو

ابھی سے ہو گئے تم روز حشر سے بیخوف
ہمارے خون سے دامن تو پاک ہونے دو

تمہاری تیغ ادا کے یہ دونون بسمل ہین
دل و جگر مین ہی اب کیا ہلاک ہونے دو

اوٹھاؤ اپنی گلی سے نہ مٹنے والے کو
اوسے تو خاک مین ملنے دو خاک ہونے دو

۲۲۹	بنا ہی لین گے شب وصل بیحجاب احسان نگاہ یار جو ہو شرمناک ہونے دو	۱۷

دشمن تو کیا فلک بھی ہمارا عدو نہو
اپنے ہین سب اگر تو ہی بیگانہ خو نہو

اس ناز پر بھی تجھ مین لگاوٹ کی خو نہو
دل کا مزہ ہی خاک جو پہلو مین تو نہو

اظہارِ شوق و تذکرۂ آرزو نہ ہو
پھر کیا کہین جو تم سے ہی گفتگو نہ ہو

قاتل سے دل لگی نہ کبھی کی یہ خوف تھا
ہنسنا ہمارا حشر مین زخمِ گلو نہ ہو

محرومِ دید مجھسا خدائی مین کون ہی
آئینہ بھی ہنون تو وہ بت روبرو نہ ہو

تاکید شام ہی سے ہی اونکی شبِ وصال
بیموقع آج ہم سے کوئی گفتگو نہ ہو

کانٹا ہی میرے دلمین کھٹکتی ہی کوئی چیز
ای رشکِ گل کہین یہ تری آرزو نہ ہو

چھیڑا ہی جب کبھی تو وہ بولے ہین ہنسکے
او بے ادب کسی مین یہ تیری ہی خو نہ ہو

منہدی کبھی رچے نہ حسینونکے ہاتھ مین
شامل اگر حنا مین ہمارا لہو نہ ہو

دلکے سوا وہ آنکھ مین رہتے نہین کبھی
اتنا حجاب ہی کہ کوئی روبرو نہ ہو

کہتا ہی دل خیال سے اونکے شبِ فراق
کیونکر ہمین ہو صبر جو ہمدم تو نہ ہو

تیری گلی سے ڈھونڈہ نکالینگے آپ ہم
تجھکو ہمارے دل کی نہین جستجو نہ ہو

جو اشکِ چشمِ تر مین تھے سب خشک ہو گئے
ایسا بھی کوئی عشق مین بے آبرو نہ ہو

کمبخت ہی کہو جو محبت سے تم ہمین
پھر تو کبھی شکایتِ بختِ عدو نہ ہو

منہ مین زبان لیکے یہ چھوڑینگا وصلمین
کیون آج بھی حضور سے کچھ گفتگو نہ ہو

ناوک کو دیکھیے دل سے نکال کر
لپٹی ہوئی غریب کوئی آرزو نہ ہو

۲۳۰	احسان کیا ستم ہی کہ جھنجھلا کے وہ کہین ہان ہان رقیب ہو مری محفل مین تو نہ ہو	۹

تم جو کہتے ہو کہ عاشق کو محبت کیون نہو
بندہ پرور ان لگاہونمین جو تھا کیون نہو

لیگیا قاتل کسے دیر تک مجھکو تڑپاتا ہوا
مرحبا صد مرحبا ای دردِ فرقت کیون نہو

میری ہی تقدیر مین تھی کیا شکستہ خاطری
چھوٹ جانے کے لیے دشمن کی قسمت کیون نہو

رشک کا صدمہ دلِ مضطر اوٹھا سکتا نہیں
عشق کا دعویٰ ہی ہمکو حسن پر ہمکو غرور
غیر کے پہلو میں نہ بیٹھے بتون سے بھی جو ہم
وصل کی شب بھی رہا مدِ نظر طبیعت یار کی
بس اسی اک بات پر ہم خاک میں ملنے لگے

تم جو غیروں سے ملو ہم کو شکایت کیون نہو
کھینچ لو خنجر کسی دن قطع حجت کیون نہو
دل تڑپ کر بول اوٹھا اب مروت کیون نہو
خاک آلودہ ہمارے نکلی حسرت کیون نہو
تم ذرا کہہ لو مرے دل میں کدورت کیون نہو

٢٣١

اپنی قسمت میں یہ نہیں احسان لکھی تھی اجل
وہ سفر کو جائیں تو پھر جان رہتی کیون نہو

٢١

کون کہتا ہی نہیں تاب تکلم مجھکو
کچھ اجازت دے اگر یار تبسم مجھکو
حال پر غیر کے جس لطف سے پیار آتا ہی
کوئے جاناں ہی میں ہر پھر کے ہا میں آخر
جو مجھے ساقی کی خبر ہی تجھے ای زاہد
وصل کی رات ہی ہمنشین بغل کے گزری کبھی
کھینچا حسرت دیدار یہاں تک لائی
وصل دشمن کا رہا ذکر جو اونکے لب پر
جانتے تھے جو مرا کشتہ انداز خرام
بدگمانی ہی رہا کرتی ہی دل سے ہر دم
مسکرانے سے لبِ یکے نہ رہے ہوش بجا
حال دل پوچھنا ہی عالم حیرت میں اگر

منہ لگائے تو حسینوں کا تبسم مجھکو
غیر کے سامنے چھیڑیں نہیں تم مجھکو
تم دکھاو وہی انداز ترحم مجھکو
جستجو نے کہیں ہونے نہ دیا گم مجھکو
ایک ساغر بھی جو مانگوں تو ملے خم مجھکو
آسرا دیگئے انداز تبسم مجھکو
کیا قیامت ہی نہ محشر میں ملو تم مجھکو
گفتگو میں نہ ملا لطف تکلم مجھکو
حشر کے فتنے اوٹھے کہتے ہوئے قم مجھکو
ای صنم عشق ترا ہی کہ توہم مجھکو
شعلۂ طور ہوئی برق تبسم مجھکو
کیوں سکھاتے نہیں انداز تکلم مجھکو

آج میخانے مین ٹوٹیگی جو میری توبہ
لا کے ساقی نے پلایا ہی پسِ خم مجھکو

جوشِ الفت بہی جو آیا تو یہ کہتا آیا
ڈوبنا ہو جسے وہ جان لے قلزم مجھکو

چٹکیان لینے کی عادت یہ رہیگی کبتک
دیکھلو آج بہی تڑپا ہی چلے تم مجھکو

جنبشِ لب کا بہلا ہو کہ خبردار کیا
ورنہ ملتی خبرِ نازِ تبسم مجھکو

بیخودی کیون نہ ہنسے جب کہ فلک سے پوچھون
کسکی افشان کا پتا دیتے ہین انجم مجھکو

سجدہ کرنے کو جو جھکون کیا تہِ شمشیرِ ستم
خاکِ مقتل تو ملے پہر تیمم مجھکو

اوسکی تصویر سے ہی ہمسخنی کا اصرار
بیزبانون سے بہی ہی شوقِ تکلم مجھکو

گریۂ زخمِ جگر پر جو نہین ہوگی ہنسی
ہنسنے دیگی نہ تری تیغِ تبسم مجھکو

بیخودی مین بہی اب میری دعا ہی احسان
وہ بہی کہو جائے کہین جسنے کیا گم مجھکو

۲۳۲ ردیف ہائے ہوز ۱۱

لقب ہی شافعِ محشر تمہارا یا رسول اللہ
ہمین ہاتھ آگیا اچھا سہارا یا رسول اللہ

طلب کیجے تو مجھسے دورِ خدارا یا رسول اللہ
جدائی اب نہین دلکو گوارا یا رسول اللہ

تمہارے عشق مین دلکو قرار آیا نہین ہمدم (?)
مرے سینے مین تجلی ہی کہ پارا یا رسول اللہ

زہے عاجز نوازی ہر بشر کی دستگیری کی
مصیبت مین تمہین جسنے پکارا یا رسول اللہ

وہ عاشق ہون کہ راہِ شوق مین آنکھین بچھا دیتا (?)
اگر ہوتا مجھے کچھ بہی اشارا یا رسول اللہ

لبون پر دم بدم اب یا محمد یا حبیبی ہی
ہوا ہی رازِ محبت آشکارا یا رسول اللہ

تمہارے رتبۂ معراج سے یہ بات ثابت ہی
کوئی ایسا مقرب ہی نہ پیارا یا رسول اللہ

مدینے کی طرف تقدیر ہی جانے نہیں دیتی	مرے دل نے بہت مجھکو ابھارا یا رسول اللہ
شفیع المذنبین تمکو بنا کر اپنے بندوں کو	دیا خود حق نے بخشش کا سہارا یا رسول اللہ
شرف بخشا ہے مجھکو غوث الاعظم کی غلامی کا	کہ وہ محبوب ہے پیارے کا پیارا یا رسول اللہ

٢٢٣

بتا دینگے فرشتے حشر کے دن دیکھ کر مجھکو
یہی احسان ہے عاشق تمہارا یا رسول اللہ

١٥

نمی سے برسات میں کی ہیں مے یہ کیسی توبہ
یار کو دیکھتے ہی توڑ دی کل کی توبہ
جبکہ سو بار کبھی کی ہے کبھی توڑی توبہ
یہ ہوا حضرتِ واعظ کی نصیحت کا اثر
دخترِ رز کا جو میخانے میں جلوہ دیکھا
نیتِ شیخ کا معلوم ہوا سب حال مجھے
ترکِ صہبائے محبت تو کروں الواعظ
شیوۂ عشق و محبت نے کیا ہے مجبور
صحبتِ وعظ میں واعظ کو نہ کچھ خوف آیا
پارسائی مری اک دن سے زیادہ نہ رہی
ایک دن میں جو وفا ہو وہی اچھا وعدہ
جامِ کوثر سے بھی اچھا ہے ترا جامِ شراب
لطفِ ساقی سے گھڑی بھر بھی نہ پرہیز ہوا
شیخ جی جھوٹ نہ بولو کہ خدا سنتا ہے

ایک دو دن بھی تو قائم نہ رہیگی توبہ
آج بدمست ہوں ایسا کہ الٰہی توبہ
کسقدر ہے متلوّن مری پہلی توبہ
توبہ کرتے سے بھی ہا ہر مست نے کر لی توبہ
ایسی نیّت مری بگڑی کہ نہ سنبھلی توبہ
وہ بھی ٹوٹے گی جو میں نے کبھی توڑی توبہ
یہ بتا دے مجھے مقبول ہے ہوگی توبہ
رہ نہیں سکتی ہے ہنگامِ جوانی توبہ
آج وہ مجھکو سنائی کہ الٰہی توبہ
جب کبھی صبح کو کی شام کو توڑی توبہ
سیکڑوں بار ہے جو ٹوٹے وہی اچھی توبہ
اب کہا لگا نہ برا اے مرے ساقی توبہ
ہمنے تو بھولی ہے بھول آج ہی کی بھی توبہ
آپ کے سامنے مجھ رند نے کب کی توبہ

٢٣٤ | چشم جاناں کا رہے ذکر لبوں پر احسان / منہ کسے ساغر نہ الگ ہوا جی کیسی توبہ | ٩

پوچھو گیے جو حالت مری کچھ اور زیادہ — بگڑے گی طبیعت مری کچھ اور زیادہ
جب برق تجلی کیا ذکر تو بولے — اوس سے ہی ہی شرارت مری کچھ اور زیادہ
تم پیار سے جب آنکھ ملاتے ہو سر بزم — بڑھ جاتی ہی ہمت مری کچھ اور زیادہ
اک بوسہ ہی دیکر مجھے بہلاتو شب وصل — خلوت میں ہی ہیبت مری کچھ اور زیادہ
اللہ ری تقدیر جب اوس بت کا ہوں مشتاق — بڑھ جائے عداوت مری کچھ اور زیادہ
گریاں ہوں تری یاد میں جب گریہ و زاری — رو لیتی ہی حسرت مری کچھ اور زیادہ
اس وحشت افزوری کا ہی کیا تمکو تاسف — برگشتہ ہی قسمت مری کچھ اور زیادہ
آئینہ عارض ہی کا آشفتہ رہو ہمیں — یارب ہو یہ حیرت مری کچھ اور زیادہ

٢٣٥ | احسان حسد جب سے کرے سارا زمانہ / ہو جائیگی شہرت مری کچھ اور زیادہ | ١١

رخ روشن سے وہ اوٹھیں نقاب آہستہ آہستہ — نہ ہوتا ہی طلوع آفتاب آہستہ آہستہ
کئی دن کے لیے ہوتا ہی کافی ایک ہی ساغر — مزہ لے لیکے پیتا ہوں شراب آہستہ آہستہ
مرے دلکو یہ عجابت ہی کہ وہ خلوت میں گھل ملتے — حیا کہتی ہی ٹوٹیگا حجاب آہستہ آہستہ
ابھی بیٹھے ہیں مجھکو گالیاں بلکر وہ محفل میں — فرو ہو جائیگا جوش عتاب آہستہ آہستہ
خیال یار فرقت میں تسلی بخش رہتا ہی — بڑھے گا میرے دل کا اضطراب آہستہ آہستہ
نہ چھپ ہنسے دیا ہمکو ہماری اضطرابی نے — وہ سمجھاتے ہے روز حساب آہستہ آہستہ
ہماری افسی کی باتیں ہم سے کچھ کہکر کوئی — سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

وہ گھٹا کا محتسب کا ہے نہ ملا کا ہے اندیشہ
تری نازک خرامی کی ادائین بھلی سب کو
تلاش ان کو ہے پھر امتحان اک مرے لیے کی

چلی اب معتجی جام شراب آہستہ آہستہ
کہ آتا ہے مری آنکھوں میں خواب آہستہ آہستہ
ہمیں ہونگے یقیناً انتخاب آہستہ آہستہ

۲۲۶	یہی ہے دیکھا احسان اپنوں کی وفاداری روانہ ہو گیا عہد شباب آہستہ آہستہ	۹

سر جھکایا ہے کیوں کہا کر آنکھ
دل نہ مل جائے تو یہی کہنا
نیچی نظروں نے دل کو لوٹ لیا
غیر کے گھر کو جاتے دیکھ لیا
بختِ خفتہ کو خوب نیند آئی
اک بتِ جنگجو سے وصل کی شب
پیار سے آج پوچھتا ہے کوئی
چلتے پھرتے رہو خوابی ہین

دیکھا ہو تم ادہر اوٹھا کر آنکھ
تم بلاؤ تو مجھ سے آ کے لڑا آنکھ
رہ گئی تمنے کی جھپکا کر آنکھ
خوب نکلے تھے تم سجا کر آنکھ
ہم نہ سوئے کبھی لگا کر آنکھ
طالب صلح ہوں لڑا کر آنکھ
کیا ملیگا تجھے ملا کر آنکھ
گھر میں بیٹھے ہو کیا چھپا کر آنکھ

۲۳۷	ہم تو پہلے ہی کہتے تھے احسان خوب رو ڈو گئے ستم لگا کر آنکھ	۱۱

نہ وصال کی شب ہی منہ نہ چھپاؤ چھڑا کے ہاتھ
بیکار وصل کی اثر ہی لگے لیا نیچے
ہمکو قضا کا اب نظر آتا ہے ٹھاٹھ اور
الجھ گیا ہے ضرور جو بیٹھے ہو دور تم

اب ہی ہمارے غم میں تمہاری حیا کے ہاتھ
شبلی اوٹھے وہ اوٹھتے ہوئے آخر دعا کے ہاتھ
تمنے تباہ دیے اوسے تیغ ادا کے ہاتھ
چٹکی ہمارے دل میں نہ اپنا بڑھا کے ہاتھ

یہ لطف یہ کہ ہم ہی غش ہوں کے حال پہ
ورنہ پردہ اٹھنے نہیں دیتے اٹھا کے ہاتھ

قابو میں رہ نہ وصل کی شب اپنے صبح تک
آفت میں جان پڑ گئی انکو لگا کے ہاتھ

پہلو میں دل کے پاس تمہارا خیال ہے
سمجھا دیا ہے مین نے لگانا بچا کے ہاتھ

بیدم ہوا ہے آج وہ دم توڑ توڑ کر
باندہے تھے کل حضور نے جس بیخطا کے ہاتھ

اسواسطے ہے سینہ چھپانے میں احتیاط
سینے سے چھو نہ جائیں کسی مبتلا کے ہاتھ

یہ کیا شب وصال میں سوجھی ہے آفریں
کہتے ہیں مجھسے ہاتھ ملو گے لگا کے ہاتھ

۱۳	احسان ہمکو لغزش پا کا ہے خوف کیوں عالم کے دستگیر ہیں دست خدا کے ہاتھ	۲۳۸

منہ چھپاتا تھا نہ اوٹھ سے ستمگر کیا کچھ
وصل کی رات میں بگڑا ہے مقدر کیا کچھ

خاک میں ملنے کو راضی ہے مقدر کیا کچھ
ایکدن حشر کریگی تری ٹھوکر کیا کچھ

وصل کی راتیں تا صبح یہ جاگا کم بخت
بیخبر چین سے سویا ہے مقدر کیا کچھ

خیر گزری کہ تری یاد نے آکر روکا
ورنہ رہ رہ کے تڑپتا دل مضطر کیا کچھ

بیخودی کو نہیں معلوم ہوا اوس کا پتا
تیرا دیوانہ رہا آپ سے باہر کیا کچھ

آج میخانے میں ہیں حضرت واعظ سرمست
کہتے تھے بیٹھے ہوئے کل سر منبر کیا کچھ

بل نکلتا ہی نہیں ابروئے قاتل کا کبھی
لیس رہتا ہے مرے واسطے خنجر کیا کچھ

تم شب وعدہ بھی آتے نہ اگر ہیں ٹھن کر
جانتے ہو کہ گزرتی مرے دل پر کیا کچھ

مست صہبائے محبت ہیں ازل سے ہم بھی
خاطریں ہونگی ہماری لب کوثر کیا کچھ

یار کی پیار کی آنکھیں متوجہ ہیں ادہر
تکیہ ناز سے لڑتا ہے مقدر کیا کچھ

آؤ پہلو میں ذرا بیٹھ کے دیدو تسکین
مضطرب ہے مرا دل سینے کے اندر کیا کچھ

سامنے اونکے بُرا کہتے ہین مجہکو دشمن	جی سے او ترے ہوا اب چڑہتے ہین کیا کچہ

ابتو احسان دو سے وہ دیتا ہی ہین
اوٹھتا جوبن ہی حسینونکا ہی خود سیر کیا کچہ

۲۳۹	ردیف یاے تحتانی	۱۵

شب وصال ہی شغل شراب ہوجائے
چلو قران مہ و آفتاب ہوجائے

مراد ہی یہی مہندی لگانے سے اونکی
حلال عاشق بے صبر و تاب ہوجائے

کسیکے پاس دل نامراد جاتا ہی
دعائین کرتے ہین ہم کامیاب ہوجائے

عدو کی بزم مین بیٹھے ہو شغل مے کے لیے
کہین نہ اور طبیعت خراب ہوجائے

اودہر روانہ کیا ہی یہ کہکے قاصد کو
جواب ہی وہ لکہین یا جواب ہوجائے

تم اپنے وصل کے سائل کے منہ مین کہدو زبان
اگر یہ چاہتے ہو لا جواب ہوجائے

غضب ہی مانع وصل عدو نہ ہو جو شرم
نگاہ شوق کے آگے حجاب ہوجائے

ستا رہی ہی بہت ہمکو اضطرابی دل
تسلیان نہ سہی کچھ عتاب ہوجائے

کسی سے دل نہ لگاؤ دن ہیں تمین یا صحکی
یہ چار دن کا ہی جینا عذاب ہوجائے

وہ بادہ خوار ہون فرخ حسین الدین جو ملک
تمام قعر جہنم خراب ہوجائے

کچھ آج ایسی لگاوٹ سے ال ہو جاتا وصل
خموش غمزہ جاں حکمران جواب ہوجائے

وہ گنتے جاتے ہین دیتے ہین جسقدر بوسے
مزہ تو جب ہی زیادہ حساب ہوجائے

فلک سے مانگ رہا ہون اثر دعاؤنکا
مراد پاؤن اگر دستیاب ہوجائے

بہت ہی شوخ مراد دل چھپا لو محرم مین
اودہر نہ سینہ کو دی تاب ہوجائے

۲۴۰	سر رشتۂ الفت میں دیکھ کر احسان وہ کوس لیتے ہیں خانہ خراب ہو جائے	۱۲

تکلیف غم عشق دل و جان کے لیے ہی
انداز نگہ میرے دل و جان کے لیے ہی
یک قطرۂ خون دل میں جو رکھا ہی چھپا کر
بولے وہ بڑا دشت تمنا جو بنت وصل
برباد ہو ویران ہو غارت ہو تبہ ہو
دیکھو لگا ترے روئے مصفا کا تماشا
پانے کو جو کہتا ہوں تو کہتا ہی ستمگر
کیوں روتے ہو تم غیر کے مرنیکی خبر پا
زندہ ہوا گر حسرت مردہ تو کہیں ہم
جائیگی کہاں اور یہ بلائے شب فرقت
کچھ اور میں سمجھا نہیں جز آرزوئے وصل

یہ درد فقط حضرت انسان کے لیے ہی
کافر کی ادا مرد مسلمان کے لیے ہی
تیر نگہ یار کے پیکان کے لیے ہی
یہ ہاتھ ترا تیرے گریبان کے لیے ہی
یہ خانہ خرابی دل انسان کے لیے ہی
آئینہ مرے دیدۂ حیران کے لیے ہی
پریوں کی ملاقات سلیمان کے لیے ہی
گریہ تو مرے دیدۂ گریان کے لیے ہی
اعجاز مسیحا لب جانان کے لیے ہی
سودازدہ زلف پریشان کے لیے ہی
اصرار مرا وعدہ و پیمان کے لیے ہی

۲۴۱	احسان حسینوں کا کلیجے کو پھر ملنا غارتگری حسرت و ارمان کے لیے ہی	۲۳

طبیعت کو کچھ ایسی ضد پڑی ہے
امید وصل یہ دل میں پڑی ہے
مصیبت دل لگانے کی بڑی ہے
کہو کس بات پر میں صلح چاہوں

کہ جب سنبھلا ہوں میں پھر الٹی ہے
تمنا میری خود مطلب بڑی ہے
یہ جتنی سہل ہے اتنی کڑی ہے
تمہاری آنکھ بھی مجھسے لڑی ہے

جدا ہوتے نہین فرصت دعا اب
ہے ذکر وصل مین آئی بے حجابی
تری نخوت منانے کے لیے آئے
ہمین نے پی لی جو کچھ تھی مے عشق
کروگے چاک تم کیون سینے دلکو
ملین جس وقت وہ آنکہین ملا کر
مرا دل ہی نہ تھا مٹھی مین ان کی
کسی سے صلح کرنے پر ہی تیار
لب رنگین کا ساغر مین نہین عکس
اوٹھائین گے خوشی سے صدمۂ ہجر
اکھاڑ کی ہے کیون گرد کدورت
خرام ناز پر تیار ہین ہم
کبھی جب اٹھ تون بھی زندگی پیو
نشان قبر عاشق کچھ نہ پوچھو
نہین کچھ حد خطا جو کی ہے ہمنے
ہمارے دل مین تم رہتے ہین کیون
نہین پاتی نگاہ یار دل مین
تری تعظیم کو اٹھا فتنۂ دہر

طلب کا سلسلہ بھی ہتکڑی ہے
یہ قسمت آزمائی کی گھڑی ہے
مری افتادگی روٹھی پڑی ہے
یہ خم تھوڑی سی ہی لپٹ پڑا ہے
یہان بھی کیا کوئی دولت گڑی ہے
مرے حق مین وہی اچھی گھڑی ہے
وہ کہتے ہین کوئی شے گر پڑی ہے
وہی قسمت کہ جو بلکر لڑی ہے
گلابی پھول کی یہ پنکھڑی ہے
یہی نہ اک مصیبت آ پڑی ہے
کہان سے اوڑ کے دلمین آ پڑی ہے
نزاکت ہی کمر تھامے کھڑی ہے
در میخانہ پر نعرہ پڑی ہے
قسم دیکھو تو تھوڑی سی کڑی ہے
نگاہ آنکھین لڑانے پر لڑی ہے
الٰہی اس منزل مین آسائش بڑی ہے
مگر اک نوک برچھی کی گڑی ہے
قیامت بھی قد آدم کھڑی ہے

ہمین حاسد کی کیا پروا ہی احسان

۱۱	فصاحت اپنی گھٹّی مین پڑی ہی	۲۴۲

غیر کے گھر بھی وصل مین اونکو عدو کی یاد ہی — یہ ستم پر بھی ستم بیداد پر بیداد ہی

دلکو لیکے ہین پھینکنا تمکو ویسے ملنا یاد ہی — ہیچ تو یہ ہی قابل فساد آپکی بیداد ہی

چلتے چلتے کوئے جانان مین جو گر پڑتے ہین ہم — بخت کہتا ہی کہ یہ بھی عشق کی افتاد ہی

گو اونہین آتا نہین ایفائے وعدہ کا خیال — یہ بھی کیا کم ہی جو کہدیتے ہین ہمکو یاد ہی

لوگ کہتے ہین کہ غم کے بعد ہوتی ہی خوشی — دل ہمارا شاد ہونے کے لیے ناشاد ہی

ساتھ لے آئے لگا کر حضرت زاہد کو رند — میکدے مین ہر طرف شور مبارکباد ہی

دلمین ہین درد و الم یاس و تمنا رنج و غم — گھر انہین فرد و چار رہنے والونسے آباد ہی

بات کرنے کی نہین طاقت مگر ہلتے ہین لب — ناتوانی مین بھی ہمکو ہمت فریاد ہی

دیکھیے کیونکر نہ ہے کیونکر ہو سامان جدال — ہین گرفتہ دل طبیعت یار کی آزاد ہی

راہ مین آہستہ چل اے محشر خرام — فتنے کہتے ہین تری ٹھوکر قیامت زاد ہی

۹	کہتے ہین احسان وہ حاضر جوابی پر مری منہ لگائے کون تجھکو تو بڑا آزاد ہی	۲۴۳

ہم جام عشق پیتے ہی بیہوش ہو گئے — یاد آنیوالے دل سے فراموش ہو گئے

نالونسے شکوے اونکو فراموش ہو گئے — ایسی سنائی مین لئے کہ خاموش ہو گئے

اللہ رے شوق وصل کہ آغوش شب فراق — پھیلے جو ہاتھ حلقۂ آغوش ہو گئے

عشق بتان مین حسرت کشتہ کیواسطے — کعبے کیطرح ہم بھی سیہ پوش ہو گئے

میرے سوال وصل کا آیا نہ کچھ جواب — وہ عرض حال سنتے ہی خاموش ہو گئے

تن سے اوتارا تیغ ستمگر نے بار سر — ہم امتحان دیکے سبکدوش ہو گئے

کہتا ہی سنکے بیخبری کا گلہ وہ بت
کہنے نہ دی اوہنہین مری حیرت نے کوئی بات

تم کسکو یاد تھے جو فراموش ہوگئے
تصویر جان کر مجھے خاموش ہوگئے

۲۴۴	احسان بحر عشق مین پاتے کچھ آبرو آنسو ہمارے کیون نہ دُر گوش ہوگئے	۱۳

دم بھر اودہر لڑی تو گھڑی بہر اودہر لڑی
احسان شوق دید کا حیرت کا ہی سلوک
منہ مین زبان کہدو کہا تہا شب وصال
جہگڑے شب وصال مین اچہے یہ پڑ گئے
بانکی ادا نے ہمکو لگا نے دیا نہ ہاتھ
وعدے کی شب جو بیٹھ رہے وہ عدو کے گہر
جاگا نہ بخت خفتہ شب ہجر یار مین
آنکھ ہو نہین غصہ جنبش ابرو کے ساتھ تہا
شکوہ اوسے تغافل کا ہی کا ہی
سنو نکہی جو ہے زلف ہوتی اتنی دیر ماج
بالا طور آنکھ جہپکتی مجال کیا
نوبت جو ہاتہا پائی آئی شب وصال

مقتل مین جو نگہ پیا تری تیغ نظر لڑی
اوس بت سے جلوہ گاہ مین پہر ان نظر لڑی
واقف نہین ہم اوس کی جس بات پر لڑی
شوخی حجاب سے تو حیا سے نظر لڑی
کم بخت جہوٹ وصل مین بھی رات بہر لڑی
کیا کیا فلک سے آہ مری رات بہر لڑی
چہینٹے ہزار اوس سے مری چشم تر لڑی
تلوار لیکے ہاتھ مین چہی نظر لڑی
تقدیر سے نہ بلبل بے بال و پر لڑی
سنبل سے آج خوب نسیم سحر لڑی
تجھ سے ہی جب نگہ مری دو دو پہر لڑی
مجھ سے نزاکت اونکی کمر باندھکر لڑی

۲۴۵	احسان وہ نہ صلح پہ آیا شب وصال بخت عدو سے ہی مری قسمت اگر لڑی	۹

ہر درد دل کہہ رہا ہون جہون سے
طالب دوستی ہون دشمن سے

وہ ہاک ہی یار کی حسینوں مین
چلگیا ہاتھ سر اوس بیچی کا تیغ
یہ بھی تجھسے ہوا نہ ای وحشت
ظلم کرتے ہین اور کہتے ہین
سمجھون ناصح کو وہ ہی تائی تقدیر
اوڑ نہ چھیڑ چھپا رہو جا
یار ہو یا ہو خنجر بیداد

دبگئے لوگ فتنے جوبن سے
شکوہ ہی چشم سیاہ مری تن سے
ہاتھ اوجھتے ہین کسیکے دامن سے
ہم تو مجبور ہین لڑکپن سے
دلکی باتین کہون ہین دشمن سے
تیر ہاتھون سے اوڑتے جوبن سے
کوئی تو لیٹے آکے گردن سے

۱۵	چھین لیگی تمھارا اول احسان ڈرتے رہنا کی چتون سے	۲۴۶

کشتۂ الفت ہین ہم حوصلہ یہ دل کا ہی
درد الفت سے تعلق عاشقون کے دلکا ہی
کس تجاہل سے وہ کہتے ہین مٹا دینے کے بعد
خون روتے ہین ادھر ہم ہنستے ہین دشمن اودھر
اتنا کہنا کچھ خدا کے نام سے ہم کو ملے
دست بازوئے ستمگر کو تڑپکر چوم لے
میری الفت ہدی کا عشق و نون کہکر
خود ہی مجھسے چھین لیتے ہین ابتا باکو
جلوۂ جانان سے مردولہین ٹھہرتا ہی نہین
مجمع یاس و تمنا مین نہ گھبرایا کبھی

گھر سے نکلے ہین ارادہ کوچۂ قاتل کا ہی
کیون نہو وہ رہنے والا تو اسی منزل کا ہی
یہ تمنا کسکی یہ ارمان کسکے دل کا ہی
آج تو کچھ اور ہی رنگ آپکی محفل کا ہی
اس سے ای بت اور ہی مطلب ترے سائل کا ہی
زیر خنجر بھی ہی کچھ حوصلہ بسمل کا ہی
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل کا ہی
خود ہی کہتے ہین تجھے افسوس مشکل کا ہی
تو ہی کچھ کہہ ای فلک یہ چاند کس منزل کا ہی
یار میرا بیٹھنے والا ابھی محفل کا ہی

پوچھ لیتے ہین عمداً جو میری بیتابی کا حال
کھنچتے ہین وہ یہ جانکر نقصان آئیگا ایکدن
بندہی ہیتہی تمہاری کہول لینے دو ہمین
آرزوے وصل نے جب کردیا ہمکو تباہ

کچھ نہ کچھ اُنکو خیال اونکو دل بسمل کا ہی
تیرے آگے تجہکو تو دعوی الفت کامل کا ہی
ہمین پوشیدہ کوئی ٹکڑا ہمارے دل کا ہی
خود وہ لوٹے یہ نتیجہ سعی لاحاصل کا ہی

۲۴۷

خوب دم لے لیکے وقت ذبح کی گردن جدا
یہ سلوک احسان مجھپر خنجر قاتل کا ہی

۱۲

اب رہا ہی اور کیا جھوٹی قسم کیواسطے
لیگئے چٹکی جو آئے ایکدم کیواسطے
دل مین ہوجاتی ہی پیدا جب کوئی امید وصل
آج ہی لو نذر کردون فاتحہ ای پیر مغ
کیون کبھی رہتی ہی مجھسے ہر گھڑی ای تیغ یار
گالیان ہین تمنے یا بوسے لیے مین نے ہنسی
زاہدو دیدو جگہ تھوڑی کسی مستی کے پاس
جو بتائے مدعی ہم امتحان عشق لو
راہ مین آنکھین بچھا دینے کو ہم تیار ہین
سر جھکائے بیٹھے ہین اک بُت کے در پر ہم یہان
منہ سے لے لی بات وہ ہمنے کہ جو مطلب کی تھی

ایک سر وہ بھی تری تیغ دو دم کیواسطے
واہ کیا پہلو نکالا ہی ستم کیواسطے
جمع کر لیے جاتے ہین ہم تیرے غم کیواسطے
چھوڑ دے تھوڑی سبو مین قدح جم کیواسطے
جان تک حاضر ہی ظالم تیرے دم کیواسطے
کیا تردد ہی حساب بیش و کم کیواسطے
ڈالدین بنیاد اک بیت الصنم کیواسطے
مشکلین آسان ہین ثابت قدم کیواسطے
کیون تکلف کرتے ہو تم دو قدم کیواسطے
کون بھیجے سلام اہل حرم کیواسطے
کہتے دل لیتے تھے وہ لیجے اپنی قسم کیواسطے

۲۴۸

صدمۂ فرقت ہی اک احسان کافی ہی مجھے
دل مین گنجایش نہین اب اور غم کیواسطے

۹

امتحانِ عشق ہی یا پیار ہے
دونوں کو دونوں ہیں دو بہر عشق تمیز
منہ چھپانا پھر مجھی سے تو چھپا
پہلوئے دشمن میں بیٹھے ہیں تو خفا
عرضِ مطلب کے لیے آیا ہے روز
وائے عریانی رہا کوئی نہ شغل
مدعی اوس شوخ پر مرنے لگے
آج وہ آنکھیں ملا کر رہ گئے

پوچھتے ہیں دل ہے کس کا یار ہے
جان سے میں مجھ سے دل بیزار ہے
کیا مجھی کو حسرتِ دیدار ہے
درد اوٹھنے کے لیے تیار ہے
تیرا دیوانہ بہت ہشیار ہے
آجکل وحشت جنوں ہکار ہے
اب تو جینا بھی مرا بیکار ہے
کہتی ہے جیتوں ابھی انکار ہے

۲۴۹

سر جھکائے رہتے ہیں احسان ہم
دل ہی نہیں ہکو تلاشِ یار ہے

۹

حشر میں ساتھ لے وصل کے ارمان گئے
شوق دیدار تھا آنکھوں سے نمایاں اپنا
میں تڑپتا تھا شبِ وصل میں ہوتا کہ حشر
اجنبی بن کے بھی ہم کہنے نہ پائے کچھ حال
حالِ عشاق کہوں کیا کہ تری محفل سے
حشر کے روز بھی وہ فتنہ اوٹھائینگے کوئی
اپنے کوچے میں مجھے دیکھ کے فرماتے ہیں
خار کی طرح جبھی ہیں کسے حسرت

کیا ستم ہے مرا گھر لوٹ کے مہمان گئے
دیکھتے ہی تری تصویر وہ پہچان گئے
خیر اسی میں تھی کہ تم بات مری مان گئے
کہتے ہیں دور ہی سے جا ہمیں پہچان گئے
چند حیران گئے چند پریشان گئے
دل خبر دیتا ہے ہم حال سے پہچان گئے
ایسے بے صبر بہت خاک یہاں چھان گئے
اسلیے تیر کے ہمراہ یہ پیکان گئے

کوچۂ یار میں مجمع تھا پریشانوں کا

۲۵۰ | خاک اوڑانے کسے لیے کیون نہ تم احسان گئے | ۱۵

چلکر زبان خوف الٰہی مین رہ گئی
اوس بت کی بندگی کی گواہی مین رہ گئی

دنیا نثار ہی تری زلفون پر اے صنم
یہ چلتی پھرتی چھاؤن سیاہی مین رہ گئی

آتی ہی موت جاتی ہی عمر روان مری
اچھی یہ چال راہزن و راہی مین رہ گئی

آنکھین ہوئین دوچار نہ کچھ کم نصیب کی
اُمید اونکی نیم نگاہی مین رہ گئی

پھبتی سی ہنسی نے جدائی رشک گل خمار
غنچے کی روح کھلکے جماہی مین رہ گئی

اللہ رے نازکی کہ جو بدلا لباس کو
رنگت بدن کی کرتی کی لاہی مین رہ گئی

لایا نہ بار نخل تمنا مرا کبھی
تاثیر جذب آہ رسائی مین رہ گئی

داغ جگر نے عشق مین پایا نہ کچھ رواج
سکّے کی چال درہم شاہی مین رہ گئی

قاتل سے زخم کی نہ کہین خونفشانیان
کیسی زبان تیغ گواہی مین رہ گئی

سایہ کیا فقیرونکے سر پر نہ ایکدن
چھتری ہما کی ظل الٰہی مین رہ گئی

اوس چشم مست سے نملا ساغر شراب
منہ کھولکر ہوس ہی جماہی مین رہ گئی

ساحل پر آسکی نہ مری کشتی حباب
دریائے عشق لا متناہی مین رہ گئی

بجلی گرا کے خرمن عالم کو پھونکتا
یہ آب و تاب برق نگاہی مین رہ گئی

دعویٰ تھا حشر کرنے کا فریاد کو مری
آخر قیامت اوسکی گواہی مین رہ گئی

۲۵۱ | احسان اوس صنم کی شکایت وصال
اچھا ہوا جو شکر الٰہی مین رہ گئی | ۹

خوش بخت نے جو وصل کی تدبیر نہین کی
اسواسطے آہون نے بھی تاثیر نہین کی

کل حشر مین ہم ہونگے خدا سے ترے شاکی
تو نے اگر آج اے بت بے پیر نہین کی

خط یار کا لایا ہی تو دیتا نہین قاصد
کچھ آرزوئے وصل تو تحریر نہین کی

ناکامی قسمت کا گلہ کیجیے کیونکر
تقدیر یہ کہتی ہی کہ تدبیر نہین کی

وہ فکر کہ جس سے وہ تڑپتے چلے آئین
تو نے بھی کچھ اے نالۂ شبگیر نہین کی

اوس شوخ سے ہمنے کبھی تو بھی نہ بگاڑا
ہنستے ہو ٹکرا کے ایسی کبھی تقصیر نہین کی

جب وصل مین کچھ کہتا ہون تو ٹلجاتی ہی کس شوخ
کھینچی ہی مرے یار نے تصویر نہین کی

دل دے کے ہی دیا ہمنے حسینونکو بلا شرط
ٹہر اگئے ایسے کوئی تقریر نہین کی

۱۴	وہ وہ ہی قدم سامنے اٹھلا کے چلے تھے احسان نئے مٹجانے ہین تاخیر نہین کی	۲۵۲

دل ملا ہی تو کبھی آنکھ ملائی نہ گئی
نیچی نظرون کی یہی شوخ ادائی نہ گئی

محو دیدار رہی یون نظر شوق تو کیا
پتلیون مین کوئی تصویر چھپائی نہ گئی

نگہ ناز نے کی ویسے لگاوٹ آخر
تم سے بھی آنکھ محبت کی چھپائی نہ گئی

درد سر وہ نہین اپنا جسے صندل ہو مفید
اسکے بدلے کوئی تلوار لگائی نہ گئی

ہمنے نقاش تصور سے جو کھنچوائی ہی
اپنے سائے کو وہ تصویر دکھائی نہ گئی

موت بھی مانگتے رہتا ہون وہ سنکر نہ کہے
کیون شب ہجر کی تکلیف اٹھائی نہ گئی

کارسازی کا دعوی ہی اے حضرت عشق
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہ گئی

آرزو جو نہوئی تھی کبھی سینے سے جدا
آملے آج جو تم ملین وہ پائی نہ گئی

غیر پر صرف کیے لطف کے سارے انداز
اک ادا میرے لیے تم سے بچائی نہ گئی

میری تقدیر نے کیا مجھسے شوریدہ سے
وصل ہی کی کوئی تدبیر بتائی نہ گئی

آنکھ مین آگئے وہ مانند نظر پھرنے لگے
رہے پردے مین مگر جلوہ نمائی نہ گئی

یان یہ فکر ہے کہ کہینگے وہ کہین کیسے جائے
طلب وصل مین منہ ہی نہین کے ہان کہنا تھا

وان جو بیٹھے تو کوئی بات بنائی نہ گئی
تم سے ہمت تھی مری اتنی بھی ظاہر کی نہ گئی

۲۵۳

خاک دل اوسکا مجھ سے ملیگا احسان
آنکھ تک جس بت کافر سے ملائی نہ گئی

۱۳

اُن لیے نیکسے دلکی حسرت کیے
سب کے سب آئینے ہین حیرت کیے

غیر سے ملکے کیون ملال دیا
ہجو ہی واعظون مین ہوتی ہی

فلک پیر ہو کہ دشمن ہو
آرزو کہنے کی اجازت ہو

ایک ہی بار اے فلک دیدے
زلف و قد مین انتشار ہے ہین باہم

ہین بسمل تڑپ تڑپ کے ہم
دیکھتے کیا ہو خنجر دل کو

دل لیے اوٹھا جگر مین بیٹھ رہا
دل کے آنے سے ہم بھی ہین محبوب

آدمی ہو بڑی محبت سے
تیرے عاشق ہین اک صورت کے

ڈھنگ تھے اور بھی عداوت کے
چرچے ہین جنت رنگی حرمت کے

دونون دشمن ہین عشق و راحت کے
ہم بھی مشتاق ہین زیارت کے

جتنے صدمے ہین میری قسمت کے
تم قیامت ہو ہم آفت کے

بھرے لیے ہین غم تری محبت کے
چند قطرے ہین حسن حسرت کے

مشغلے ہین درد فرقت کے
تم جو مختار ہو طبیعت کے

۲۵۴

بھولتا ہی نہین وطن احسان
ہم ہین ممنون رنج غربت کے

۱۱

تصویر لگی ہی سر بازار کسیکی
یون بھی نہ لٹے دولت دیدار کسیکی

تقدیر پہ کہتی ہے کبھی کام نہ ہوگا / تم لاکھ خوشامد کرو سو بار کسیکی

واعظ کی نصیحت پہ کہا ہم کی ہو توبہ / سنتے نہیں رندان قدح خوار کسیکی

باتوں کا مزہ دل نے شب وصل میں پایا / ہم چکھ گئے شیرینی گفتار کسیکی

واعظ نے سنایا جو کبھی حال قیامت / یاد آئی ہمیں شوخی رفتار کسیکی

بجلی کی طرح جب کبھی مقتل میں چمک کر / عشاق کو دھمکی ملی تلوار کسیکی

پھر محتسب شہر گئے جو یاں ہیں سرمست / پھر اوچھلے گی مینا لئے ہیں دستار کسیکی

منہ کھول کے اٹھو نہ سحر نام حسینو / پھرتی نہیں یاں حسرت دیدار کسیکی

غیروں سے کیا کرتے ہو تم وصل کا وعدہ / پھر کہتے ہو مانیں ہے نہ زنہار کسیکی

ای آرزوئے دید تجھے دیکھ چکے ہم / حیرت نہ بنی آئنہ بردار کسیکی

۲۵۵ — احسان پھر اس نالہ و فریاد سے حاصل / سنتا نہ ہو جب کوئی دل آزار کسیکی — ۱۳

خدا کا شکر ہی کام آئی ہائے ہو میری / وہ دل میں آئے ہیں بنکے آرزو میری

ہجوم یاس ہے کچھ سن لو گفتگو میری / نکالدو بھری محفل میں آرزو میری

خدا کے واسطے اپنی تیغ صلح کروا دے / کشیدہ رہتی ہے مجھسے رگ گلو میری

ہر ایک پیر مغاں ہیں کہنہ لگار الست / سنیں تو جو کان لگا کر خم و سبو میری

مزہ تو آئیگا ای دل اگر اکسا ہو ان / شب وصال حیا اوٹکی آرزو میری

بس افنا یو نہیں کیف شراب حاصل / پڑی بھی رہنے دو مٹی تہ سبو میری

وہ بار بار بہت دیکھتے ہیں دل کی طرف / کھٹک رہی ہے سے لگا ہو نہیں آرزو میری

محبت گہر گوش نے کیا رسوا / اوتار لی ترسے موتی نے آبرو میری

وہ بدنصیب ہون کیا یار کا پتا ملتا
خلاف پایا ہی سو بار تجھکو اپنی تقدیر
نہ سو نکھتے ہو نہ چھوڑتے ہو اپنے ہاتھ سے تم
تمہارا حیلۂ شب وعدہ چل نہیں سکتا

غریب دل ہی کو کھو آئی جستجو میری
نہو دُعا مین شبِ غم شریک تو میری
سو ہم کے پھولون مین کیا چھپ رہی ہی بو میری
خدا کرے نہو بیچین آرزو میری

۲۵۶	بیانِ گیسوئے پُرخم سناؤن تو احسان نہین زبان سے اُلجھے نہ گفتگو میری	۹

کہین نہین سحر تک آہین نیازمندونکی
فراقِ یار مین برداشت کی گزندونکی
کچھ اور بھی ہوا وہ ہمارا دیکھے اوٹھے جوبن کا
بڑھا کیا جو نہ پھیرا ہمارا دل تم نے
مٹے ہوئے ہین ترے نازِ بے نیازی پر
نصیب عقدہ کشائے اُمید ہو تو ہی
کسی کا دردِ جگر تم کبھی نہین سنتے
خود اپنے عکس پہ او نکے بدل گئے تیور

ہوتو سُنی نہ تمہین نے خدا کے بندونکی
یہ ہمّت اور یہ طاقت ہی دردمندونکی
نمود ہوتی رہے ایسے سربلندونکی
نہین نہین یہی عادت ہی پابندونکی
تباہ ہو گئی حالت نیازمندونکی
گرہ کھلیگی شبِ وصل چاربندونکی
یہی تو سچی شکایت ہی شکوہ مندونکی
یہی تو شانِ تکبر ہی خودپسندونکی

۲۵۷	کیا نہ ایک بھی سامانِ آخرت احسان فضول فکر ہی منعم کو لاکھ و چندونکی	۱۳

جھنڈے گڑے ہین خلق مین فریاد و آہ کے
شکرِ خدا بدل گئے تیور نگاہ کے
مجھکو شبِ وصال مین بیتاب دیکھکر

یہ وہ نشان ہین مرے حالِ تباہ کے
اوس ہٹ نے خوب غدر سُنے عذرخواہ کے
آپس مین ہنس رہے ہین کرشمے نگاہ کے

ڈھونڈھا ہاتھوں میں فنیِ اجل اُنکو تمام عمر
ہم کیا ہزاروں صورتِ بسمل ہیں بیقرار
پھرتے ہیں زیر سایۂ رحمت سیاہ مست
جا ہی خوش جمالونکو بھی ہی ہزار عشق
شکوہ ہی یہ کلیم تو حاضر ہوں طور پر
سینے میں مضطرب ہیں ہمارے دل و جگر
پرسانِ حال زار نہیں کوئی ہجر میں
ہمراہ غیر جاؤ نہ تم سیر باغ کو
دلشکوہ ہائے درد و مصیبت کریگا آج

اے شیخ مرتکب ہوے ہم کس گناہ کے
چلتے ہیں تیر بنکے اشارے نگاہ کے
سر پر ہیں چتر کاکُلِ عنبر سیاہ کے
پھر وہی کام ہم سے ہوے ہیں گناہ کے
آئیں نہ ہم قریب تری جلوہ گاہ کے
دو ہیں شکار ایک ہی تیرِ نگاہ کے
ہمدرد دل کا کسکو بتائیں کراہ کے
جور و ستم اُٹھائینگے ہم راہ راہ کے
سنلو زرا بیان ہمارے گواہ کے

۱۵	احسان اب ہلیگا نہ تمکو وہ ہیوفا شکوے فضول ہیں شفیق عذر خواہ کے	۲۵۸

عشق بتاں ہیں رسم وفایوں ادا ہوئی
دل دیکے جان ہورد جور و جفا ہوئی
اس فکر و ہم میں ہی الہی رشک نے
صندل کی احتیاج مجھے درد سر میں تھی
صبح شب وصال وہ کہتے ہیں ناز سے
گر گڑ کے ہم بھی بچ گئے بام مراد تک
کیوں خواہشِ اجل سے طبیعت ہی شادمان
تاثیر کچھ نہ ہو کوئی پروا نہیں مجھے

لب پر شکایت آتے ہی شکرِ خدا ہوئی
اونکا ہی کیا قصور ہمیں سے خطا ہوئی
قاصد سے گفتگو مری انکو ادا ہوئی
خنجر لگا کے جلد سے اچھی دوا ہوئی
جو آرزو عزیز تھی ہم کو وہ کیا ہوئی
اُنھی تو دستگیری بختِ رسا ہوئی
کیا حسرتِ قضا بھی ہونگی ادا ہوئی
یہ غم ہی بیوطن مری آہِ رسا ہوئی

اونکے خرامِ ناز سے اک شور پڑ گیا
اچھا ہی تھی وہ ملین بزمِ غیر مین
غافل نہوگا کوئی ہماری طرح ستم
خلوت مین شوقِ وصل نے باندھی تھی ایسی تان
دلمین برا سمجھنے لگے ہم کو خوش جمال
کھولا ہمارے شوق کا حال اونکی شرم نے

فتنے پکارتے ہین قیامت بپا ہوئی
کچھ تو تسلی دلِ درد آشنا ہوئی
حسرت پڑی تھی دل مین خدا جانے کیا ہوئی
روپوش اونکی آنکھ بچا کر حیا ہوئی
یارب ہماری خوبیٔ تقدیر کیا ہوئی
نیچی نگاہ پردۂ درد مدعا ہوئی

۲۵۹	دل دیکے پر حسین بہت ہم سے خوش ہوئے احسان ؔ بیوفاؤن مین قدرِ وفا ہوئی	۱۵

لگا ہی کہتی ہین یک فتنہ گر سے
ابھی غفلت سے چشمِ شوق تھی بند
خدا ہی گر انبار کی مدد کر
شبِ وصل اور مجمع حسرتون کا
چھپایا انجمن تن او تھہا جو بن
یہ بیکس ہوگئے نالے ہمارے
خبر لا او ٹھکے اور درد جدائی
دلِ مضطر کو سمجھاتے ہیں ان ہم
وہ شوخی وہ تبسم پھر چھیڑ کہنا
اجل کی آرزو بھی ہو نہ پوری
تمہارے غم نے چھیڑا ہجر کی شب

ادھر سے ہم اوٹھین پر دل ادھر سے
ہمارے دل مین تم آئے کدھر سے
گرے جاتے ہین ہم اوسکی نظر سے
مرے ارمان جو نکلین کدھر سے
کسی پٹنے ڈہونڈھنے والی نظر سے
گلے مل مل کے روتے ہین اثر سے
کہا کچھ مرے دل نے جگر سے
کوئی آتا ہی ہوگا اب ادھر سے
تمہین بیتاب ہی درد جگر سے
پڑا ہی کام کس بیداد گر سے
ہنسی ہوتی رہی زخم جگر سے

کبھی ایسا ہی جو روٹھ جائے
وہی لبر وہی دشمن ہی دوست
محبت نے کسیکو گدا کیا

اجابت سے دعا نالہ اثر سے
شکایت ہو تو کس ہمدم دگر سے
حیا کو ہے اوڑی شوخی نظر سے

۲۶۰

دعائیں موت کی مانگیں گے احسان
کسے معلوم تھا یہ پیشتر سے

۱۳

مِل گیا خاک میں پل و آری قسمت دلکی
عشق سے باز رہے یہ نہیں عادت دلکی
نوک ناوک سے لگا رہنے دے اوس اندر آ
جلد ہے خاک میں ارمان ملا کر شب وصل
چھوڑ دیتے ہیں تمہیں کیوں نہ جو اوٹھتا ہی اوٹھے
خط میں لکھ بھیجیں تو یہ شک ہی نہو گا باو
رکھے محرم میں لو ہمارا ہی بتوں کا سینہ
ای فلک ہم تری گردش کے تو قائل جب ہوں
یاد عاشق کو فراموش کیے بیٹھے ہیں
سامنے مجھکو بٹھایا ہی دم آرائش
جب کبھی دیکھیے پہلو میں لیے بیٹھے ہیں
ہوش کھوئے گئے وارفتگی عشق میں جناب

لو بہار کیا ہو تو ہٹ گئی حسرت دلکی
منع کرتا ہوں تو بڑھ جاتی ہی ہمت دلکی
تیرے پیکان سے ملتی تو ہی صورت دلکی
ہائے کس وقت نکالی ہی کدورت دلکی
شوق باقی ہی تو کم ہوگی نہ ہمت دلکی
دل ہی ہے کیوں نہ سنو آکے شکایت دلکی
اوٹھتے جوبن سے کوئی پوچھے شرارت دلکی
یار کی آنکھ سے پیدا ہو محبت دلکی
مجھسے کہتے ہیں کہ اب آئی ہی طبیعت دلکی
آئنہ جنکے مقابل ہو نہ حیرت دلکی
آجکل اونکو پسند آئی ہی صحبت دلکی
عمر بھر آپ میں آئی نہ طبیعت دلکی

۲۶۱

ہو سکی اونسے تلافی نہ ستم کی احسان
شکر کرنے سے بڑھی اور شکایت دلکی

۱۱

مجھکو دیوانہ بنائینگی ادائین کسکی
چین سے بیٹھنے دینگی نہ جفائین کسکی

مین گنہگارِ محبت ہون وہ ظالم بیباک
دیکھیے حشر مین ثابت ہون خطائین کسکی

کون فریاد کو پہونچا ہے بتون کے در پر
آ رہی ہین مرے کانونمین صدائین کسکی

شیخ کو لوٹ لیا ہو نہ کہین رندون نے
میکدے مین نظر آتی ہین عبائین کسکی

تم کہا کرتے ہو نہ تڑپا یہ کلیجا کسکا
جان دیکر بھی نہ اف کی یہ وفائین کسکی

دل لگی کرنے کو اوس شوخ سے چھیڑونگا کبھی
مجھکو بیتاب جو رکھتی ہین وہ ادائین کسکی

آپ گھبرائے ہوئے آج کدھر جاتے ہین
کہیئے مقتول ہوئین تازہ دعائین کسکی

جلوۂ یار نے غافل مجھے پایا تو کہا
بیخودی ہے تجھے آنکھون مین سمائین کسکی

بخت نے سنگِ رہِ عشق بنایا لیکن
گھر سے نکلے تو کوئی ٹھوکرین کھائین کسکی

آتے ہین کاکل و گیسو کے تصور دلمین
ای فنا دیکھ تو گھر کسکا بلائین کسکی

٢٦٢	پھر گئی آنکھونمین اے احسان جو تصویرِ قضا بیٹھے بیٹھے ہمین یاد آئین ادائین کسکی	١٥

غیرتِ صانعۂ طور ہے صورت اونکی
شعلۂ عشق اگا دیتی ہے شرارت اونکی

سچ ہے جو ناز کرے چاندسی صورت اونکی
اوٹھتا جوبن ہے ادبھرتی ہے طبیعت اونکی

چاک تو کرتی ہے پہلو کو تو اے تیغِ فراق
دیکھنا دل سے نکلجائے نہ حسرت اونکی

بیحد بنا الم و درد ہین جتنے ایچرخ
آج ویران کدہ دلمین ہے دعوت اونکی

کونسا جرم کیا مین نے جو بوسہ مانگا
گالیان مجھ سے لین مجھپہ یہ ہے عنایت اونکی

جان بھی جائیگی تو واللہ کبھی اف نکرون
توبہ توبہ مرا منہ اور شکایت اونکی

کوئے قاتل کو شہیدانِ فنا جاتے ہین
منزل آسان ہو ثابت رہے نیت اونکی

خواہش وصل ہی مین عمر گذاری ہمنے
صاف وہ مجھسے ہون ایسا بھی نہین ہی یارب
اتنا تو ہوا اثر شوق محبت یارب
صبر کیا چیز ہی کہتے ہین تحمل کس کو
حضرت دل بھی ملے ہین مجھے اچھے ناصح
دل ستاتا ہی تو ردکا مجھکو ہوگی یہ بلا
لن ترانی وہ کہین بقراری کہرا یہ دل

آرزو بنکے رہی دلمین محبت اونکی
غیر کے دل مین ہے جا کے کدورت اونکی
کہ مرے دل سے بدلجائے طبیعت اونکی
ہان جو کچھ دلمین ہمارے ہی تو حسرت اونکی
منہ پر آنے نہین دیتے ہین شکایت اونکی
جان ہی لیکے ٹلے گی شب فرقت اونکی
ابہی دو باتون مین ہوتی ہی زیارت اونکی

۲۶۳ — حال دل اپنا تم احسان کہو تو چلکر
ہم بھی کہہ بیٹھے جو پائین گے طبیعت اونکی — ۱۱

معشوق سے ملے رہے ہمسے خفا رہے
اہل ہوس نے خوب نکالی رہ نیا نہ
ای یار لطف وصل شب وصل ہی جبہی
چلنا ابہی ہی راہ محبت مین دور تک
پھرتی ہی ڈھونڈھتی نہین ملتا در قبول
ای حسن دست یہ بھی ہی کوئی ادا کی شان
ای آہ کاش ہوت ہی کو جا کے ڈھونڈھ لا
کیونکر بٹھائیے شب فرقت مین روک کر
ای غم مکان دل مین نہ پھیلا بہت سے پاؤن
مین محو دید ہون وہ پڑے ہین سکھا رہین

مطلب ہی کیے یہ حضرت دل آشنا رہے
نکلے جو بتکدے سے تو کعبے مین جا رہے
کچھ کچھ جو شوخیان ہون تو کچھ کچھ حیا رہے
ای شوق خضر سے قدم آگے بڑہا رہے
یارب پھر اب کہان مرے دل کی دعا رہے
شوخی ہو حسن نگہ مین اوسمین حیا رہے
کوئی تو حال ہجر کی شب پوچھتا رہے
دل سے جو درد اوٹھکے کلیجے مین جا رہے
حسرت کیواسطے کوئی گوشہ بڑا رہے
آئینے کی نگاہ کوئی دیکھتا رہے

۲۶۵	احسان وصل میں بھی جدائی ہے یار سے حسرت نہ میرے گھر میں رہے پھر تو کیا ہے	۱۹

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہوگی
خوش ہیں رہتی ہے یہ کھٹکے تمنائے وصال
تیرے پہلو میں تو دل بیچ کے بیٹھے ہیں ہرگز
کیسی تسکین کہ منہ پھیر کے فرماتے ہیں
کیا بتاؤں کہ جلے کیوں جگر و دل میرے
شکوۂ جور میں ہے عرض تمنا شامل
غیر کے پاس سے تم اوٹھ کے مرے پہلو میں
کوئی وعدہ نہ کرو تم مگر اتنا کہدو

دل میں سو رنگ سے پنہاں تیری الفت ہوگی
ایکدن غیر کے گھر بھی شب فرقت ہوگی
کوئی لے لیگا امانت میں خیانت ہوگی
اور بیچین ابھی تیری طبیعت ہوگی
یار کی برق نگاہی کی شرارت ہوگی
آج اوس شوخ سے مطلب کی شکایت ہوگی
بیٹھ لو گے جو گھڑی بھر تو عنایت ہوگی
ہم کو اب جھوٹی قسم کی نہ ضرورت ہوگی

۲۶۶	لے ہی لے جان کہیں صدمۂ دوری احسان نہ سہی وصل بکھیڑوں سے تو فرصت ہوگی	۲۰

آہی ارمان رہا ہمکو منانا کوئی
آج اِس ڈر سے نکلتا نہیں تنہا کوئی
دلکو تھامے ہوئے وہ نکلے ہیں گھر سے باہر
آئنہ دیکھکے انصاف سے کہدو اتنا
تم وہ محبوب کہ بستر تک نہ اوٹھا یا شب وصل
کیا ہی بہلاتا ہے فرقت میں تصور انکا
ہائے کہتا یہ کسی بت کا مرے مرنے پر

وصل کی رات میں روٹھی نہ تمنا کوئی
رو کے بیٹھا نہو دروازے کا رستا کوئی
کہہ رہے ہیں کہ مری یاد میں تڑپا کوئی
میں برا ہی سہی تم سے بھی ہے اچھا کوئی
ہم وہ محرم کہ نکلی نہ تمنا کوئی
دم بدم مجھسے یہ کہتا ہے وہ آیا کوئی
کیا خدا دیگا نہ اب چاہنے والا کوئی

سیکڑون سحر بھرے ہین تیغ کرشمے لاکھون
دیکھئے تیرہ مین نہین نام کو آنسو باقی
آج وہ کہتے ہین اس شرط سے ہم آئینگے
شاد ہین عاشق خداداد سے قسمت والے
ای فلک وصل کی شب وصل کا وعدہ کیسا
مجھکو لپٹا کے شب وصل وہ یون بول اوٹھے
جلوۂ طور نظر آتے ہی پہچان لیا
چلدیے ہوش و خرد چھوڑ کے تنہا مجھکو
کیا عجب ہی اسی جینے سے تسلی ہو جائے
آج کیا ہی کہ وہ جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین
ای فلک وصل صنم اپنے دنون تک پورے
صدقے اس جوش جوانی کے وہ خود بول اوٹھے

دیکھ لے یار کی آنکھونکا تماشا کوئی
روئے کب تک مری تقدیر کا رونا کوئی
شوق تیرا نہ کرے اور تقاضا کوئی
بے نصیبونکی تمنا ہی تمنا کوئی
دے چلا ہی مری تقدیر کو دھوکا کوئی
آج آگے مرے چلا کے نہ رویا کوئی
آنکھ کیطرح نہین اونکا سنبھلتا کوئی
تم نہ آئے تو مرے پاس نہ ٹھہرا کوئی
سنتے جاؤ دل بیتاب کا شکوا کوئی
جائیے جائیے طالب نہین دلکا کوئی
خود کہین ہم کہ نہین دلمین تمنا کوئی
سیکھ جائے مرے جوبن سے ابھرنا کوئی

۲۶۷

سارے ارمان اوچھل پڑتے ہین دلکے احسان
نام لے لیتا ہی جب پیار سے آدھا کوئی

۱۹

میرا ایمان ہی غارتگر ایمان کوئی
ان پہ پیدا دون مین ایسا نہین انسان کوئی
وائے غفلت نہوا دلمین نمایان کوئی
جھوٹ یہ بات کہ جھوٹی نہین اونکی قسمین
یہی کہتے رہے وہ وصل مین شب بھر مجھسے

آج دیتا مجھے لوٹے ہوئے ارمان کوئی
کہ گلہ کرتے ہی ہو جائے پشیمان کوئی
آنکھ کہتی ہی اسی گھر مین ہی مہمان کوئی
سچ یہ تقریر کہ سچا نہین پیمان کوئی
چھوڑ دو ہمکو وہ گوشے مین ہی نگہبان کوئی

وصل کی شب ہی ہمین ڈھونڈ کے لا دو ای چرخ
زخم شمشیر ستم مین نے خوشی سے کہائے
شکوۂ جور نے کیا کام نکالا شب وصل
وائے تقدیر رہے خانۂ عاشق تاریک
کیون خفا ہوتے ہو تم عرض تمنا سُنکر
رد ٹھہے مین جو لکھا ہی بجا ہی مکتوب طلب
ای فلک عشق مین پتھر سے تڑپنا اچھا
آمد و رفت رہے مجھسے اگر لطف کے ساتھ
غیر سے کسلیے تم آئنہ منگواتے ہو
ای اجل اور بھی اک شب کی مجھے مہلت دے
اپنے مطلب ہی کی کہتا ہو جو کچھ کہتا ہون
اپنے کوچے کو کہا کرتے ہو گلزار جنان
شب وصل آئے تو لپٹا کے کہو نگا ونسے

دلِ مشتاق کا نکلا ہوا ارمان کوئی
کیون ہی میرے لیے انگشت بدندان کوئی
عذر کچھ کر نہ سکا ہوکے پشیمان کوئی
دشمنون کے لیے ہو شمع شبستان کوئی
بہت اچھا ہے مرے دل مین نہین ارمان کوئی
کیون کرے ہمسے کبھی وعدہ و پیمان کوئی
دردِ دل میرے نہو جانکا خواہان کوئی
کیون شکایت ہین کرون ہیں ہوا پشیمان کوئی
تمکو ملتا نہین کیا دہر مین حیران کوئی
یا نہ آیا ہی کسی شوخ کا پیمان کوئی
کیا سُنے عرض تمنائے فراوان کوئی
کس طرح جو رنہ سمجھے تمہین انسان کوئی
آج بھی ساتھ ہی جوبن کا نگہبان کوئی

۲۶۸	ہی جتنے رہین حاصل ہی نہین وصل حسینان مرنے والونکا بھی ارمان ہی ارمان کوئی	۱۵

ہو منانے کی غرض سے مرا مہمان کوئی
بوسہ پاتے ہی رہا دل مین نہ ارمان کوئی
کہتے ہی کیون ہان لیے سچ مردِ مسلمان کوئی
چاک کر دیکھ کے ای دوست ہمارا دلکو

دیدے یارب مجھے روٹھا ہوا ارمان کوئی
ادھر سے بحر کرم اور بھی احسان کوئی
وعدۂ حق تو نہین آپکا پیمان کوئی
راستہ کیسے یا نکل جائے نہ ارمان کوئی

ہم ہی کیا یاد کرینگے خلشِ الفت کو
دلمیں اُٹھّیگا نہ تراناوکِ مژگان کوئی

نہ سہی وصل طبیعت تو سنبھل جائیگی
ہم سے جھوٹون ہی کرے وصل کا پیمان کوئی

دل یہ اوچھلا کہ نہ قابو میں سحر تک آیا
یون بھی دیکھے نہ کبھی خواب پریشان کوئی

کیا اوسے اپنے تصور سے گرین گے آپا
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کیون دلِ حیران کوئی

نخوتِ حسن دکھانے کے لیے بیٹھا ہے
اونکلی سے کہے ہوئے بالائے زنخدان کوئی

نظر آتی نہیں ارمان بھرے دل کی خبر
آج آتا ہے لے دہر بہ زدہ دامان کوئی

ناوکِ اندازون کو کیا یاد کرینگے ہم بھی
پھانس بنکر رہا سینے میں پیکان کوئی

سیر بر آرہتی ہے ہر مرتبہ آتشِ عشق
اونسے اولجھا کرے ایسا نہیں نادان کوئی

جمع رہتے تو ہین کوچے میں ترا رو وحشی
آپ ہشیار نہیں ہے نہ گریبان کوئی

ہوش تھا مجھکو طبیعت تھی الم سے یکسو
ایقلک کیون نہوا آج بھی مہمان کوئی

۲۶۹	شکوۂ صد تہ دوری نہ بہت کر احسان وصل کی شب ہی نہو جائے پشیمان کوئی	۱۲

وہ نہ آئے مگر انکار ابھی رہنے دے
میرے ارمان کی امید لگی رہنے دے

بانکپن کا وہی سامان ابھی رہنے دے
زلفِ پرخم میں دل اسکا یونہیں الجھا رہنے دے

ہوش آتا ہے شبِ غم جو ترے غافل کو
غش یہ کہتا ہے ذرا آنکھ لگی رہنے دے

وہ ادا وصل میں ہم چاہتے ہیں مر جائے حسن
پردۂ شرم میں اے یار ابھی رہنے دے

کیون ٹھہر جاتا ہے پہلو میں جو درد اوٹھتا ہے
مجھکو بیتاب ہی دو چار گھڑی رہنے دے

مرنے والا ہی کوئی آج کے دن تو اے شوخ
سرمہ آئینہ حنا پان مسّی رہنے دے

دل ہی ملتا نہیں تو آنکھ ملانے سے حصول
یہ بھی اے بانیِ بیداد ابھی رہنے دے

رونیوالوں سے نہ ہو جائے کسی روز بگاڑ
حشر میں وہ بھی ہمارے ساتھ اٹھینگے ای بت
تجھکو کیا فکر ہے ای شوخ کہ ابتک نہ ہنسی
حشر کے روز تجھے سامنے آنا ہوگا

ای مرے دوست بناوٹ کی ہنسی ہنسنے دے
ہر رونیوالوں سے گلی اپنی بسی رہنے دے
دل تو بچتا ہے مرے دل کی لگی رہنے دے
ای صنم کان میں یہ بات پڑی رہنے دے

۲۷۰

یادِ جاناں لئے جگتا یا ہمہ شب غم احسان
بختِ خفتہ نے کہا آنکھ لگی رہنے دے

۱۶

فتنہ سازی نگہ ہوشربا رہنے دے
کوئی کیوں تیری تمنا کے سوا رہنے دے
شکوۂ دردِ جگر سنکے یہ کہنا کیا خوب
اپنے ارمانوں کو ناکام بنا کر نہ نکال
مل ہی جائیگا کہیں وصل کا پہلو شب وصل
قابلِ دید بنایا ہے خدا نے تجھکو
دستِ گستاخ کا حارج نہیں ہے کوئی شب وصل
آنکھ سے دیکھنے کا مزا ہی ادا ہے ہم کو
اور تدبیر اگر وصل کی ناممکن ہے
ہاتھ اوٹھاتے ہے یہ کہدیا ہے بخت کا کام
تو نہ غافل کبھی ای نازِ مسیحائی ہو
خوگرِ جور و ستم ہو گئے ستم ہے ای یار یہ
عشق کی آگ کو دل ہی میں دبا رکھے عاشق

آنکھ کے سامنے مدہوش پڑا رہنے دے
پاس کہتی رہے دشمن مجھے آ رہنے دے
اوس سے تکلیف تجھے کیا ہے پڑا رہنے دے
درد کیطرح مرے پہلو میں ٹھہرا رہنے دے
اپنے ہمراہ مروت کو حیا رہنے دے
خود نمائی تجھے کسطرح چھپا رہنے دے
ہاتھ پھر پاس ہے یہ ہمکو ہمارا رہنے دے
چھپکے آئینے کو شب تجھے قضا رہنے دے
دل ہی دل میں کہیں کہنے لگیں تیغ کو خدا رہنے دے
مل چکے وہ تجھے بیٹھ اپنی قضا رہنے دے
کوئی جینے سے خفا ہے تو خفا رہنے دے
اپنے منہ سے میں کہوں مشق جفا رہنے دے
سینے میں تجھنے کو بھی پہلو واں لیے لگا رہنے دے

صحبتِ واعظ میں بیٹھیں ہی تو جھپک جائے آنکھ — فیضِ ساقی مری توبہ میں خمار رہنے دے

نارسائی سے بھی کچھ کم ہی رسائی تیری — اپنی تدبیر تو اپنی بختِ رسا رہنے دے

۲۷۱ — عادتِ دل شکنی ہے جو کسیکو احسان
توڑنے کے لیے پیمانِ وفا رہنے دے — ۹

جھرمٹ میں حسینوں کے نکلے ہیں شادان کبھی ہم بھی — پریوں میں رہے ہیں مثلِ سلیمان کبھی ہم بھی

دل پر جو پڑا تیر کہا بڑھ کے جگر نے — ہوتے یونہیں شرمندۂ احسان کبھی ہم بھی

بھیج اپنی تصویر ہی کو غمخانۂ دل میں — ای یار کریں خاطرِ مہمان کبھی ہم بھی

مدت سے تو دل اک بتِ کافر کی طرف ہے — کچھ یاد نہیں ہونگے مسلمان کبھی ہم بھی

کہتے ہیں وہ دشمن کی محبت نہیں تجھکو — کس طرح نکالیں ترے ارمان کبھی ہم بھی

ابھرے ہوئے جوبن کو چھپاؤ گے کہاں تک — کہتا ہے وہ خود ہونگے نمایان کبھی ہم بھی

روز آنے کا اقرار کیا ہم نے کئی بار — تم نے مگر اتنا نہ کہا ہاں کبھی ہم بھی

در پردہ وہ کہتے ہیں قیامت کا جو ڈر ہے — خود ہونگے جفاؤں سے پشیمان کبھی ہم بھی

۲۷۲ — احسان عدو نے تو کہا حال سب اپنا
کہدیتے کسی سے غمِ پنہان کبھی ہم بھی

ابھی کچھ اور مجھے لطفِ جلوہ گاہ ملے — تمہیں خدا کی قسم مہر زیرِ نگاہ ملے

جو خاک کو نہ کہیں بھاگنے کی راہ ملے — کسی کے گوشۂ دامن ہی میں پناہ ملے

اسی امید میں دم رک رہا ہے آنکھوں میں — تری نگہ سے مری آخری نگاہ ملے

ہم اپنے ڈوبے ہوئے دل کی پوچھ لیں حالت — اس کی کشتیِ امید اگر تباہ ملے

شبِ فراق میں یوں سونگی دعا ہے بھی — کمندِ بامِ اجابت ہو ایسی آہ ملے

گلہ ہی ہمکو تری چشم سرمگین سے یہی
حیا ہو ہم سے تو دشمن سے کیون نگاہ ملے

چلے جب آبلہ پائی مین سوئے دشت جنون
کئی جگہ ہمین رستے مین خار راہ ملے

دل و جگر نہ کہین گے ہماری ہی ہر گز
انہین ہمین کہے ہین جو طرفدار وہ گواہ ملے

بتون کے جور و ستم کی خدا سے ہو فریاد
ہلائے عرش کی زنجیر جو وہ آہ ملے

کسی نے یہ ہی نہو چہا کہ کیا گزرتی ہی
ہزار بار حسینون کو ہم تباہ ملے

یہ آرزو ہی کہ گم گشتگی ہو کچہہ ایسی
کسی کے کوچے سے نکلون نہ پہر راہ ملے

خضاب رنگ دکھاتا ہی ریش و اخط ایسے
خدا کرے کہ نہ ہم مین یہ رو سیاہ ملے

خیال غیر کا مسکن ہی جس جگہہ ای یار
مجھے بھی رہنے کو ایسی فرودگاہ ملے

وہ میرے دلمین جو حسرت کی طرح آگئے ہین
یہ آرزو ہی نکلنے کی پہر نہ راہ ملے

وہ کس طرح سے مرے پہلو سے لے گئے دل کو
کہین نہ اسکے زمانے مین دو گواہ ملے

ابہی سے کرتے ہین پائی جو رنہ آکسیہ
ہمین نہ حشر کے دن کوئی دادخواہ ملے

۲۷۳	شراب کی جو مین رکہون سبیل ای احسان ثواب مین ہی مجھے لذت گناہ ملے	۱۵

وہ آئے لطف ملاقات گاہ گاہ رہے
خیال یار سے آنکہ تو رسم و راہ رہے

نہ دلدہی نہ محبت نہ رسم و راہ رہے
ستم تو یہ ہی وہ کہتے ہین ضبط آہ رہے

تمام عمر حسینون کی ٹہوکرین کہائین
رہ طلب مین رہے ہی تو سنگ راہ رہے

اب اور ای شب فرقت مین کیا کہون تجکو
خدا کرے کہ تو دنیا مین روسیاہ رہے

یہی خوشی ہی تو کہہ دین تمہاری خاطر سے
نہ ہمنے خاک اوڑائی نہ ہم تباہ رہے

بلا سے صدمہ دوری ہو لیکن ای محسن
تری طرح نہ مقدر مرا سیاہ رہے

خدا کی شانِ کرمی کو ہمسے پوچھے کوئی — گناہگار بھی ٹھہرے تو بیگناہ رہے

ہمارے چاکِ جگر کو سیو نہ بخیہ گرو — کسی کی آمد و شد کے لیے تو راہ رہے

سنبھل سنبھل کے طبیعت فراقمیں گھبرائی — بھٹک بھٹک کے رہِ عشق میں تباہ رہے

خدا کے سامنے کہنا پڑیگا حشر کے دن — تری زبان مرے درد کی گواہ رہے

ہزار ہجر بھرے ہوں تو کچھ نہیں پروا — مگر عتاب سے خالی تری نگاہ رہے

ٹھہر کے پوچھ لو عاشق کا حال حسرت زدہ — تمہارے ساتھ کہاں تک ہماری آہ رہے

مجھے پسند نہیں آسمان کا پھرنا — تمہیں تباہ رہوں یا وہی تباہ رہے

دمِ اخیر وہ پھر عیادت کو آ گئے ہیں — اب آج تو مری حسرت بھری نگاہ رہے

۲۷۴	یہ کیا وفا ہی تم احسان مر نہیں جاتے غضب ہی آنکھ سے اوجھل وہ رشکِ ماہ رہے	۱۱

ہجر میں نکلی مری جان بڑی مشکل سے — یہ مصیبت ہوئی آسان بڑی مشکل سے

روک کر دل میں تری یاد کو رکھا ہم نے — آج ٹھہرا ہی یہ مہمان بڑی مشکل سے

دلِ صد چاک کے ٹکڑے نہ پراگندہ کرو — جمع ہو نکلے یہ پریشان بڑی مشکل سے

ہم کہے دیتے ہیں بے سود ہی پامالی دل — مٹتے ہیں وصل کے ارمان بڑی مشکل سے

یار کو دیکھ کے مچلے تو تھے اطفالِ سرشک — آج مانے ہیں یہ نادان بڑی مشکل سے

ناتوانی نے کیا دستِ جنوں کو بھی ضعیف — چاک ہوتا ہے گریبان بڑی مشکل سے

یار و گلزار و شبِ ماہ و شراب و ساقی — ہاتھ آتے ہیں یہ سامان بڑی مشکل سے

کافر آنکھوں کو بتاؤ نہ تم اعجاز نما — اسکو مانیں گے مسلمان بڑی مشکل سے

دلمیں حسرت کی طرح خاک اوڑائی برسوں — ہمنے پایا ہے تجھے اے جان بڑی مشکل سے

اور سب کچھ مگر اوس بت کو خدا ہی کہنا | یون بچا ہی مرا ایمان بڑی مشکل سے

۲۷۵ | آئینے مین سیکڑون جیلے تھے ہزارون انکار / لائے ہم یار کو احسان بڑی مشکل سے | ۱۱

کہتے ہین وہ مجھکو مرا شیدا ہی نہین ہی
مظلوم کی فریاد کبھی سنتا ہی نہین ہی
تم اور کبھی مجھسے ہم آغوش نہ ہوتے
سو دیتے ہوئے دیکھے اونکی نگہ نے مرے دلکو
پردے مین ہی کیون برق تجلی سر طور
بیٹھے رہو پہلو مین کہ در وا ہے اوٹھنے یہ لگے
وہ سامنے آتے ہین مگر کہتے ہین یہ بھی
کیون ہمکو ہو انکار سبٹ جانے سے اتنا
سب حد سے شب ہجر تھے اوٹھ ہوا ہمین سے
کہتے ہین وہ تعریف کے قابل نہین عاشق

سچ ہی کہ تڑپنا ابھی دیکھا ہی نہین ہی
چلاؤ کہ رو رو اوسے پروا ہی نہین ہی
جذب اثر شوق و تمنا ہی نہین ہی
نادان ہی ایسا کہ سمجھتا ہی نہین ہی
کیا اور کوئی دیکھنے والا ہی نہین ہی
دل پھیر لین ان بات کا جھگڑا ہی نہین ہی
تو نے ابھی جلوہ مرا دیکھا ہی نہین ہی
کیا دلمین ہمارے کوئی تمنا ہی نہین ہی
پھر کہتے ہو یہ تیر کلیجا ہی نہین ہی
فرماتے ہین برا کیا ہی جو اچھا ہی نہین ہی

۲۷۶ | وصل اوسکا میسر ہو مجھے کسطرح احسان / یہ تو مری تقدیر مین لکھا ہی نہین ہی | ۱۳

مین مانگتا ہون بوسہ وہ کہتے ہین ٹھہر بھی
آئینے مین منہ دیکھکے حسرت ہوئی اونکو
جب دیکھتا ہو میری ہی آنکھوں مین ہی جو
دل کہتا ہی اب جان جو آتا نہین ممکن

اک بات عزیز ارادہ پھر بھی ہی اودھر بھی
خود کہتے ہین اس حسن کے ہوتے ہین بشر بھی
ای حسرت دیدار کہین ہی تر آنکھ بھی
قاتل کی طرفدار ہی در دیدہ نظر بھی

اللہ ہجوم غم و دوری کو نکالے
سینے میں دبا جاتا ہے اب دل بھی جگر بھی

ڈھونڈھتا کبھی اوس بت کو کبھی گم شدہ دلکو
رہتی ہے پریشان مرے ساتھ نظر بھی

آنکھوں میں جو رک رہتا ہے دم آنے سے اونکے
کہتے ہیں ہمیں دیر ہوئی جاتی ہے مر بھی

دل مضطرب الحال ٹھہرتی ہے شب وصل
کم بخت سے کہتا ہوں ذرا دیر ٹھہر بھی

وہ آنکھ ملاتے ہی جو ہو جاتے ہیں بیتاب
کہتے ہیں سحر آئی ہے حسرت کی نظر بھی

غیروں کی طرف جاتے ہو جاؤ یہ رہے یاد
اکثر وہ تڑپتے ہوئے آ گئے ادھر بھی

رونے میں جو یاد آتی ہے انہوں کی تباہی
دل تھام کے رہ لیتے ہیں ہم اور جگر بھی

کچھ دیکھکے ادہر سے جو جوبن کو چھپانا
ہمراہ مرے گھورنے والی ہے نظر بھی

٢٧٧ — دلکی ہے تمنا کوئی ملتا تو یہ کہتا
احسان کبھی گھر سے نکلتا تو ادھر بھی — ١٢

حیران جائیے نہ پریشان جائیے
مقتل میں لیکے ہو تو کا ارمان جائیے

اچھی نہیں ہے وصل کی شب یہ نہیں نہیں
کہنا مرا خدا کے لیے مان جائیے

دشمن کی دشمنی کو سمجھتے ہیں دوستی
اس پر ہو لیے ہیں یہ آپ کے قربان جائیے

تیر ستم کا چاہیے کوئی تو یادگار
دلمیں ہمارے چھوڑ کے پیکان جائیے

کہنا یہ اونکا یاد ہے بزم شراب میں
پی لیجیے خدا کے لیے مان جائیے

عاشق کے جاننے کا بتاؤ ہمیں کیا نشان
حسرت بھری نگاہ سے پہچان جائیے

ہم کو بھر آئی حسرت دل ہی عزیز ہے
نکلے نہ انکا وصل کا ارمان جائیے

میری جو شامد و انکا ذرا کیجیے خیال
روٹھے رہے بہت مگر اب مان جائیے

اللہ رے شوق کہتا ہے دل اٹھتے رو یار پہ
اکدن میں لاکھ بار تو قربان جائیے

پوچھے کب میں آج تصدق ہوں آپ پر — وہ گل کا ناز گل کی ادا جان جائیے
جس رنگ میں مجھے نظر آتا ہے حسن یار — آنکھیں پکارتی ہیں کہ پہچان جائیے

۲۷۸ — احسان مر چکے ہیں کسی پر خوشی سے ہم / پھر بھی یہ آرزو ہے کہ قربان جائیے — ۲۱

یار کے ہاتھ سے جو ہو وہ مآل اچھا ہے — دلکو تلووں سے مسل دے یہ سوال اچھا ہے
دلکو تڑپائے جو اگر وہ خیال اچھا ہے — بس یہی آنکھ لگانے کا مآل اچھا ہے
شکووں سے تذکرۂ شوق وصال اچھا ہے — کچھ برائی نہو جس میں وہ سوال اچھا ہے
بزم میں دلکو مرے دیکھکے چپ بیٹھے ہیں — دل ہی دل میں وہ سمجھتے ہیں کہ ملال اچھا ہے
ہو رہی ہیں تصور میں ستمگر کی باتیں — سو تمناؤں سے اک تیرا خیال اچھا ہے
دل لگی کی بھی کوئی چھیڑ محبت میں رہے — چٹکیاں لینے کو ارمان وصال اچھا ہے
مجھکو جب پاتے ہیں وہ بستر غم پر بیہوش — گھر کو یہ کہکے پلٹ جاتے ہیں حال اچھا ہے
وعدۂ وصل کرے غیر کی خاطر سے کوئی — اس خوشی سے تو جدائی کا ملال اچھا ہے
آپ نے دلکو مرے سیکھ کے کیوں پھینک دیا — پاس رکھیے اسے لیجائیے مال اچھا ہے
ستم چرخ اوٹھانے کے لیے کون رہے — خاک میں ہمکو ملا دے تری چال اچھا ہے
قابل داد گھڑی بھر کی ملاقات نہیں — دل میں رہنے کو جو آئے وہ خیال اچھا ہے
نگہ ناز نے کچھ پوچھ لیا تھا اوٹھکر — آج کل سے دل بیمار کا حال اچھا ہے
وہ نہ بوسہ دیں مگر ہنسکے ہٹا دیں مجھکو — جس میں پہلو ہو خوشی کا وہ ملال اچھا ہے
کہکے لبھاتے سخن ساز نکل جاتے ہیں — انکو بھی بات بنانے میں کمال اچھا ہے
تم نے لپٹا کے مجھے دور کیا درد فراق — ہاتھ کیوں کھینچتے ہو اب مرا حال اچھا ہے

جب گرا ہاتھ سے توبہ کی طرح ٹوٹ گیا
وصل ہو جائے تو پھر وصل کی باتیں پوچھیں
کھل گئے زخمِ جگر فصلِ بہار آنے پر
بیٹھکر وہ پہلو میں ہنستے ہیں گیا کیا
ہم کہے دیتے ہیں ای بت کہ خدا بھی ہے جمیل

اِس کرامت میں مرا جامِ سفال اچھا ہے
چھیڑ کا جسمیں ہو پہلو وہ سوال اچھا ہے
دلفگاروں کے لیے اُنکے یہ سال اچھا ہے
گدگدانے میں ہے مرِ دل کو کمال اچھا ہے
دیکھ نخوت سے نہ کچھ میرا جمال اچھا ہے

٢٧٩	آنکھ کا سحر لبِ یار کا اعجاز احسان کس کو ترجیح دوں دونوں کا کمال اچھا ہے	٩

اسطرح ہم طرفِ کوچۂ دلدار چلے
جاتے ہیں حضرتِ دل پوچھلے شوقِ وصال
نگہِ شوق نے گھورا تو ہوئی کیا تقصیر
بزم میں جمع ہیں ہوش سے آئے ساقی
کیا کوئی اور بھی ہے جانسے جانے والا
خط میں لکھوں جو حسینوں کی رکاوٹ کا گلہ
یارب اتنا تو ہو عالم میں محبت کا رواج
مل گئے وصل میں اسواسطے ارمان جیسا

لاکھ بار اوٹھے گرے دوڑ کے سو بار چلے
کسطرف آج حسینوں کے طرفدار چلے
کوئی کہیں سینہ اوٹھا کر سرِ بازار چلے
دورِ ساغر کو ہوا تاکید کہ ہشیار چلے
کدھر آئے تھے کدھر کھینچ کے تلوار چلے
دمِ تحریر سیاہی بھی تو نہ زنہار چلے
عشق کے نام کا سکہ سرِ بازار چلے
شوق کے آگے نہ اوس شوخ کا انکار چلے

٢٨٠	ہاتھ دلبر اُنکے باندھے تو وہ بولے احسان قید خانے کو محبت کے گرفتار چلے	١٣

غمِ دوست نہ ایسی ہی طبیعت ہو سکی
کس طرح شبِ وصل مروت ہو سکی

چھاتی سے لگا لیتا ہوں جرأت ہو سکی
جب آنکھ ملانے کی نہ عادت ہو سکی

دشمن کے لیے کہتا ہون پر وہ مین اونسے
تمکو نہ مری طرح محبت ہو سکیگی

نالا ہی یہ کہکر گلۂ جور و ستم کو
وہ کیا کرے جب الفت ہی عادت ہو سکیگی

معشوق کو عاشق اثر شوق بنادے
آنے مین ہماری ہی طبیعت ہو سکیگی

کہتے ہین وہ ٹہوکر سے بچ پہوٹیگی کس دن
سینے کا پہپولا ہو کہ قسمت ہو سکیگی

جس روز سے آئی ہی تو جاتی نہین ظالم
ہیٹ ایسی نہ یارب شب فرقت ہو سکیگی

یہ شوق ستم ہی کہ مری خاک بہی ہوکے
ٹہوکر وہ لگا دیتے ہین تربت ہو سکیگی

منہ آئنے مین دیکھکے کہنا یہ کسی کا
پہر کیا ہی جو ایسی ہی نہ صورت ہو سکیگی

دلمین تری جو آئی تو مجہکو نہ بتایا
ایسی ہی دغا باز نہ حسرت ہو سکیگی

آراستہ ہو دیکھکے آئینہ محل مین
پنہان کسی گوشے مین حیرت ہو سکیگی

بے گنتی بلبلین ہین جیسے شب و روز وصل
پہر کیا ہی جو اتنی ہی نہ ہمت ہو سکیگی

٢٨١ | بوسے کی طلب پر وہ کہا کرتے ہین پہر تا تک
احسان کم اتنی بہی نہ ہمت ہو سکیگی | ٩

زندگی نذر جدائی ہوگئی
ہم سے اتنی بیوفائی ہوگئی

عشق نے بدنام ہمکو کردیا
روتے روتے جگ ہنسائی ہوگئی

اپنے روٹھے کو منایا ہمنے آج
ہم سے سیدہی کج ادائی ہوگئی

اوٹہکے آ بیٹھا جو پہلو مین کوئی
درد کی دل سے جدائی ہوگئی

عشق کا قبضہ ہی صبر و ہوش پر
دل کی ہر دولت پرائی ہوگئی

شہرہ ہی بے پردگی یار کا
کیا ہی رسوا خود نمائی ہوگئی

ہم گلی مین بہی قدم رکھنے نپائے
یار کی دل تک رسائی ہوگئی

ہر کدورت کی صفائی ہو گئی	میرے سینے سے جو آلپٹا وہ شوخ

۱۳	وصل میں احسان اوسکی ہر ادا مجھکو طرز دلربائی ہو گئی	۲۸۲

عشق سے فرصت نملی دلکو سنبھلنے کے لیے
آوے مجھپر کیف افسوس ہی ملنے کے لیے
ہمرہ اشک جگر پڑتے ہیں دلکے ٹکڑے
میرے سمجھانے میں اور زخود رفتہ ہوئی
دلکو اونکے بھی کرے عشق کی تاثیر گداز
گھر رہا ہی یہ شب وصل بناوٹ کا بگاڑ
اے غم و یاس یہ کیا ہے پر لگا رکھی ہی
کچھ مزا پایا ہی ایسا کہ ہوا ہوں آصفی
پاؤں رکھتا ہی نہیں فرش میں منعم آکر
بیخودی میں ہیں ہر وقت یہ ارمان ہما
سخت جانی کی شکایت ہی مجھی سے اونکو
جسکو وہ عاشق لیتا ہی تو ان کہتے ہیں

مجھپر آفت بھی جو آئی تو نہ ٹلنے کے لیے
بھی پہلو ملے حسرت کو نکلنے کے لیے
او ٹھکر ہے ہولیتے ہیں وہ ہاں ایسے ملنے کے لیے
آپ ہی کہتے ہیں طبیعت سے سنبھلنے کے لیے
ہمتو حاضر ہیں طبیعت ہی بہلنے کے لیے
آج بگڑا ہی مزاج اونکا سنبھلنے کے لیے
راہ دو دل سے تمنا کو نکلنے کے لیے
اپنی حسرت کو ترے غم سے بدلنے کے لیے
دو قدم کون کہے ناز سے چلنے کے لیے
کسطرح ہوش میں آتے ہیں سنبھلنے کے لیے
کند خنجر سے تو کہتے نہیں چلنے کے لیے
وہ نہیں ہیں غم و اندوہ سے ڈھلنے کے لیے

۱۶	یہ تمنا ہی کہ لپٹائے رہیں ہم احسان یار آغوش میں گھبرائے نکلنے کے لیے	۲۸۳

وہ دل کہ جسکو حسرت بوس و کنار ہی تم جھوٹ بھی کہو تو نہیں اعتبار ہی	اون بے وفا ہی بخت عدو بیشمار ہی یہ کیا کوئی نہ آئے تو کیوں انتظار ہی

مدت سے دل مین حسرتِ پیکان یار ہے
دلمین سرورِ وصل ہی ہے رنج ہجر ہے
کہتے ہو کیا ہماری گلی مین ہے گور دفن
دامن اوٹھا کے چلنے کی عادت ہے راہ مین
تم ہاتھ بڑہکے میری ہی گردن مین ڈالدو
اشک اپنے پوچھ لیتے ہین ہم اونکو دیکھکر
شکرِ خدا کہ یہ تو وہ بولے زبان سے
اک رحم دل حسین کو بے رحم کردیا
ارمان بڑہ چلے ہین جو تمکی رہا تمکین
خارِ الم چبھو کے نہ اے عشق دے فریب
جب کہدئے ان بتون کو فریاد رس نہین
ایسے سے کیا ملین تغافل جو یہ کہے
کیا ہے جو پوچھتے ہو کسی کا نشانِ قبر

ظالم کی چٹکیون سے کلیجا فگار ہے
کچھ نشہ چشم شوق مین باقی خمار ہے
ٹھوکر لگا کے پوچھلو کسکا مزار ہے
ہر خاک کو سمجھتے ہین ہم راہ غبار ہے
پھر گفتگو مجھی سے کہ تو بیقرار ہے
دامن ہمارے آنسوؤن کا پردہ دار ہے
ہلتا ہے آسمان کوئی بیقرار ہے
طرفہ یہ شیوۂ ستم روزگار ہے
دل پر تمام عمر کی حسرت نثار ہے
کھٹکے جو بار بار وہ پیکان یار ہے
آنکھین پکارتی ہین شبِ انتظار ہے
ہمسایہ ہے کوئی خلق مین غفلت شعار ہے
وہ خاک اوڑ رہی ہے وہ سنگِ مزار ہے

۲۸۴	احسان کیا وہ قاتل عشاق آگیا مقتل مین آج کس لیے غل ہے پکار ہے	۱۳

مرحبا او دل بیتاب کے ملنے والے
آج پھر روٹھے ہین تیوری کے بدلنے والے
لب جان بخش نے کچھ کہکے اوٹھنے روک لیا
رک رہا حلق پر اسطرح کسی کا خنجر

بیٹھے بیٹھے تڑپ اوٹھتے ہین سنبھلنے والے
خاک مین ملگئے ارمان نکلنے والے
مرچکے تھے کف افسوس کے ملنے والے
جسطرح بیٹھکے دم لیتے ہین چلنے والے

خانۂ دل کو ہیں کہیں لوگ بسے رہتوں آباد
ہر قدم پر رہِ محبوب میں سر رکھتا تھا
غیر کے ساتھ ہیں وہ اب جگر و دل تڑپیں
یار کے درد و تصور کا ہی دل تک جھگڑا
ہوش آیا ہمیں سر رکھ کے ترے قدموں پر
خود وہ بولے جو میں اندازِ نگہ پر تڑپا
وصل کا لطف ملا وصل کے ارمانوں سے
آ کے پہلو میں سے مر جائے یہ کہنا اونکا

چند ارمان ترے وہ بھی نکلنے والے
ٹھوکریں کھا کے گرے پاؤں سے چلنے والے
کس کا ڈر کرتے ہیں شعلہ ہو آؤ جلنے والے
چلتے پھرتے نظر آئینگے ٹہلنے والے
کم ہیں آفاق میں یوں ہو گئے سنبھلنے والے
رحم کرتے نہیں تیوری کے بدلنے والے
رہنے والوں سے ہیں اچھے یہ نکلنے والے
شوخ ہوتے ہیں بہت دل کے مسلنے والے

۲۸۵	لب جان بخش کہیں حال نہ پوچھے احسان مرض الموت میں سنبھلیں گے سنبھلنے والے	۹

نہ ٹھہری ایک شب بھی عمر بھر میں وصل دلبر کی
دلِ مضطر میں ہے تیر نظر پیہاں نہ نکلا ہی
وہ تیغ مجھ سے رک رک کر ہاتھ اپنا کھینچتے ہیں
جفا سے وہ نہیں پھرتے وفا سے میں نہیں پھرتا
ہمارے خانۂ ویران کو بھی آباد کرنا تھا
بٹھا لو گا ہجوم درد و غم کو کس جگہ یا رب
ادھر ارمان بستا ہے ادھر حسرت ہے پھر جی ہے
وہ خواب ناز میں ہیں گھستے ہیں نخرے بے بستر

رہی سینے میں حسرت بن کے محشر دم ستم گر کی
ذرا پلکیں ہیں یا ہیں صفا کیا نوکیں ہیں نشتر کی
سمجھ لے یہ ابھی ادنیٰ سی تیغ ہی مجھ سے خنجر کی
ہمیشہ تم سمجھیں اور ہم میں چوٹ چلتی ہے برابر کی
تمہیں فرصت جو دیتا کسی دن غیر کے گھر کی
کہ وسعت ہی نہیں ہے اسقدر میدان محشر کی
محبت کی کشاکش سے اوکھیں ہیں انگلیاں اب کی
خریدار دو کا نہیں ہیں بازار محشر کی

	تصور میں بہت تھا ہی خوش احسان دل اپنا	

١٥	ہماری فکر گویا اک طبیعت ہی تونگر کی	٢٨٦

توہین کچھ حوصلا نکلے تو نہیں کچھ مدعا نکلے
دل بیتاب میں کہا ہی ہمنے رشک دشمن کو
ادل میں یہ سن جنکے ہیں ہم تمہاری جلوہ آرائی
نکلوے سخت پر خنجر کو چلنا چاہیے رک کر
کوئی آنکھیں ہیں پھر اگر امتحان ضبط کرتا ہی
یہ خواہش ہو بدلے اسطرح عشق اپنی تاثیرین
خبر دشمن کو پہونچائی ہی میری بیقراری کی
تصور ہی میں لعل لب سے ان کے شیرینی ہی حسن شکر
مر اسکو نکو خود اپنا تصور ہی سمجھکر روکا
لگانا ہی جو خنجر تو لگاؤ اس لگاوٹ سے
شب وعدہ بھی جھگڑے ہو رہے ہیں ذکر دشمن پر
بہت اچھا ٹھہر یکر ہم تصدق ہوتے ہیں تم پر
کرشمے تیری آنکھوں کے زمین پھر جانسے گئے
بہت سے پھر رہے ہیں ہم بگڑ کر ایک کے ٹھہسے

او ہر تم کو سنے ودا سطرفت ... دعائے
کہیں ایسا نہو یہ غم بہی درد لا دوا نکلے
تماشا دیکھنے کو اسلیے محفل میں آ نکلے
کہ کچھ تو یار کی مشق ستم کا حوصلا نکلے
ستم بھی کچھ اسی انداز کے طبع آزما نکلے
ستم جسکو میں سمجھوں ہو وفا وہ نکی وفا نکلے
او ہیں کے دوست ... تیر نالہ نارسا نکلے
انہیں تو تم نہیں شاید کچھ محبت کا مزا نکلے
یہی آج انکا آشنا نکلا وہ میرا آشنا نکلے
وہاں زخم سے سو ان کے صدا مرحبا نکلے
کہو پھر لطف کیا آئے کوئی ارمان کیا نکلے
برائی ہی بھی نہ مدعی کا مدعا نکلے
اگر انمین سے مطلب کی بھی کوئی ادا نکلے
تلاش یار میں نکلے بھی تو ہو کے رسا نکلے

١١	در بیت الحزن پر اسلیے احسان بیٹھا ہوں کہ اس رستے سے نہیں شاید کبھی وہ بیوفا نکلے	٢٨٧

نہو جو وصل کیا شوق کہ جیسے دم نکلتا ہی
خموشی سے وہ بت آئینہ خوبی نہو کیونکر

یہ وہ آیا ہوا ارمان ہی جو کم نکلتا ہی
کہ حسب نے بیں ہی تصویر کا عالم نکلتا ہی

ترا وہ پھر اسہوا جوبن ہی جاوے دو بری انہین
انہین سے جان جاتی ہی انہین پر دم نکلتا ہی

عدو کو مین بتاتا آرزو اپنی معاذ اللہ
تمہین نے کیون یہ پوچھا کس ادا پر دم نکلتا ہی

عدو کے سامنے رو رو کے اٹھا آلم کیسا
ترا مطلب بھی کچھ ای دیدۂ پرنم نکلتا ہی

عزاداری ہماری حسرتِ کشتہ کی کی سب نے
ہجوم آہ بھی بنکر صفِ ماتم نکلتا ہی

تجھے جو آنکھ دیکھا کرتی ہی دشمن کے پہلو مین
اوسی سے اشکِ حسرت بنکے پرنم نکلتا ہی

فلک بھی کہدے کبتک ہی سے غافل کو جینے دو
وہی نالہ کہ جو اب سینے سے پیہم نکلتا ہی

کبھی جاتی نہین کچھ نشہ ملکر آنکھون کی کیفیت
کسی کے منہ چھپانے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

لہو رو کر حسرتِ دین گیا او نہین جوشِ تمنا کی
کہ اشکون وہ بھی آنکھون سے ہماری کم نکلتا ہی

۲۸۸	ہمارے پوچھنے والون سے لکھا ہی وہ بت اکثر وہی احسان جو اسکو چے سے ہر دم نکلتا ہی	۱۵

نہ پوچھو ہوا کیا مہمان آتے آتے
کسی نے لیا نیم جان آتے آتے

وہ کیون گھر مین بیٹھے یہان آتے آتے
ہوئے کس لیے بدگمان آتے آتے

نہ چلائے دیکھی ہمتین ناتوانی
جھجکین گی یہ ایک فغان آتے آتے

مری طرح ہو جائے زلفون کا سودا
تجھے چکر ای آسمان آتے آتے

اونہین کھینچ لائے مرا جذبۂ دل
ابھی تو نہین ہو گی ہان آتے آتے

فلک ہمسے پوچھے تو کیونکر بتائین
وہ کیون ہو گئے مہربان آتے آتے

اسی ظلم مین ہین محبت کے پہلو
سنائین وہ جو سو گالیان آتے آتے

خدنگِ نگہ چل گئے دلمین نہ بیٹھا
کہا کیون مرے مہمان آتے آتے

ابھی کم سنی ہے ابھی سادگی ہے
اونہین آئینگی شوخیان آتے آتے

الٰہی بتاؤں ہے کہ لیں وہ توبہ
اِدھر جالتے جاتے ہیں نالے کھا کیں ہم
عدو سے وہ کرتے ہیں کچھ ذکر میرا
اونہیں میری صحبت نے باتیں سکھائیں
مرے ولیں آکر کوئی بیٹھ جائے

مری نوبت امتحان آتے آتے
اودھر ہو گئے وہ جوان آتے آتے
خبر آگئی ہچکیاں آتے آتے
ہوئے بے تکلف یہاں آتے آتے
الٰہی لبوں تک فغان آتے آتے

۲۸۹	عدو کی بناوٹ ہی احسان یہ بھی وہ سو بار بگڑے یہاں آتے آتے	۱۱

دل لیگئے پہلو سے وہ دیکھا نہ کسی نے
قاصد کے پھر آنے کی خوشی ہو مجھے کیونکر
ہم حشر میں دیدار کے ہو نے مشتاق تھے
بیقدر رہا دل کتنی حسینوں میں ہوئی ہے
جوبن کے ادھر نے ہیں کبھی یہ نہ ہوتی
کہتے ہیں وہ آرام سے پایا ہے جو مجھکو
سینے میں تپکتا ہی رہا آبلۂ دل
خود داد کی طالب ہے یہ کہکر نگہ ناز
دشمن کے لیے جانیں مجھکو جو بلایا
لذت ہوئی پیدا مری ہر بو تیغ شا بخت

ایسا ہی دیا ہی ہمیں وہ موقع کسی نے
ہم آئیں گے اتنا ہی تو لکھا نہ کسی نے
کیوں آج کیا وعدۂ فردا نہ کسی نے
کیا خیر ہے اتنا ہی تو پوچھا نہ کسی نے
خونِ نظر نہ دیئے بہت تمنا نہ کسی نے
چٹکی سے مرا تیر اکلیجا نہ کسی نے
نشتر یہ کس طرح کیوں آ جھیڑا نہ کسی نے
تڑپایا تجھے ہم سے زیادہ نہ کسی نے
دنیا میں کہا آپکو اچھا نہ کسی نے
رہ رہ کے ستا مرا افسانہ کسی نے

۲۹۰	جس طرح کیا عشق نے احسان کو بدنام مشہور کیا یار کو ایسا نہ کسی نے	۱۵

مدعی مطلب آشنا بھی ہے — وہ بھلا ہی تو کچھ برا بھی ہے
آہ کیسے ساتھ اک دعا بھی ہے — میری عرضی مین التجا بھی ہے
صاف لایا جواب خط قاصد — کیا پڑہا ہون انمین کچھ لکھا بھی ہے
سن سکو گے نہ تم مرا احوال — جسمین کچھ غیر کا گلا بھی ہے
کہتے ہین وہ لگاؤن کیا ہو کر — تجھکو ملنے کا حوصلا بھی ہے
مجھسے کہتا یہ اونکا وصلکی شب — آدمی ہو گئے بد بلا بھی ہے
گالیان کہتا ہین عرض مطلب پر — ہمنے کچھ کہہ دیے کچھ سنا بھی ہے
حال دل حال ہی نہین خالی — سن لین وہ طرفہ ماجرا بھی ہے
رہے ہشیار اپنے عاشق سے — مضطرب بھی ہے منچلا بھی ہے
دلمین کیون تم چھپائے بیٹھے ہو — اس جگہ کوئی دیکھتا بھی ہے
وصل مین اونکے پاؤن پر گرنا — عاجزی بھی ہے التجا بھی ہے
اودہر ہے جوبن کا اسقدر پردہ — یہ نمود کہین چھپا بھی ہے
ہجر مین اسلیے نہ کھینچی آہ — سوچتا ہون وہ کچھ ہوا بھی ہے
کیا کہون اپنا حال تیتا بی — کوئی بیدرد پوچھتا بھی ہے

۲۹۱

رند مشرب ہی کچھ نہین احسان
لوگ کہتے ہین پارسا بھی ہے

۱۱

کیون ہون بیخود مین ایسا پیار رہنے دیجیے — وصلکی شب ہے ذرا ہشیار رہنے دیجیے
یون نہین شوق و شرم کی تکرار رہنے دیجیے — وصل کے اقرار مین انکار رہنے دیجیے
ہو نہین سکتا اگر درد جدائی کا علاج — مجھکو مرنے کے لیے تیار رہنے دیجیے

ہاں علاج کیواسطے اچھا ہے پیکان خدنگ — ایک کیا دل میں ہے تیرِ نظر دو چار رہنے دیجیے

منہ چھپانا اونکا کہتا ہے روزِ حشر بھی — آنکھ ہی میں حسرتِ دیدار رہنے دیجیے

آپ در پردہ نہ چاہیں لن ترانی کا جواب — سامنے آجائیے تکرار رہنے دیجیے

مجھکو ہو سکتا نہیں سچی محبت کا یقین — جھوٹی قسمیں کہائیے جھوٹا پیار رہنے دیجیے

غیر سے چاہو نہیں بختِ نارسا کا فیصلہ — آپ اپنی رائے کا اظہار رہنے دیجیے

اونکا یہ کہنا مری گردن میں ہاتھ ڈالکر — ناامیدی کو گلے کا ہار رہنے دیجیے

خود غرض کی دوستی کا ہوگیا ہے اعتبار — مجھسے دل بیزار ہے بیزار رہنے دیجیے

۲۹۲

نہیں ہے احسان قاتل سے مری دل کی تڑپ — تیر مجھ پر چھوڑیے تلوار رہنے دیجیے

۱۳

اونکو رو رو کے جب منائی ہے — اوسکی تصویر مسکرائی ہے

آہ رستے ہی سے پھر آئی ہے — یہ رسائی بھی کچھ رسائی ہے

آپ نکلتی نہیں مرے دل سے — آہ کو شرمِ نارسائی ہے

صبحِ وصل آج کھل گئیں آنکھیں — انتظارِ شبِ جدائی ہے

کیوں نہ بس ہو سکا نہانِ یار — ہمنے اک بات اونمیں پائی ہے

خوفِ افشائے راز سے پھر یوں — دوست کی دشمنی چھپائی ہے

دیکھتے رہتے ہیں وہ آئینہ — اپنی صورت پسند آئی ہے

وہ جھڑکتے بھی ہیں چھپا کے نگاہ — صلح کے پردے میں لڑائی ہے

آپ ہنستا ہوں اپنے رونے پر — دل لگی خوب ہاتھ آئی ہے

صلح ہمنے نہ کی رقیبوں سے — بس اسی بات کی لڑائی ہے

نقشِ پا کی طرح مٹا دو ہمیں
اے فلک دیر کیا لگائی ہے
ہم سے کیا پوچھتا ہے اے صیاد
قید میں حسرت سمائی ہے

۲۹۳ | لکھ کے بھیجا ہے اوسکو خطِ احسان
ہمنے تقدیر آزمائی ہے | ۱۱

دلمیں نہیں ہیں تیروں کے پیکان کیا ہوئے
جو مجھکو تھے عزیز وہ مہمان کیا ہوئے
بن ٹھن کے آج بیٹھے ہو تنہا یہ کچھ نہیں
آئینہ پر جمال کے حیران کیا ہوئے
عالم تمام عشق کی ملت میں آگیا
ہندو کدھر گئے وہ مسلمان کیا ہوئے
کیوں اب گلی میں خاک اڑاتا نہیں کوئی
وہ تیرے گیسوؤں کے پریشان کیا ہوئے
ملنے سے اونکے جب نہ رہا مدعا کوئی
ہم پوچھتے ہیں وہ ترے ارمان کیا ہوئے
شب بھر ہی کے لیے تھا فقط اہتمام وصل
ہنگام صبح عیش کے سامان کیا ہوئے
ناکامیِ نصیب سے اٹکے ہمارے کام
دشوار اور ہو گئے آسان کیا ہوئے
تم آگئے تو دلمیں نہ پھر کوئی رہ سکا
حسرت کہاں گئی مرے ارمان کیا ہوئے
آنکھوں میں سرمہ ہے یہ لبوں پر مسی ہے آج
فرمائیے بناؤ کے سامان کیا ہوئے
سودائیوں سے آج یہ کیسا سوال ہے
دانستہ پوچھتے ہیں گریبان کیا ہوئے

۲۹۴ | کسکی نگاہِ ناز نے لوٹا غریب کو
صبر و قرار دل میں تھے احسان کیا ہوئے | ۱۱

عاشقوں کی کوچۂ قاتل میں قربانی ہوئی
یوں ادا کی سنت [illegible] سفاک نے [illegible]
میں نے جب دیکھی تری تصویر حیرانی ہوئی
کھل گئیں آنکھیں کچھ ایسی [illegible]
دیدہ اونکی نگاہِ شوخ کو لاکھوں نے دل
کیا سمجھ سے دیدہ و دانستہ نادانی ہوئی

منہ دکھا کر جھٹ سے ہین وہ جو خندان آ جاتے کہان
وحشت ارزر کو ہانک باطل اسلیے کہتے ہین ہم
تیری آنکھونکے کرشمے ہین ہی تو دیکھنا
جان شیدائی ہے دکھلی تو گلہ کس بات کا
سر جھکائے بیٹھے ہو کیون قتل کر کے تم مجھے
بانکپن ہے اک ادا اور شوخی خالی نہین
حشر کے دن لاکھ نیرنگی سے آو سامنے

جب تجھ مین کیا ہی نظر تو پشیمانی ہوئی
جب کبھی زاہد نے گھورا اثر ہم سے نادانی ہوئی
وہ ہی اک مین ہمین طبیعت پھر دیوانی ہوئی
زندگی بھر ہمکو کس مشکل مین آسانی ہوئی
کیا طبیعت آرزومند پشیمانی ہوئی
ہر دو دیکھے ہین ہو گیا جبین پیشانی ہوئی
بھول ہی جا سکتا نہین ہین شکل نورانی ہوئی

۲۹۵	آئینہ و حسن پہ کوئی قابو نہین ملتا مجھے پھر ساتھ احسان کے وہ بھی دیوانی ہوئی	۱۵

درد اچھا نہ الم اچھا نہ حسرت اچھی
کہتے ہین وہ کہ نہین ہی تری نیت اچھی
پیار کرتے جو ہین ہوتا ہون طلبگار وصال
حسن یوسف تھا جو بمثل نہ تیرا ہین چھوڑا
آرزو دون کیطرح دلمین ہی رہتی ہی
جھوٹ تم کہتے ہو تم دوست ہو میرے نہ عدو
آئینہ سامنے آتا ہی تو فرماتے ہین
ضبط فریاد و فغان جب سے کیا ہی ہمنے
نامناسب ہی مجھے عشق سے انکا اے شیخ
ایسا محبوب نہین ڈھونڈھ کے لا اے پیر فلک

مختصر یہ کہ تم اچھے ہو مری قسمت اچھی
کیون برا کہتے ہو ہوئی کہین قسمت اچھی
کہتے ہین ایسی محبت سے عداوت اچھی
آپکی شکل بہت اچھی نہایت اچھی
تجھسے اے دشمن جان تیری محبت اچھی
سچ مین کہتا ہون ہین اچھا ہون قسمت اچھی
عکس کی کچھ تجھسے ہی صورت اچھی
مجھے گھر بیٹھنے کی پائی ہی فرصت اچھی
ملتے تھوڑی سی مجھے مین ہی نہایت اچھی
جسکا دل نرم ہو خو نیک ہو عادت اچھی

جسکو ہر روز گے کہتے ہیں وہ فنا ہی میرا — جسکو ہمنفس ملتفت کہے سنیو تم وہ شکایت اچھی

بوسۂ عارض محبوب لیا دل دے کر — چیز اچھی ہو تو ملجاتی ہے قیمت اچھی

کشتۂ عشق کو ٹھکرا کے وہ فرماتے ہیں — آج کب ہے مری ٹھوکر سے قیامت اچھی

اے فلک بھیج یہاں انکو نہ ہمراہ رقیب — اس بلا سے ہے بلائے شب فرقت اچھی

۲۹۶

خواب غفلت میں ہے احسان شفق سا غمخوار
موت آجائے تو ہو جائے طبیعت اچھی

۱۰

حیا سے آئینہ کو بھی روبرو کوئی — مگر سنائے پس پردہ گفتگو کوئی

شب فراق میں جی رکھے کیا کھٹکتا ہے — یہ پھانس ہے مرے دل میں کہ آرزو کوئی

چھپائیے گل رخسار کو خدا کے لیے — نظر بچا کے اوڑا لے نہ رنگ و بو کوئی

جگر بھی ہے ترا اشتیاق مل بھی ہے شیشۂ دل — میں کیوں کہوں کہ کسی کا نہیں ہے تو کوئی

دم اپنا توڑتا ہوں میں عجب تماشا ہے — وہ جانتے ہیں نکلتی ہے آرزو کوئی

خدا سے موت کا طالب ہو تو کوئی کہہ دیتا — دعا کے واسطے بیٹھا ہے قبلہ رو کوئی

ہمارے دل کی طرح اوسکو بھی مسل ڈالیے — کسیکے ہاتھ میں دیدے دل عدو کوئی

ہوئے وہ ہنسے ملکہ رو تو دل پکار اٹھا — خبر تو خاک میں ملتی ہے آبرو کوئی

نہ جلوہ گاہ میں ہو نہ انجمن میں رہو — تمہیں بتائیگا کس طرح خوبرو کوئی

۲۹۷

یہی تو وقت ہے اوٹھ عرض حال کر احسان
غرور و ناز سے بیٹھا ہے روبرو کوئی

۱۳

حالت دل بیتاب کی سینے میں نہاں تھی — کس طرح نہ کہتا کہ وہ محتاج بیاں تھی

رات انکو میں جاگا تمہیں یاد رہی آیا — یہ منتظری تو مری آنکھوں سے عیاں تھی

۱۱	تلاش احسانِ ازرفتہ کی ہی کیون استفتا مجکو وہ گیا بیٹھا ہوا در پر کفِ افسوس ملتا ہی	۳۰۰

وہ لب وہ نگہ نامِ خدا اور ہی کچھ ہی
کہتے ہو تم اندازِ حیا اور ہی کچھ ہی
رک رک کے چل ای خنجرِ سفاک گلے پر
مقصد مجھے ہو کس انداز پہ ای یار مرا دل
مقتل مین یہی بحث عدو بات ہماری
کہنا ہی پڑا اونکو شبِ وصل مین آخر
وہ سنتے ہین جسدم تو یہ کہہ اوٹھتا ہی جی بن
زاہد ہین اللہ سے حورونکو جو مانگون
کہتے ہین مرے سامنے دل میرا چرا کر
لے لی ہی بڑے پیار سے چٹکی مرے دشمن

اعجاز ہی یا سحر ہی یا اور ہی کچھ ہی
ہان فتح یکھ لیا دیکھ لیا اور ہی کچھ ہی
رہ رہ کے تڑپنے کا مزا اور ہی کچھ ہی
شوخی تری کہتی ہی حیا اور ہی کچھ ہی
وہ بول اوٹھے تیری وفا اور ہی کچھ ہی
جو آنکھ مین ٹھہرے وہ حیا اور ہی کچھ ہی
اس اوٹھتی جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہی
عاشق ہون مرے دلکی دعا اور ہی کچھ ہی
دزدیدہ نگاہون کی ادا اور ہی کچھ ہی
محبوب کا اندازِ جفا اور ہی کچھ ہی

۱۲	نیرنگِ طبیعت کے یہ سمجھے ہین سب احسان درد اور ہی کچھ ہی نہ دوا اور ہی کچھ ہی	۳۰۱

گوشے مین بیٹھ رہنے کو میخانہ چاہیے
شوقِ وصال ای دلِ دیوانہ چاہیے
وعدہ بھی لین کسی سے تو ہنگامِ میکشی
وسعت ہمارے دل مین ہی بہلو چلو پھر و
کیفیتون کے ساتھ رہے التماس خال

جخو وہ ہون مجھکو عزلت ستانہ چاہیے
ہر شب وہ کہہ ہین تجھے افسانہ چاہیے
پیمانِ وصل کے لیے پیمانہ چاہیے
تمکو اسی طرح کا جلوخانہ چاہیے
مینا کی طرح گریہ مستانہ چاہیے

دل جل نہ بجھے گا یار کی شمع جمال پہ / تھوڑی سہی اگر محبت شمع پروانہ چاہیے

تیغ نگاہ یار کے منہ پر چڑھا ہوا ہون / ہر عمر کے ہین ہمت مردانہ چاہیے

وہ آئین سامنے مین نظر پھیر کے دیکھتا ہون / اتنا تو ہوش اہی دل دیوانہ چاہیے

ہی احتیاج شمع کی ہر گھر کے واسطے / دلمین خیال عارض جانانہ چاہیے

کیونکر ہجوم حشر مین ٹھہرون روز حشر / وحشی مزاج ہون مجھے ویرانہ چاہیے

او مست ناز جھوم کے چل اٹھ کر نکل / رفتار مین بھی لغزش مستانہ چاہیے

۱۱	احسان دلربا کے سنانے کے واسطے جو درد سے بھرا ہو وہ افسانہ چاہیے	۳۰۲

یاد کرتے ہین تجھے بیمار اوٹھتے بیٹھتے / خاک مین ملجائین گے دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بیٹھ جائے کوئی پہلو مین تو پھر اوٹھنے نپائے / مجھسے دل کا ہی یہی اصرار اوٹھتے بیٹھتے

تیری آنکھون کا اشارہ بزم مین پائے جو ہم / درد کی مانند لاکھون بار اوٹھتے بیٹھتے

آج کس کس نے تری چشم سے پلائی ہی شراب / شکر ساقی کرتے ہین میخوار اوٹھتے بیٹھتے

تم کہو تو ہین نہ محفل مین کبھی آیا کرون / ہر گھڑی کیا ہی یہ تکرار اوٹھتے بیٹھتے

جذبہ شوق وصل کی کچھ حد ہوتی اگر / تم مرے پہلو مین خود سو بار اوٹھتے بیٹھتے

نہ اسیران محبت رہ چکے آرام سے / کہتی ہی زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

تیر یہ کس کا ہی دلمین جو دہان زخم سے / چوم لیتا ہون لب سوفار اوٹھتے بیٹھتے

درد پہلو ہی اوٹھا ہی پوچھنے کے واسطے / جب گرا ہی دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے

پڑتی ہین غصہ بھری ترچھی نگاہین یار کی / کچھ انہین تیری نگی ہی پوچھا اوٹھتے بیٹھتے

	ایکدم بیٹھے ہی ہم احسان وقفہ ہونے کا	

وصلکی شب چوم لی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
تجھسے ملکر پہلے ہی رخصت شکیبائی ہوئی
وہ نگاہ منحرف وہ زلف بل کھائی ہوئی
تم کسی حیلے سے آجاؤ شب وعدہ اگر
وصل کی شب مین ہنسی کا ضبط کیونکر ہو تم
کہنے آئے ہین عدو مجھسے اپنے دلکی کوئی بات
خاک مین ملکر قیامت کی بہی اب سنتے نہین
وصل کا وعدہ بہی لینا تہا دم اظہار شوق
وہ بہی ہونگے کیا کسیکے وصل کے امیدوار
کہدیا دشمن نے سب تم سے سنکر میرا حال
دیکہلینا رہ کے جنت مین مزے لوٹینگے ہم
عشق مین سمجھے شریک حال ہم کسکو کوئی
ہائے یہ کہنا کسیکا مضطرب پاکر مجھے
ساتھ چہوڑا دل سے ہمدم کا وصال یار مین
بنگئی غیر اونکو جب دیکہا نگاہ شوق نے
شوق نذر ارمان و تمنا مین سے اب کوئی نہین
ہمنے پایا ہی تجھے لاکھون دعائین مانگ کر
کشتہ الفت ہوا زندہ تو دیوانہ بنا

تیری نظرون سے ہماری یون شناسائی ہوئی
دلمین اک حسرت ہی وہ تیری تڑپائی ہوئی
یہ بلا مجھپر انہین دو تونکی ہی لائی ہوئی
سچی ہو جائے ابہی جہوٹی قسم کہائی ہوئی
رک نہین سکتی طبیعت کی طرح آئی ہوئی
مین سنونگا کس طرح دشمن کی سجہائی ہوئی
یہ مری تقدیر ہی کس بت کی ٹہکرائی ہوئی
ایک نادانی ہوئی اور ایک دانائی ہوئی
ڈہونڈتے ہین کیون مری حسرت نکلوائی ہوئی
اب بتاؤ کسکے منہ کسکی رسوائی ہوئی
حشر کے دن بہی اگر اونسے شناسائی ہوئی
دل جو ٹوٹا آرزو دل کی تمنائی ہوئی
یون کسیکی ہی طبیعت ہو نہ گہبرائی ہوئی
آرزو نکلی تو لیکن مجھسے شرمائی ہوئی
مجھسے بہی کہتی نہین کسکی تماشائی ہوئی
اوسدم آئے وہ مین تم جب محفل تنہائی ہوئی
چہوڑ دینگے کس طرح دل پہ لگتے ہاتہ آئی ہوئی
ساحری آنکہون کی لب سے مسیحائی ہوئی

وہ جو اوٹھکر چلدیے مُنہ دیکھکر بیدین ہو گیا
دخترِ رز کو چھپا تک کر شیشے مین آیا غنچۂ پھر

میری قسمت میری حیرت کی تماشائی ہوئی
چھپکے تجھسے اک دُلھن اوٹھی ہی شرمائی ہوئی

تھک گئے پائے طلب جب ہم تو اوترا ان سے سر
عشق مین احسان کیسی بے سر و پائی ہوئی

متفرقات

دل اپنا تیرِ نگہ پر نثار کس لئے کیا
خیالِ یار نہ آیا ہمو بیخودی مین کہین
آنسو جو نکل آتے ہین بیتابیِ دل پر
ہوتی جو ترے سوزِ محبت کی عنایت
مژدہ اے آرزوے وصل پر آئی اُمید
بیداد گرو قابلِ بیداد ہمین ہین
تقدیر نے بگاڑ دیا کام کیا کہین
کہتے ہین ملے خاک مین آنسو تو ہین کیا
عاشق ترے سب جی سے گزرنے کے لیے ہین
دنیا مین وہ رکتے ہین جو کہتے ہی جیون
خدا کا شکر اتنا تو کہا دشمن سے اوس بت نے
بیتاب کسی روز جو وہ پاتے ہین دل کو
اب پوچھتے ہین چاہنے والے کدہر گئے

مری طرح تری چتون کو پیار کس نے کیا
مجھے خبر ہی نہین ہوشیار کس نے کیا
کہتے ہین اسے ناز سے پالا ہی نہوتا
پھر دل کی جگہ سینے مین چھالا ہی نہوتا
جوبن اوس شوخ کا یہ کہتا ہی اوبھرتا ہو مین
اس غمکدۂ دہر مین ناشاد ہمین ہین
تجھکو برا ہم اے دل ناکام کیا کہین
کچھ اشک ترے گوہرِ نایاب نہین ہین
زندہ نہ رہینگے کبھی مرنے کے لیے ہین
گھبراتے ہو کیون ہم تو مرنے کے لیے ہین
ہمارا ہی وہی عاشق جسے احسان کہتے ہین
پہلو مین مرے بیٹھکے سمجھاتے ہین دل کو
مدت ہوئی وہ اوٹھکر کہان کہان گئے مر کے

جسنے ستم اوٹھائے ہین وہ دل ہی تو ہی — بے مدعا ہی تو ہی بسمل ہی تو ہی
پوچھو نہ یہ آنسو مرے کیونکر نکل آئے — تم آنکھ مین ٹھہرے تو وہ باہر نکل آئے
اظہار تمنا کی یہ تدبیر ہی اچھی — سینے سے تڑپکر دلِ مضطر نکل آئے
خلوت ہین دل آرام بنے اور بگڑ جائے — افسوس مرا کام بنے اور بگڑ جائے
اک یہ بھی پریشانیِ خاطر کا ہی سامان — خود زلف سیہ فام بنے اور بگڑ جائے
کون ہو تیرا اسلامی دیکھیے — کس کو تو کرے گرامی دیکھیے
اوسکے آگے ہوش تو رہتا نہین — کیا کہے جا کر پیامی دیکھیے
گالیان مجھکو سنائین آپ نے — آپ یہ شیرین کلامی دیکھیے
بزم مین آنے نیا یا کوئی غیر — میری یہ خوش انتظامی دیکھیے
زہر ہی مجھکو اطبا کی دوا — کس قدر ہی تلخ کامی دیکھیے
محرم نگاہِ غیر سے معمور ہو گئی — جالی کی کرتی خانہ زنبور ہو گئی

مخمسات

مخمس غزل امام الشعرا تاج الفصحا استاد الکل جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

شکل اپنی شب غم نے نہ دکھائی ہوتی — میری تقدیر یہ بلا کوئی نہ لائی ہوتی
روح کی تن سے کسی روز جدائی ہوتی — مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسےٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی

ہر جگہ حسن جہان تاب کی ہی جلوہ گری
نور خورشید سے قائم ہی چمک ذرّون کی
عشق دلسوز کا گھر ہی دل عالم مین بھی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی
تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

دیکھو خاطر بسمل کی تڑپ کا عالم
کون ہی میرے سوا آج سزاوار کرم
یاد رکھو نہین اچھے ہین تمہارے یہ ستم
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
کبھی تلوار تو مجھپہ بھی لگائی ہوتی

کیا برائی ہی کسی بت کا اگر شیدا ہون
اب تو سن سنکے پریشان بہت ہوتا ہون
ہجر مین اپنا ہی دل تہامے ہوے بیٹھا ہون
اوسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون
کاش ناسخ سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی

عشق کی چوٹ اوٹھائی ہی ہمیشہ کیا کیا
انی فلک ہجر کا صدمہ تو بہت ہی تھوڑا
اف بھی نکلی ہی نہ منہ سے کبھی شکوا کیسا
ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی لیے بھرتا
غم عالم کی اگر اس مین سمائی ہوتی

رنج و محنت کے سوا اوسمین راحت نہ ملی
نخل امید کی قسمت مین نہین سرسبزی
ہوگئی خشک تمناؤنکی ساری کھیتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

آج آئی جو مرے سامنے لوح محفوظ
منہ کی رو سے بہلا کس لیے لوح محفوظ
حیرت احسان ہوئی دیکھکے لوح محفوظ
دہوئی کیون اشک کے طوفان نے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

مخمس غزل مخمسہ شعراے ماضی وحال

محقق بیمثال استاد اودہی جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ العالی

جو کوئی شب وصل سے ڈرتا ہی نہین ہے — پیمان وفا کر کے مکرتا ہی نہین ہے
لیکن یہ خیال اسکو گذرتا ہی نہین ہے — دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہے
کم بخت ادہر بہارے سے اوبہرتا ہی نہین ہے

سب کہتے ہین لیکن وہ نکہرتا ہی نہین ہے — دلگیر ہوا ایسا کہ ادہر تا ہی نہین ہے
کیا مضطرب الحال ٹہرتا ہی نہین ہے — کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہین ہے
عاشق کا کبھی سوگ اوترتا ہی نہین ہے

بیمار نگاہونکا یہ شیوہ نہین اچہا — حیرت ہی ایسی بات کی مجہکو یہ ہوا کیا
مین بیٹہ نظر منتظر چشم کرم تہا — جب آئنہ تم دیکہ چکے غیر کو دیکہا
بیمار اور کوئی کیا تہین کرتا ہی نہین ہے

تقدیر کوئی کام بناتی نہین یارب — مین جانسے کہتا ہون تو جاتی نہین یارب
کیا راہ مرے گہر کی وہ پاتی نہین یارب — کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہی جو ان پر کبہی مرتا ہی نہین ہے

مجروح فقط ایک ہمارا ہی نہین دل — شمشیر محبت کے تو ہین سیکڑون گہایل
اچہے نہین ہونے کے کبہی عاشق بسمل — بہرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل
اوس زخم کو دیکہا ہی کہ بہرتا ہی نہین ہے

رہ رہ کے شب غم مین طبیعت مری تڑپی — سونے سے کہلی آنکہ تو پہر نیند نہ آئی
بیوجہ تغافل کی یہ عادت نہین اچہی — ہم خواب مین لیٹے آئے ہین ایک شخص کی چٹکی

اِس کا تو خیال اونکو گزرتا ہی نہین ہی

ہر بار یہ کیا کہتے ہو دل پر نہین قابو
چاہو تو گلا کاٹ لے خود عاشق ابرو
تھوڑی سی مصیبت مین نکل آتے ہین آنسو
کیا اوسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو

مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہی

مانا کہ مقرر ہی قصاص عوض خون
چاہیگا کوئی کیا سرِ محشر عوض خون
یہ بھی ہی کہ ملتا نہین اکثر عوضِ خون
لیتا ہی کوئی دیکھین تو کیونکر عوضِ خون

قاتل ہی جو اپنا وہ مکرتا ہی نہین ہی

یون تو کبھی کچھ کہنے کا موقع نہین دیتے
کس ناز سے بن ٹھن کے وہ کل بیٹھے ہوئے تھے
ممکن نہین سُن لین دل ناشاد کسیکے
پوچھا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو بولے

کیا گھر مین کوئی رکے نکھرتا ہی نہین ہی

بالفرض نظر بازیِ اعدا کو ہو کچھ دخل
یا جوشش ہم حُسن دل آرا کو ہو کچھ دخل
محرم مین ہمارے دل شیدا کو ہو کچھ دخل
جب تک نہ کسی دستِ تمنا کو ہو کچھ دخل

بھر یاد رہے سینہ اوبھرتا ہی نہین ہی

آئے ہو عیادت کے لیے بنکے مسیحا
دو بھر ہی اگر تمکو بہت چاہنے والا
کہتے ہو کہ بیمار کا جینا نہین اچھا
جیتے رہو بھر دیکھکے عاشق کو یہ کہنا

کیا جان غضب مین ہی کہ مرتا ہی نہین ہی

نکلی نہ کسی طرح تمنا مرے دل کی
یہ نازِ جوانی ہی کہ چھوتون کی ہی شوخی
وہ تیرچھی نگاہین نہوئین وصلمین سیدھی
اتنا جو کہا چوم لون مُنہ چڑھ گئی تیوری

غصہ مرے بانکے کا اوترتا ہی نہین ہی

ہر چند اوٹھائی ہی بہت ہجر کی سختی
احسان مگر کوئی شکایت نہ کبھی کی
کیون ناز بھری آنکھ ہوئی جاتی ہی نیچی
کیون منفعل جور شب وصل ہو کوئی
کچھ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہی

رباعیات

یارب مین لٹاتا رہا دولت تیری
کی مین نے اطاعت نہ عبادت تیری
عاصی ہون مگر مجھکو یہی ہی باور
محشر مین لپٹ جائیگی رحمت تیری

دیگر

محبوب خدائے دوجہان ہین احمدؐ
سردار زمین و آسمان ہین احمدؐ
احسان کو خوف روز محشر کیا ہو
حق یہ ہی شفیع عاصیان ہین احمدؐ

دیگر

تسنیم کرم خلد عطا ہین حیدرؓ
داماد نبیؐ ابر سخا ہین حیدرؓ
صفدر رضؓ ہین شہنشاہ ولایت ہین وہ
اعلی ہین کہ ہمنام خدا ہین حیدرؓ

دیگر

دشمن سے تو ملنے کے لیے جاتا ہے
ہر چند چلین کہتا ہی ہم بن نہین آتا ہے
احسان دیے جسنے ہزارون بوسے
اب وہ محبت کا فریب ترساتا ہے

دیگر

خواہش ہی کہیں وس سے تمناے وصال
جان اپنی کس آفت مین پڑی واے نصیب

اور چرخ یہ کہتا ہی کرونگا پامال
مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

دیگر

آنکھون سے عیان ہی دل کی حسرت میری
پردہ ہی اوٹھا نہ جب کسیدن رُخ سے

دیکھا نہ کبھی اوسے یہ قسمت میری
کیا دیکھکر آتی ہی طبیعت میری

دیگر

بہجاے خدا کرے مذاق ساقی
ساقی کی زبان پہ ہی توبہ توبہ

سب دیدے جو کچھ رہی ہو باقی ساقی
زاہد جو پکارتے ہین ساقی ساقی

دیگر

محشر مین ہی پاک سے بہر کہ ساغر
اب دیکھلے ای شیخ کہ ہم دنیا مین

پی ڈالے ہزارون لب کوثر ساغر
اِس دن کے لیے کہتے تھے ساغر ساغر

دیگر

کیا ذکر قیامت کا ہی توبہ توبہ

ستون ہی کا سب جھگڑا ہی توبہ توبہ

ساقی کو برا کہتا ہی تو تجہ تو ہم	واعظ کو ملیگی نہ شرابِ کوثر

قصیدہ در مدحِ خداوندانِ سکندر جناب معلّے القاب
انجم خدم خورشید حشم مرجعِ عالم و عالمیان ملک آستان
جنابِ نواب شیخ حسین میان بہادر والیِ ریاست
بندر منگرول ملکِ کاٹھیاواڑ دام ملکہم و اقبالہم

صبر و آرام نہ باقی ہی نہ حسرت دل کی
لوٹ لی دلبرِ بیرحم نے دولت دل کی

تشبیب قصیدہ مشتمل بیان تاریخِ متاعِ دل

شب فرقت کی بلا آئی ہی جسکے سر پر — اوس سے پوچھے کوئی ارمانِ وصالِ دلبر
عالمِ یاس ہیں جنکو جو زرا جہپکی آنکھ — دفعتًا دیکھتا کیا ہوں کہ کوئی غارتگر
ماہرو سیم بدن ہوشربا آفتِ دہر — سینہ تانے ہوئے چہوڑے ہوئے زلفین رخ پر
جنگجو شوخ نگہ دشمنِ دین و ایمان — فتنہ پرداز دل آزار ستمگر خودسر
حسن کہے وہ غضب انداز وہ کافر غمزے — جن سے زاہد سے مسلمان کو ہوگا نہ حذر
شوخیِ عہدِ جوانی ہی بہت کچھ لیکن — آنکھ کی شرم یہ کہتی ہی کہ چلیے جہک کر

برگِ گل سے کہین پتلے وہ لبِ نا خوردہ — رگِ گل سے کہین باریک وہ بل کھائی کمر
نشۂ حسنِ دلاویز سے آنکھین مخمورہ — چال مستانہ فدا شوخ لگا ہی جس پر
عادتِ جور و ستم بانکی ادائون سے عیان — ڈھال چھوٹی سی کسی پشت کمر مین خنجر
طوبیٔ سدرہ سے رتبہ قدِ موزون کا بلند — اور گدرائے ہوئے نخلِ جوانی کے ثمر
اللہ اللہ وہ سفاکیِ زمانہ آنکھین — جس طرف دیکھ لیا پڑ گئے دو تیر نظر
مئے خوبی سے ہی مملو جو صراحی گلو — رنگ شوخی سے ہی آمادہ ٹپک پڑنے پر
دورِ دامن کی ادا گردشِ گردون کی شریک — جسکے گوشے مین بندے ہین کئی قلب مضطر
قدم آہستہ جو اوٹھتا ہی تو دل لیتا ہی — سوتے فتنونکو تمنا ہی کہ کہا مین ٹھوکر
طرزِ رفتار بہت شوخ بہت متوالی — جھومنا اینڈنا چلنے مین ہر راہگذر
زندہ کرنا کبھی دیوانہ بنانا دل کو — لب مین اعجاز کا جادو کا نگاہون مین اثر
اوٹھتے جوبن کو یہ ضد سر نہ جھکائینگے کبھی — ترچھی چتون کو یہ نخوت نہ ملائینگے نظر
چشمِ سفاک کا ایما ہمین چھیڑے تو کوئی — ہم چبھو دین گے ابھی دل مین مژہ کے نشتر
گیسوؤن مین چمک افشان کی نمودار ایسی — جس طرح رات مین روشن ہر گردون اختر
کیا ہی خوش قطع بدن مین ہی زر لکا ملبوس — اور اوسپر ہین ستم چند جڑاؤ زیور
مصحفِ رخ مین وہ خوبی ہی کہ سبحان اللہ — آرزو دل کی یہ ہی چوم لے رکھلون سر پر
روشنی جلوۂ رخسارہ کی آگے آگے — ساتھ ہی اوس گلِ نوخیز کے مشعل بنکر
پاؤن آہستہ اوٹھاتا ہی کہ کس انداز سے وہ — تا نہ پائے کوئی آہٹ نہ کسیکو ہو خبر
مین تو غافل تھا مگر اور زخود رفتہ ہوا — چل دیا دل کی طرح ہوش خدا جانے کدھر
حیرتِ حسن نے یکبارہ جو گھیرا مجھکو — کھل گئین آنکھین لگی مہرِ خموشی لب پر

الغرض سینے کے پاس آکے کیا پہلے مقام
ہر طرف دیکھ کے ایک لحظہ وہ خاموش رہا
جب نہ آہٹ کوئی پائی تو بہت عجلت سے
مجھکو حیرت ہے دل زار زخود رفتہ تہا
بخت ناکام جو سوتا تہا نہ جاگا وہ بھی
پہر تو اوس شوخ نے کہولے مری چہاتی کے ٹکڑے
چور کی طرح کئی بار ٹٹولا اوس نے
جسقدر تھین جو در خانۂ دلکی دربان
اِس شب تار مین کیا کام ہے کون آیا ہے
جسقدر تون نے جو کیا غل تو بہت شور مچا
صبر و آرام و قرار ایک طرف سے نکلے
پوچھنے کے لیے پہر درد بہی اوٹھکر آیا
جمع جب ہو چکے سب کہنے لگے آپس مین
اور یہ کون بھلا رات کو آنے والا
وہی آئیگا جو ہوگا کوئی دشمن دلکا
پہر تو غل کرنے لگے چور ہے دوڑو دوڑو
دو گہڑی تک تو نہین چلاتے رہے بیکس وہ
جست و چالاک بہت تہا وہ جو بانیِ ستم
ہوگیا شور جو کچھ کم تو وہ باہر نکلا

ناز سے مضطربانہ مری جانب آکر
دلمین کچھ سوچ کے پہر کان لگائے دم بہر
دل بیتاب کو آواز دی دستک دیکر
تھین بولا نہ مرا دل نہ اوٹہا درِ جگر
اپنے موجود تھے لیکن نہوا کوئی خبر
منہ سے خاموش مگر ہاتھ ٹہلایا اندر
داہنے بائین ملے کچھ تو نکالے باہر
ناگہان چونک پڑین اور یہ بولین ڈر کر
کسنے یہ ہاتھ ٹہلایا ہے بلاشی کو ادہر
جاگ اوٹھے اور ہلکو چار نہ تہی جنکو خبر
یاس و افسردگی کی دوسری جانب سے گذر
سوتے فتنے کیطرح جاگ پڑے وہ یکسر
یہ کوئی چور ہی ہے شبہ جو آیا ہے ادہر
بدنصیبونکا کوئی دوست نہ کوئی یاور
وہی آئیگا جو لوٹیگا ہمارا سب گہر
جانے پائے نہ کہین گہیر لو موقع پاکر
ہر طرف ڈہونڈہ پہرے سب نملا کوئی مگر
چھپ رہا جانکی مانند بدن کے اندر
دلمین کہنے لگا کیا فکر کرون جاؤن کدہر

یہ تو سب ہو گئے بیدار نہ اب سوئینگے
ہان کوئی محرم عشاق اگر ملجائے
دفعتاً ذہن مین اوس دشمن دل کے آیا
اوسکو مین جانتا ہون وہ مجھے پہچانتا ہی
ڈہونڈہنا چاہیے اوسکو کہ ہو وہ میرا رفیق
چھپ کے ہر قسم سے جو اوس شوخ نے دیکہا اونکو
غور سے دیکھکے پہچان لیا جان لیا
چٹکی آہستہ جو لی ہاتھ بڑہا کر اوسنے
آنکھین ملتا ہوا اوٹھا کہ جگایا کسنے
لوٹنے کیلیے آیا تہا متاعِ دل و جان
تو ہمارا ہی مددگار ہی کام آ اسوقت
گٹھریان مال کی مین باندہ کے گھر لیجاؤن
سن چکا جب یہ کلام اوس کا خیالِ دلبند
لو مین جاتا ہون کیے دیتا ہون سب کو غافل
کہکے یہ پہر وہ بڑہا جاگنے والونکی طرف
اونکو تسکین دی کیا شور ہی جاؤ بیٹھو
ہر طرف دیکھ لیا مین نے کوئی چور نہین
غیر کا دخل ہو چوری ہے یہان کب ممکن
نیند کا آنکھون مین سبکی نظر آتا ہی خمار

ایسے ہشیارونکو غافل مین بناؤن کیونکر
پہر تو مشکل نہین لوٹون فی نما سب گہر
نظر آتا نہین اِن سب مین خیالِ دلبر
وہ جو ہوتا تو بتاتا انہین وہ ہو کا دیکر
کوئی صورت نکل آئیگی وہ چاہیگا اگر
دیکہا کیا ہی کہ غافل کوئی سوتا ہی ادہر
دلمین خوش ہو گیا وہ عربدہ جو بانیِ شر
اُف کے ہمراہ کہلی چشمِ خیالِ دلبر
ہٹ گئے آہستہ کہا اوسنے کہ مین دلبر
جاگ اوٹھے لوگ بہانگے مری آہٹ پاکر
جتنے ہشیار ہین غافل اونہین کر دینگے ہم پہر
پہر کہے جاؤنگا تو اونکا نہین بار دگر
ہنسکے کہنے لگا کیا آئے ہو رہزن بنکر
شوق سے لوٹ کے لیجاؤ دلِ زار کا گہر
لیگیا ساتھ صراحی شرابِ احمر
کون آئیگا یہان آپ ہی ویران ہی گہر
تمکو وہم ہو گا ہوا بیٹھا تہی دوڑے اوٹھکر
شام سے دل کی تمنا تہی مین جو دپہر سے
آؤ پی لین مئے گلرنگ کے دو دو ساغر

چلکے پہر سو ہین اب صبح قریب آئی ہی
خوب سمجہا چکا جب اونکو خیالِ معشوق
ملکے سب بیٹہہ گئے ایکطرف دلکے قریب
نشہ نے رنگ جمایا تو وہان سے اوٹہے
کامیابی ہوئی جب یون تو خیالِ محبوب
مین نے بیہوش کیا سبکو پا کری شوق
لیکن اتنا مری خاطر سے تو وعدہ کر لے
اپنے مطلب کی خبر پائی جو اوس ظالم نے
درِ دل کہول کے یون خانۂ دل مین پہونچا
صبر و آرام کو کمبخت نے لوٹا باندہا
مٹ گئین آرزوئین نقش تہِ جسم کی مانند
اور تاراج کی سب دولتِ تسکین و قرار
لوٹ لی ڈہونڈہ کے ارمان و تمنا کی متاع
حسرت و درد کو مجروح بنا کر چہوڑا
گٹھریان باندہ کے ہر مال کی نکلا ظالم
کچھ لیا ہاتھ مین کچھ اپنی بغل مین دابا
دیکھتا رہ گیا مین خانہ خرابی دل کی
یہ گیا وہ گیا یون جلد اوٹہا کر وہ قدم
پہر تو ٹہرا نہ مرے پاس وہ گہر کا بہیدی

رات کے جانے مین باقی ہی فقط ایک پہر
مطمئن ہو گئے باقی نہ رہا کوئی خطر
جام بہر بہر کے پیے فکر سے خالی ہو کر
جا کے بیہوش گرے خانۂ دل کے اندر
دوڑتا آیا خبردار ہو جلد ای دلبر
تجہکو لینا ہو جو کچھ لوٹ لے اب بیکر
دلکو ایسا نہ ستا تا کہ بہت ہو مضطر
ہو گیا خوش کہ اسباب لوٹ لیا سارا
جسطرح چور دبے پاؤن گہسے گہر مین گہر کر
آ گئین خانہ خرابی کی بلائین دل پر
اس طرح اوس بتِ کافر نے لگائی ٹہوکر
یاس و امید کو غارت کیا خوش ہو ہو کر
دے دیا اپنی نشانی کے لیے داغِ جگر
تا سسکتے رہین آرام نہ پائین دم بہر
باہر آیا مرے سینے سے بچا کر وہ نظر
ڈہونڈہا مین کبہی دیکہا کبہی جہک جہک کر
چلدیا لوٹ کے وہ صورتِ دزدیدہ نظر
جسطرح سن سے نکل جائے کوئی تیر اوڑ کر
چلدیا آپ بہی کم بخت خیالِ دلبر

مجھکو ہوش آیا تو اک درد سے نالہ کھینچا
درد او ٹھا اوٹھ کے گرا سر تن وسین بیٹھین
جب ذرا اشک تھمے جی مین یہ ٹھانی مین نے
حال سب عرض کرون اوستم ایجا کا ہون
کیا عجب ہے کہ مری دادرسی ہوجائے
اوس ستمگر کے لیے حکم گرفتاری ہو
پہلے وہ دلکی حراست مین نظر بند رہے
پہر عدالت کے کٹہرے مین وہ لایا جائے
دونون جانب سے جو صیح ہو تو شہادت گزرے
قید تجویز ہو تو محبس دل مین وہ رہے
اور یہ حکم ہو اوسکو نہ کرے ضد کوئی
اور تجویز ہو جرمانہ بھی دس پانچہزار
دائم الحبس کیا جائے خیال جانان
قصد مضبوط ہوا جب تو کیا مین نے یہ غور
سوچتے سوچتے یہ ذہن مین آیا فورا
حکمرانی ہے وہان ایسے فریدون فر کی
نام نامی ہے زمانے مین میان شیخ حسین
فیصلہ جاکے وہین ہوگا مری نالش کا
کار گر ہوگی سفارش نہ رعایت ہوگی

خاک پر کہلکے گرا ہائے دل ودائے جگر
ہائے قابو نملا دلبر عیارت گر پر
نالش اسکی کہین ہو جائے ہی بہتر
کوئی تو ہوگا کہین حاکم بندہ پرور
مجھکو ملجائے مرا مال برآمد ہوکر
آئے دربار مین عاشق کیطرح خاک بسر
اپنی اس مست درازی کے مزے ہو خبر
ہتکڑی بیڑی ملے اوسکو بجائے زیور
فیصلہ ہو مرے حق مین کہ اوٹھایا ہے ضرر
ایک دم بھی نہ کسی کام کو نکلے باہر
شادیٔ وصل سے خوش رہے مجھے آٹھون پہر
بوسے دے اونکی عوض مین وہ مجھے گن گن کر
کہ اعانت کا تو مجرم ہی ہے بانی شر
استغاثہ کہان لیجاؤن کرون کسکو خبر
کاٹھیاواڑ مین منگرول ہی اک عدل کا گہر
جسکے اکرام کا احسان ہی اک عالم پر
حاکم و با فراست ذی فہم و عدالت گستر
اوسکو ہے خوب حسینونکے فریبونکی خبر
حق سے کام اوسکو ہی باطل سے ہی ہر وقت حذر

مستغنیانہ لکھا ہی یہ لکھا ہی جو کچھ
پڑھ کے عرضی اب ارادہ ہی کہ کچھ مدح ہی ہو

آگے تقدیر مری اور عطائے داور
اور چمکاؤن ابھی تیغ زبان کے جوہر

مطلع اولیٰ

کچھ کمی ہو ترے اشیارِ کرم مین کیونکر
تیری جمعیتِ خاطر کا ہی ادنی سا فیض
تیری ہی نام کے سکے کا زمانہ مین چلین
کونسا وصف تری فطرتِ والا مین نہین
معنیِ حکمت و دانش کی خبر ہی تجھکو
تجھکو ادراک ہیولے ہی نہایت آسان
فلسفہ ہو کہ الٰہی کہ طبیعی کہ نجوم
صرف کی بندہ نوازی مین جو تونے ہمت
متحرک کو تو ساکن جو بنانا چاہے
حالِ ماضی کبھی ہوتا ہی نہین مستقبل
باتین وضعی ہون کہ عقلی ہو تجھے ہین یکسان
ہر قضیہ کا تخالف ہی نہ رکھا تونے
عہدِ شاہی ہی ترا نقطۂ پرکارِ ثبات
رہ آئے والا کو تری کون بتائے ناقص
تیری جودت کا تصور ترے دل کی تصدیق

جب خدا ہی لئے بنایا ہے تجھے بندہ پرور
کہ پریشان زمانے مین ہی نہین کوئی بشر
تیرے ہی جام کا خورشیدِ فلک دست نگر
چار ارکانِ فضائل کا تو ہی ہی مظہر
ختم فعلِ عملی و نظری ہین تجھپر
اڑتی ہی طبعِ روان عقلِ مجرد بنکر
عقلِ فعال نے دیدی ہی تجھے سبکی خبر
بنگئی وہ لیئے افعالِ کریمہ مصدر
چرخ گردش سے ٹھہر جائے نہو زیر و زبر
تو جو چاہے تو یہ ممکن ہی بحکمِ داور
نظری تجھی ہی بدیہی کیطرح پیشِ نظر
سلب و ایجاب کا ظاہر ہو تناقض کیونکر
یون وہ قائم ہی کہ جسطرح عرض مین جوہر
وہ نہ موضوع نہ محمول نہ شرط اور نہ خبر
ان احاطون سے نہین علمِ حضوری باہر

انتہا شانِ کرم کی ہی نہ حدِّ آغاز
منطقی دیکھ لے یہ دورِ تسلسل آ کر

اہلِ حاجت نظر آتے نہین اب حاجتمند
نیت سمجھ ہی تری شکلِ عطا کا مظہر

پوچھیے رستم سے کوئی رُعبِ شجاعت تیرا
خوف سے زیرِ لحد کانپ رہا ہی تھر تھر

پر تلا دوڑ کے مریخِ فلک نے چوما
تو نے کی تیغِ ہلالی جو کبھی زیبِ کمر

نو جوان بخت ترے دولت و اقبال جوان
پانی ہو جائے نکیون عبث سے دشمن کا جگر

عفت ایسی ہی قسم کھاتے ہین جسکی زاہد
نہوا آبِ نوا ہی سے ترا دامن تر

نام کسریٰ کو ترے عدل نے گمنام کیا
بارک اللہ زمانے مین ہین ایسے ہی بشر

زیر دستون کو زبردست ستائین کیا تاب
بے ہنر اوس سے متنفر رہین جو ہون بچائین ضرر

کارگر وار کبھی تیغِ فلک کا نہوا
رد کیے رہتی ہی اوسے تیری حفاظت کی سپر

فتنے سوئے ہین ترے خوف سے دبکر ایسے
جاگنے کے نہین ہر چند اوٹھائے محشر

دورِ بخشش ہی ترا دائرۂ کن کی طرح
مبتدا پائی نہ اس جملے کی اب تک نہ خبر

اور اک مطلعِ روشن ابھی لکھنا ہی مجھے
نکلے کچھ دیر نہ پردے سے عروسِ خاور

مطلع ثانی

صدقِ صدیقؓ کی ہی ذاتِ معلّیٰ مظہر
حق نیوشی ہی تری خاتمۂ عدلِ عمرؓ

کوئی سائل نہ پھرا بابِ کرم سے محروم
ہی یہی ہمتِ عثمانؓ و سخائے حیدرؓ

رحمتِ حق سے برستا ہی جو گنجِ شب و روز
ہو گئے پیاسون کا ہی مجمع ترے دروازے پر

انتہا وسعتِ میدانِ سخاوت کی نہین
دیکھنے والون سے قائم نہوئی حدِّ نظر

تیرے ایثار نے عالم کو بنایا منعم
لعل پتھر کو ملے غنچۂ نو خیز کو زر

باغ مین تیری حفاظت کی بندھی ایسی ہوا کہ
باد صرصر بھی چلی جاتی ہے باہر باہر

کرمِ عام ترے جود و سخا و الطاف
خادمِ خاص ترے حشمت و اقبال و ظفر

دلِ عاشق کا تحفظ ہے یہان تک ملحوظ
چھپکے بھی دیکھنے پاتی نہین فتنۂ دیدۂ نظر

ابرِ نیسان سے زیادہ ہے تری داد و دہش
ایک دامن مین نظر آتے ہین لاکھون گوہر

گرد وہ فرس سے جو نکلتی ہے سواری تیری
گرد بھی دیتی ہے تعظیم سرِ رہ اوٹھکر

ماہِ نو کی یہ تمنا کہ مین بنتا صمصام
مہرِ انور کا یہ ارمان کہ بنتا مین سپر

عام ہے سبکے لیے بندہ نوازی تیری
بختِ ناساز کے شاکی نہین اب اہلِ ہنر

رنج و غم تیرے زمانے مین یہ معدوم ہوئے
نہ رہا سینۂ عشاق مین ہی دردِ جگر

دل مین رہے تو خلش تیری عداوت کی کوئی
خارِ حسرت کبھی بنجائے کبھی ہو نشتر

تونے جب دیکھا ہے غصے کی نگاہون سے
فلکِ پیر کو آئے ہین ہزارون چکر

تیرا توسن جو بڑہے معرکہ آرائی کو
چوم لے نقشِ سمِ اسپ کو پہلے ہی ظفر

قابلِ دید ہے آئینہ محل کا جلسہ
کچھ وہان آتی ہے کیفیتِ جشنِ قیصر

روک اب خامۂ اعجاز رقم کو احسان
وصفِ ممدوح سے عالم مین کہے ہین دفتر

تجھسے ہو سکتی ہے کب مدحتِ خورشید خدم
چھوٹا منہ اور بڑی بات کوئی فکر نکر

ہاتھ اوٹھا بہرِ دعا وقتِ قبول آپہنچا
دیر اتنی نہین اچھی متقاضی ہے اثر

صبر و آرام کو لوٹا کرین دلبر جبتک
جب تک آیا کرین چوری کے لیے غارتگر

جب تک انداز تبسم ہے حسینون کا ستم
جب تک آرام مین ہے فتنۂ روزِ محشر

جب تک اوبھار پہ ہے معشوق جہان کا جوبن
دلِ عشاق رہین ہجر مین جبتک مضطر

شاہدِ عیش سے آغوش ترا گرم رہے
حکم بردار رہے خلق مین ہر بانیِ شر

جاہ و اقبال بڑہین دلکی تمنا کی طرح
دے سکے تجھکو نہ عاشق کشِ عہد فریب

نخلِ اُمّید مین سو مرتبہ روز آئین ثمر
نگہِ شوخ سے لڑتی رہے ہر وقت نظر

فرشِ گل پر کرین آرام عزیز و احباب
دشمن آوارہ پھرین صورتِ بادِ صرصر

قطعہ در مدح عالیجناب مستطاب جہانگیر میان صاحب بہادر برادر عزیز القدر والا جناب نواب شیخ حسین میان صاحب بہادر دام اقبالہما

ہر شی کی قدر کا ہی مقدر پہ انحصار
ذوقِ بیان ہی طالبِ تقریر کے لیے

دشمن کے واسطے ہی شبِ وصلِ ماہرو
گردش ہی بدنصیب کی تقدیر کے لیے

جذبِ اثر ہی خلق مین پھر دعائے غیر
آوارگی ہی نالۂ شبگیر کے لیے

غنچون کے واسطے ہی نشاطِ شگفتگی
خارِ الم ہی خاطرِ دلگیر کے لیے

دستِ اُمیدوار ہی پھر دعائے وصل
وحشت زدہ کا پاؤن ہی زنجیر کے لیے

چھوٹون کیواسطے ہی متاعِ قرار و ہوش
دل ہی بلائے زلفِ گرہ گیر کے لیے

انداکشانِ زخمِ محبت ہین دلفگار
مشقِ ستم ہی ظالمِ بے پیر کے لیے

سوز و گدازِ عشق و محبت ہی بہرِ شمع
گردن ہی شمعِ بزم کی گلگیر کے لیے

کانون کے واسطے ہی حسینونکا تذکرہ
بسمل کا اضطراب ہی نخچیر کے لیے

حصہ ہی چشمِ شوق کا شوقِ لقائے یار
حیرت ہی رو نمائیِ تصویر کے لیے

احسان کچھ بھی ہو مگر اپنا تو ہی یہ قول
ملکِ سکندری ہی جہانگیر کے لیے

قطعات تاریخ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت برخوردار محمد آلِ نبی خان ارما سلمہ اللہ خلف الصدق مصنف

مرحبا ماہِ ربیع اولے
شنبہ کو بارہوین تاریخ پڑی
مین نے فرزند کی صورت دیکھی
نوحؑ کی عمر خدا دے اِسکو
بہر تاریخ ولادت احسان

حبذا افضل جناب معبود
لطف خالق کا ہوا گھر مین ورود
نوبرِ شاخ نہالِ محمود
ہو یہ خوش طالع و نیک مسعود
مین نے لکھا گلِ باغ مقصود
۱۲۹۳ھ

ایضاً

فرزند عطا نمود خالق
تاریخ ولادتش بصد شکر
خوش نورِ نگاہ و راحتِ جان
لختِ جگرم نوشتم احسان
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ رحلت میمنت جناب قاضی سید سرفراز علی صاحب مرحوم و مغفور

میرے مخدوم مرے نیک استاد
حامیِ دین و عالم و فاضل
ناگہان اس سرائے فانی سے
لکھی احسان مین نے یہ تاریخ

حیف قاضی سرفراز علی
سید و متقی و مستغنی
جانب خلد وہ ہوئے راہی
پایا فردوس جب قضا پائی
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان اول حضرت استادی حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ

میرے اوستاہین جنابِ جلال
اونکا دیوانِ بےمثال چھپا
کیون نہ نازک ہو شوخیِ مضمون
کیون نہون عاشقون کے دل بیتاب
اہلِ فن اب زبان سیکھین گے
لکھہ سے یہ سال طبع ای احسان

جن کی سب شاعرون مین شہرت ہی
واہ کیا معدنِ لطافت ہی
کسی معشوق کی طبیعت ہی
ہر غزل مائیہ محبت ہی
شعر جو ہی خدا کی قدرت ہی
ورقِ گلشن فصاحت ہی ۱۳ھ

قطعہ تاریخ وفات محبی نواب جمیل الدین خان مرحوم متخلص بہ عیش شاہجہانپوری شاگرد مصنف

نوجوانی مین جمیل الدین خان
اقربا احسان روئے رات دن
شاعرِ خوش فکر و والا دودمان
خوب صورت نیک سیرت خوش مذاق
ہاتھ اوٹھا کر سال رحلت یہ لکھا

جب محترم کی یون گو مر گئے
دوستون کو بھی جانگسل صدمے ملے
خلق اچھا ہر کسیکے واسطے
ایسے کب چھوٹے اجل کے ہاتھ سے
ای خدا مرحوم کو فردوس دے ۱۳ھ

قطعہ تاریخ رحلت جناب قبلہ و کعبہ وزیر محمد خان مرحوم و مغفور

خالی از درد و الم نیست درین دہر کسے
اشکِ خون ریختہ در ماتم فرزند یکے
در فراقِ پدر آورد یکے نالہ بلب
کعبۂ فضل و مربی من غمدیدہ

ہمہ فریاد و فغانست و ہمہ آہ و بکا
بہرِ مادر ز الم کرد یکے واویلا
او فتادہ یکے از مرگ برادر بہ عنا
ناگہان در سفر آمد طرفِ راہِ قضا

بود بست و نہم و ماہِ جمادی نخست — کہ عیان گشت ہمین سانحۂ کرب و بلا

چون شنیدم ز الم مضطرب الحال شدم — آنچنان نالہا کردم کہ شدہ حشر بپا

کلکِ احسانِ الممنون نوشت این تاریخ — سایۂ قبلۂ من رفت ز سر پاک نجفی

۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ انتقال نمودن محبّی شیخ بہا علی شاہجہانپوری قاری تخلص مرحوم

مشفقِ من کہ ازین عالمِ فانی بگذشت — وا دریغا و صد افسوس و لبسا وا ویلاہ

طبعِ احسانِ حزین گفت چنین سالِ وفات — شاعر و قاریِ قرآنِ الٰہی بود آہ

۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان لاجواب عالیجناب شیخ احمد حسین خان صاحب بہادر مذاق تخلص تعلقہ دار پروان ضلع [illegible]

چھپ گیا چھپ گیا کلامِ مذاق — خوش معانی و خوب تر مضمون

عاشقو نکلے ہیں دل بھر کے ادھر — وصلِ جانان کا جو سنا مضمون

حظ اوٹھانے کا ہر غزل مین مزہ — دل لبھانے کا جا بجا مضمون

اوسکو نیرنگِ طبع کہتے ہین — کہنہ مشقی ہی نیا مضمون

فکر ہی سالِ طبع کی احسان — لکھ ہی دو واہ دلکشا مضمون

۱۳۰۳ھ

ایضاً

حسنِ اُردو کا مرقع ہی یہ دیوانِ مذاق — صفحے صفحے مین طرحدار کھچی ہی تصویر

آئنہ خانہ ہی ہر بیت کہ جسکے اندر — نو عروسانِ فصاحت کی لگی ہی تصویر

عیسوی سال لکھا فکرِ رسانے احسان — شاہدِ جوشِ طبیعت کی یہی ہی تصویر

۱۸۸۶ء

قطعۂ تاریخ ولادت برخوردار محمد اعجاز نبی خان سلمہ خلف اصغر مصنف دیوان ہذا

صد شکر بمن خالق عالم پسر داد
احسان فرحناک پئے سالِ ولادت

معمور شدہ خانہ ام از روشنی ماہ
گفتہ زخوشی نجیب دلم سلمہ اللہ ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ وفات ہونے محبی غلام دستگیر خان مرحوم شاہجہانپوری

مر گئے بیماریِ سل سے غلام دستگیر
سین نیچے یہ احسان لکھا مصرعِ سالِ وفات

دلکو اس صدمے سے مضطر آنکھ کو تر کیجیے
ماتمِ مرگِ جوانی ہائے رو کر کیجیے ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ انتقال ہونے نظیر محمد خان مرحوم برادر عزیز مصنف دیوان ہذا

حیف عزیزے کہ جوان سال بود
در مرضِ سل چو گرفتار شد
نوحۂ احسانِ حزین را بپرس
بیگسیم بین کہ دمِ فکرِ سال

رخت سفر جانبِ فردوس بست
وقفہ نکرد و زجہان رخت و بست
مرگِ برادر سببِ ماتم ست
گفت فلک طاقتِ بازو شکست ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ کامیابی امتحان پاس درجۂ اعلیٰ پنجابی منشی محمد اشفاق حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بندوبست گورکھپور محسن مصنف

محسن مرے کریم مرے قدردان مرے
باقی تھا صیغہ مال کا سب مین تھے کامیاب
امید تھی جو درجۂ اعلیٰ کی مل گئی
احسان لکھو یہ مصرعِ سال از رہِ خطاب

کیا وصف ہو وہ نطق نہین ہے زبان مین
اسواسطے شریک ہوئے امتحان مین
آسکتا ہی خدا کا کرم کب بیان مین
خوب آپ کامیاب ہوئے امتحان مین
۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان سوم مرتبہ جناب اوستادی حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ العالی

میرے اوستاد کا کلام چھپا
تیسرا ہی یہ انتخاب سخن

فکر بے مثل ہے بے بدل مضمون
کوئی دے سکتا ہی جواب سخن

شوخیان ہین عروسِ معنی مین
اوٹھا ہی چہرے سے نقاب سخن

جا بجا فکر کی اُمنگین ہین
اوٹھتا جوبن ہی یہ شباب سخن

لکھ دے تاریخ طبع ای احسان
دیکھو چمکا اب آفتابِ سخن

۱۳۰۹ھ

ایضاً در صنعت صوری و معنوی کہ از صوری سنہ ہجری و از معنوی سال مسیحی ظاہر شوند

چو آفتاب کلامِ جلال شد مطبوع
ہلال وار مہ چاردہ ازین غم کاست

عروسِ فکر چہ شوخی بکرد ای احسان
جمال نظم عجب چہرۂ سخن آراست

نوشت خامہ سنین مسیحی و ہجری
ہزار و نہ صد و شش سال طبع دیوان راست

۱۳۰۹ھ ۱۸۸۸ع

قطعہ تاریخ طبع دیوان مکرمی سید اکبر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد اوستادی جناب جلال مدظلہ

ہو گیا طبع یاس کا دیوان
ذوق افزائے جانِ محزون ہی

اوج فکرِ سخن کا کیا کہنا
چست بندش ہی شوخ مضمون ہی

معنی دلفریب ہین پنہان
ہر غزل سحر ہی کہ افسون ہی

استعارہ محاورہ تشبیہ
آپ خوبی پہ اپنی مفتون ہی

سلکِ گوہر ہو کیون نہ ہر مصرع
لفظ لفظ اوس کا درِّ مکنون ہی

عاشقانہ خیالِ نازک پر
شاہدِ حسن طبع مفتون ہی

الکھدو احسان مصرعِ تاریخ | کیا کلام انتخاب و موزون ہی ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر مصنفہ پنڈت پیم نراین شاکر کانپوری

شاکر کی مثنوی کا کیا رنگ ہی نرالا
تازہ بہارِ معنی گلزار بےخزان ہی
کیا لطف کا ہی قصہ کیا خوب دلنشین ہین
حسنِ نگارِ مضمون اہلِ سخن کی جان ہی
احسان بے تکلف مصراعِ سال لکھا
یہ مثنوی زیبا دلچسپ و دلستان ہی ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ ارتحال بنت سید حامد علی صاحب متوطن مہلکی ضلع مظفرنگر در گورکھپور انتقال نمود

وفات دخترِ حامد علی نے پائی جب
زمانہ ہو گیا آنکھون مین اقربا کی سیاہ
صفر کی بست و نہم اور روزِ آدینہ
کہ دوڑ لائی اجل بنکے دردِ غم کی سپاہ
کہا یہ روکے دمِ دفن سب نے ای احسان
چلی بہشت کو حورون کے پاس بسم اللہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ انتقال مرحومی محبی نواب تاج الدین خان رئیس شاہجہانپور کہ بماہِ شوال رو نمود

بخلد رفت چو نواب خان تاج الدین
طبیبِ قلبِ عزیزان ز صدمۂ جانکاہ
نوشت خامۂ احسانِ غمزدہ تاریخ
ندیم و عاقل و ذی علم و نوجوان بوداہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ رحلت جناب خواجہ قمر الدین صاحب منصف بینسن رئیس بنارس کہ تاریخ بست و ششم ماہ ذیحجہ روز جمعہ واقع گردید

خواجۂ کان بود یکتائے زمن
چون قضا آمد تہ تربت بخفت
بہر سالِ رحلت احسانِ حزین
خواجہ قمر الدین بمردہ آہ گفت ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ولادت فرزند جگر پیوند نجابت منشی محمد سعید اثیر تخلص مچھلی شہری

فرزند سعید شد تولد
نور نظرے چنین ندید کس
تاریخ چنین نوشتم احسان

اکرام خدائے دو جہان ہست
معمور ز روشنی مکان ہست
این پور سعید عیش جان ہست
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر نجابت محجوبی محمد عبد الغفور طیر تخلص پیش این تخلص صیدبوسا شاگرد مصنف

بنت عبد الغفور شد پیدا
خوش نصیب و دراز عمر شود
بہر سال ولادت ای احسان

تا ونت بر اوج عیش اختر سعید
راحت او راست و دل سید
خامہ من نوشت دختر صمد
۱۳۰۸ھ

تاریخ انتقال نو بخت خواہر سبط نبی خلف مصنف کہ در ماہ جمادی الاول بوقوع آمد

ای لخت جگر کجائی
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ وفات محمد اطہر فرزند محبی محمد سعید سہیل تخلص ساکن مچھلی شہر شاگرد مصنف

کیا جلد موت آگئی اطہر کو ناگہان
تھا تیرہواں مہینا ابھی اوسکی عمر کا
احسان ہی یہ مصرع تاریخ ارتحال

یہ رنج وغم نہین ہی جو دل سے کسیکے جائے
مرگ پسر کا صدمہ نہ یارب کوئی اوٹھائے
ماہ سہیل دے گیا کیا داغ دلکو ہائے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد یوسف حسین خان پسر علی برادرزادہ منشی محمد مقبول حسین خان تخلص صاحب

یوسفِ مصرِ سعادت کی ہوئی جب شادی
دھوم دھام ہوئے سب جشن بصد زیب و زین
مین نے احسان یہ تاریخ کا مصرع لکھا
نیک ساعت مین ہوا اوج قران السعدین
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ولادت فرزند ارجمند مجتبی محمد تقی حسن تقی تخلص رئیس کاکوری ضلع لکھنو شاگرد مصنف

ہوئی شعبان کی جب چودھوین رات
دکھائی حق نے اک پاکیزہ صورت
دیا اللہ نے بیٹا تقی کو
مہ دو ہفتہ برج سعادت
شب دو شنبہ مین پیدا ہوا ہی
مبارک ہو مبارک یہ ولادت
خدا دے عمر نوح و خضر اوسکو
سلیمان کی طرح پائے حکومت
یہ تاریخ سال احسان ہم نے
لکھا طالع ہوا بدر شرافت
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال ہمایون شہزادہ علی سلیمان بن شہر حمن کہ بعمر سی جہار سال واقع شد

ہزار حیف کسے را بخلق نیست بقا
کہ تیغ مرگ شب و روز بر سر کین است
ز دیدہ خون ہمہ در ماتم جوان گریند
فغان ز جور اجل این چہ رسم و آئین است
ز سوز رنج و غم آتش فتادہ در دلہا
زمانہ اشک فشان مثل شمع بالین است
جگر دو پارہ شد اکنون ز نوحہ محبوب
دل عزیز و اقارب کمال غمگین است
نبشت خامۂ احسان برای لوح مزار
مقام مدفن شہزادہ علی این است
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ارتحال مشفقی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

حیف صد حیف میرزا ہادی
چون بخالق متاع جان بسپرد

بود این سانحہ بجا نگاہ	صبر از خاطرِ عزیزان بُرد
کلکِ احسانِ دل فگار نوشت	کہ جوان قد اکبر ایام ببرد ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ رحلت نمودن مخلصی مرزا نجف علی صاحب لکھنوی

راہِ عدم بر اہلِ زمانہ کشودہ اند	حقا قیام نیست کسے را درین سرائے
مرگِ عزیز باعثِ ناشادیِ دل است	این صدمہ از برادر و مادر بسیر بس وائے
احسانِ خستہ دل ز الم مصرعے نوشت	مرزا نجف علی بجنان رفت ہائے ہائے ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ ولادتِ دختر نجانۂ مشفقی محمد حبیب الحق حبیب شاہجہانپوری شاگرد مصنف

خالق نے مرے حبیب کو آج	بخشی جو صبیہ حسینہ
احسان میں تو لکھا ہی جوش	سینہ ہی سرور کا سفینہ
موصوف وصفت میں لفظِ تاریخ	ہی مادہ — دخترِ امینہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ وفاتِ والدۂ مخلصی منشی محمد حسین جلیس تخلص ساکن سنبھل شہر شاگرد مصنف

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَالْبَقَاءُ لِلْمُبْدِیِٔ الشَّکُوْرِ الْحَنَّانِ ۱۳۱۱ھ

نیست این دنیائے دون جائے قیام	کوس رحلت می نواز دہر زمان
نیست برجا گردشِ چرخ دورنگ	میشود گاہے چنین گاہے چنان
جان بحق تسلیم کرد اُمِّ جلیس	این چہ حشرِ تازہ یا رب شد عیان
اقربا خون ریختند از چشمِ دل	خاطرِ من مضطرب شد از فغان

گفت احسانِ حزین سالِ وفات | ہائے مرحومہ برفتہ در جنان ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد کہ عظمت اللہ خان در محلہ محمد زئی شاہجہانپور بہمتِ عالی بنا نمودند

یا معشر الانس اقیموا الصلوٰۃ فی المسجد

عالمون سے پوچھ لو تعمیر مسجد کا ثواب | اِسکے باقی کو ملیگا حشر مین باغ ارم

یادگار احسان لکھدے مصرعِ تاریخِ سال | سجدہ گاہِ اہل دین و خانۂ ربِّ حرم ۱۳۱۰ھ

ایضاً

جو بنا مسجد کی فرش خاک پر قائم کرے | اچھے ہین اعمال اوسکے نیک ہی اوسکا نصیب

میرے خامے نے لکھا احسان یہ سالِ بنا | بنگیا اللہ اکبر خانۂ ربِّ حبیب ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ رحلت نمود جناب مولوی محمد مقصود علیخان ذوالقدر صدر الصدور و منشی رئیس شاہجہان پور

دریغا در جہان دہرِ ناپائدار | الٰہدار البقا نیست لی بہرِ شاہ

معین خانِ ذوالقدر صدر الصدور | ببرجِ لحد گشت پنہان چو ماہ

برآمد ز قلب فلک نالہا | جہان شد بچشم اعزا سیاہ

بشہرِ محرم شد این واقعہ | کہ تاریخ بست و دوم بود آہ

پئے سال احسانِ محزون نوشت | ببین مرقد خلد آرامگاہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ وفات نمودن عزیزہ عفیفہ مصنف دیوان ہذا

حیف بنت خرد جعفر خان بمرد | شد بدنیا کہ حق تعالے خاتمہ

گفت احسانِ حزین سالِ وفات | رفتہ کعبہ بے برِ جناب فاطمہ ۱۳۱۰ھ

تقاریظ و قطعاتِ تاریخِ طبعِ دیوانِ منا

تقریظ نوطرز رنگینیہ کمالک گہر سلک ناظمِ بلند فکر وجاد و طراز نادرہ سرمایۂ قصاید ناز و نقاش صورتِ معنی دلنشین سیاحِ محیطِ مضامینِ فصاحت آئین الاد و دودمانِ یکتائی زمن جناب منشی محمد حسن رضا حسن رضا متخلص بہ حسن رئیس کاکوری وکیل عدالت شاہجہانپور تلمیذ حضرت منشی معغفور نور اللہ مرقدہ

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار	چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد

سبحان اللہ۔ پردگی حجلۂ لب و دہن یعنی عروس لاابالی جمال سخن عجب ایک جلوۂ سیماب سیمائے یزدانی ہی کنایہ از عالم طلسم کہ بہر شغل حیرت انگیز مبتلا است معنی بیباکی ۱۲ روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من۔ اسی لاابالی جلوے کی کرشمہ سنجی کے بیان مین لب فرزبانی بن جاتی ہی زبانی ہی۔ گرو فرد رون پردازی اور بیرون آرائی کُن کا ایسا نہین ہی کہ ریاض آفرینش افاضۂ سخن سے وعوی بیباکی کر سکے۔ بلند آوازگی نام و سازگاری پیغام و دل آہنجی نغمہ و اداآہنجی زمزمہ عارض آرائی صورت روان افروزی سامعہ و بزم آرائی مواصلت و ہنگامہ پردازی مفارقت و ہدایت گمراہان تصدیق انکا بود و نابود مسبد فیاض تعالے شانہ سے اسی جوہر عرض لباس کو عطا ہوا ہی۔ دانایان عالم دانا ہین۔ کہ کلام محمد کو مخلوق کہنا ناروا ہی۔ اب فرمائیے سخن جوہر نہین تو کیا ہی اور کیون نہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑہیے اور ذرا غور کر کے معنی سمجھیے۔ اپنے برگزیدہ آفرینش یکتا کی تجلّی واحدیت کے اثبات مین اپنی نفی کا آپ ہی مثبت ہی مصرع ع خود میکند خرام و خود از دست میرود۔ اسی شاہد بیحجاب و محجوب کی شان اور اسی محجوب بے استتار مستور کی آن ہی۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ رعنائی انداز یگانہ روی اور شوخی جلوۂ عالم آرائی کی اسپ ہیولائے مستغنی عن الصورت یعنی نطق نے کہان پائی۔ چشم بد دور۔ والائی آن گوہر یکتائے بیچون جو معنی مادہ شیء ۱۲

اور یکتائی اس موجۂ طہور قلزم خروش کی چارسو آوازہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ
اَنْ اُعْرَفَ مین ہمتا ئے روزگار ہی - رعنائی انداز یگانہ روی کا عجب کیا - اور ہمین ہوش افزائی نغمۂ
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ اپنے باعث ایجاد صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کے نوبد اولیت کے
اظہار کے طفیل مین خود نمایانہ و سادہ آرائے لب زبان ہی - جلوہ نمائی شان عالم آرائی کا عجب کیا کہین
بصورت دل افروز مصور کہین بشکل روان پرور نعت مشتمل گلشن تقریر اسی کے ایک نوع کا خطاب
تماشا خیال اسی کی مستی اور ہوش ربائی کی بزم آرائی کا مقام - اللہ اللہ شعر خوش آمدی ای شوخ تمکدان قیامت
محبت را داغ پریشان نظر با ناظورہ مالامال حسن و جمال - مملو از غنچہ و دل یعنی گلشن تقریر با تماشا خیال
بہاران ہزار شوخی و شنگی دلربایانہ سرگرم جلوہ گری ہی - دیدۂ و دل جنون زدۂ تمنا غایت فروغ و فراغ سے
نشتر کدۂ دعوی اَنَا الشَّمْسُ آراے اور غازہ افروز بہارستان صد گلستان رنگ کیون نہون
خوش گفت آنکہ گفت شعر گر چمن جلوہ گہہ شاہد مستانہ شود * غنچہ در خواب پری بیند و دیوانہ شود
نوعروس لبری نظم ناظم سخن کا کیا کہنا ایک جلوہ نمائی صورت سے ہزارون شاہد معنی پیش نظر - اور ایک ایک اسکی
لاکھون صورتین پری پیکر دربر - ایسی تصنیف نازک خیالی کے صورتگر میرے محب یکتا سخنور بے ہمتا کلیم اللہ طور سخن
روح الامین سدرۂ تحقیق فن متاع گران بہائے علم و ہنر جوہر آئینہ صورت معنی گر لذت افزائے شیرینی خوش کلامی
جان روان شعرائے نامی و گرامی عمدۂ سخن سنجان زمان منشی محمد احسان علی صاحب احسان شاگرد رشید جہانپوری شاگرد رشید
حضرت جلال لکھنوی ہین مصنف موصوف کی خوبی خوش و رسائی ذہن و والائی فکر و نوی اندیشہ و شیوائی شیوۂ
زیبائی فصاحت و پاکیزگی بلاغت و عذوبت بیان و سازگاری طبیعت و ذوق انگیزی محبت کفلق الصبح
بین و ہویدا ہی محتاج تقریر و تحریر نہین سبحان اللہ و لوحش اللہ شعر ای از نفس خامۂ مشکین رقم افز
نسرین کُن در جیب و بغل باد صبا را * یہ دیوان مصنف موصوف کی بحار زبا پید اکنار جودت نظم کا ایک قطرۂ ہی
اور شطوط فکرت کا ایک چکرہ - اس قطرۂ طوفان جوش کی دریا نوالی تشنگان متاع کلام موزون کے لیے عام واحد کی

اور اس جگر پارۂ جیحون خروش کی تر دستی العطش گویان ہوائے اسراب جنس سخن کے واسطے غیث ہاطل بعنی باران اعجاب کو اِرشاد فرما
الحمد للہ کہ کمند جاذبۂ خستگی آرزوئے خواطر مشتاقین اس ماہ تابان کنعان انزا کو مصر مطبع تک لائی
عشق بانازم کہ یوسف را ببازار آوردہ ، بار خدایا عزیز و لہائے عزیزان باالحق رب العباد۔ شعر

ذوقیست ہمدمے بفغان بگذرم زرشک		خارہ ہست بپائے عزیزان خلیدہ باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان ھذا

نظم احسان باکمال حسنؔ
در ریاض سخن بہار آمد
ذوقِ مضمون و بندشِ الفاظ
جانِ اہلِ سخن ہمہ دیوان
بہرِ تاریخِ طبع این گفتم

طبع گردید از شگفتہ دلی
نظرے کن بحسنِ رنگینی
ہمہ یکتا بلذت و خوبی
راحتِ عاشقان ہمہ شوخی
نرگسِ مستِ شاہدِ معنی
۱۳۰۲ھ

تقریظ دلپسند از گلریزی عندلیب شاخسار نازک خیالی طوطی شکرستان شیرین مقالی صاحب طبع نفیس منشی محمد مبین صاحب متخلص بہ خلیس مچھلی شہری شاگرد مصنف

رباعت گوش گر عشق بلا انگیز ہمیخواہی		مناعے جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

بلند خیالان حقیقت نگر کجا کہ از رہنمونی فکر والائے خود ادراک خوبی نمودہ کنہ ذاتِ الوہیت را
دریابند و کما حقہٗ ناظورہ مستورہ حمد نامتناہی را ہر ہفت کردہ وجہلے ساختہ در تجلی گہ امکان بیحجابی
عرضہ جلوہ گری دہند۔ وشیوا مقالان بالغ نظر کو کہ از دل گرمی اندیشۂ خویش افہام مستورہ عاماہی
ہا ہن آوردہ جریدہ محامد محمدیت را بر قالب زنند۔ وکما ینبغی محبوبہ مخدرہ نعت رسالت پناہی را آرایش
از تصنیفات امکانی جدا نمودہ در وحدتکدہ وجوب ہمشانی برو در افگنند۔ آرے آن تدبیر لا یطاق ست

واین تقریرِ گنجینهٔ اسرارِ شعر جائیکه برقِ عصیان بردامنِ صفی زد ؎ مارا چگونه زیبد دعوای بیگناهی
سیاحانِ خاکی نژاد اگر درین بحرِ ناپیدا کنار درآیند بدانی که آب در سبد کنند من کیم که دست و پا زنم
دلائل تکلّفِ انی طبعم عاجز و اوهامِ خواطر و اندیشان فرسنگها دور ـ پس ازین جادهٔ پیچ در پیچ استغفار
مبادا ملّو و استغفارِ معصیت بر سبیلِ اعراضِ لازمهٔ بشریت دانم که تعریض و تطرّق ممکن نیست
اِذا حَصحَصَ الحَقُّ فَقَد نَقَدَ العَقلُ فِیهَا وَهُمَا شَتّانِ ـ **شعر**
صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا ؎ ببین تفاوتِ ره از کجاست تا بکجا ؎ خوشا گلزاریکه گلبندانِ
معنیِ دلنشین را رنگِ بهارش بصد نازش رنگ و بو گلدستهٔ دلاویز هست و حبذا بهاریکه هنرکارانِ
مضامینِ رنگین را بوی گلزارش بهزار کرشمهٔ گلریزی و شگفتگی عنبر بیز ـ زهی خوبروئی که نظارگیانِ صنع رب پسندید را
حسنِ نظارهٔ شورش پرکالهٔ آتش است و خمی بدستی که میگساران هوشمند را کیفِ دماغ افروزش
بادهٔ سرخوشِ **شعر** بعزمِ توبه سحر گفتم استخاره کنم ؎ بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم ؎ اینکه گفتم
چمن طرازیِ سخن است و بزم آرائیِ حسنِ کلام چشمِ بینا باید که نظر کند و فکرِ دانا شاید که معنی جوید ـ **شعر**
ز فرق تا قدمش هر کجا نظر بکنی ؎ کرشمه دامنِ دل میکشد که جا اینجاست ؎ سخنی که دل پسند باشد
لطفِ سامعه افروزیش از سخن سنجان مپرس و کلامیکه لذّت آفرین گردد شیرینیِ ذوق اندوزیش از
فرهادِ نشانِ علومِ کُن پیشینیان آنچه گفتند خوش گفتند الّا عماراتیکه صنعت هائے گوناگون و صورتهائے قلمون
محکم بنا کرده بودند بشانهٔ گنبدِ چار بنیه پاسا گردید ـ تغییراتِ زبان همچون گردشِ چار طاقِ فلک چندان انحطاط نمود
که بوجه امتدادِ زمانه از یک بهزار و از صد به لک در رسید ـ شعرائے متاخرین بگوالیدگیِ نهالِ طبع
از سدره و طوبی بالا رفتند و بر عرش نشیمن ساختند ـ حقا که گل سبد اند و فخر المتقدمین ـ گویا غنچه دهنی ها اند
که نبطهائے تنگ خوش آهنگی و رمز سنجی شستگی نمود ؎ دل از دست میبرد با بینند ـ زبان حالِ
از آبِ انتیارِ حسن و تیغ صاف و شسته گردید ؎ گوئی ابوالاعجاز به تب اور روحِ تازه دمید ـ غنچه هائی نگینی

کلامِ محققِ زبانِ حالِ سخنورِ سراپا کمال سلطانِ مملکتِ سخنوری حکمرانِ اقلیمِ ہنر پروری ملاذی المفخم
و استادی المعظم و الاشان ابو الاعجاز منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری
مدظلہ العالی موجود۔ ہر کہ خواہد بہ بیند و اندازہ کند کہ پایۂ مذاقِ سخن سنجی بکجا رسید۔ خمکدۂ خیال
کہ مضامینِ نو آئینش از کیفِ سرمستی و مدہوشی صراحی در بغل ہست۔ و گلشنِ تقریر کہ اشعارش بہارش از
رنگینی و دلچسپی غنچہ در جیب۔ معانی دلنوازش خاقانی و کلیم را سرمایۂ فخر و نازیست و چستی الفاظش
با شیوۂ استقالی میر و مصحفی سرفراز۔ ہیچمدان کج مج زبان جلیس را چہ یارا کہ بمحامدِ شایستۂ مصنف باکمال گرمی کند
بجز اینکہ سہ تعریف از ثنائے تو حدِ ثنائے تست؛ و چہ مجال کہ در اوصافِ بالیدۂ خمکدۂ خیال تر دستی نماید
بجز این دعائے کہ یارب این گلکدۂ اشعار سراپا بہار از چشمِ زخمِ حاسدانِ تبہ روزگار مصون و سیرش
نصیبِ دوستان باد و مطبوعِ طبعِ دانشوران و منظورِ نظرِ دیدہ وران گرداناد۔

قطعۂ تاریخ طبع منہ

طبع شد نظمِ گلشنِ تقریر	حبذا ذوقِ شعر و لطفِ زبان
من چگویم ز نکتِ معنی	شاہدے در حجابِ لفظ نہان
عیسوی سالِ طبع گفت جلیس	طرفہ دیوانِ حضرتِ احسان ۱۸۹۳ء

ولہ

ہوا طبع دیوان استاد کا	طبیعت ہوئی یہ خبر سنکے شاد
بہت لطف انگیز و نادر کلام	طریقے فصاحت کے سب طبعزاد
لکھا سال ہجری یہ میں نے جلیس	بہارِ معانی و نخلِ مراد ۱۳۱۰ھ

تقریظ دلپذیر از گہر ریزیِ نیسانِ طبعِ نقادِ شاعرِ ادیب مولوی حبیب الحق متخلص بہ حبیب شاہجہانپوری سلمہ شاگردِ مصنف

درین زمانہ رفیقی کہ خالی از خلل است | صراحی مئی ناب و سفینۂ غزل است

خمکدۂ خیال کے بادہ پرستو گلشن تقریر کے نواسنجو۔ صہبائے روح پرور کے دَور کا زمانہ آگیا۔ اور تمکو خبر نہین
باغ سخن مین تازہ بہار آگئی۔ اور تمکو معلوم نہین۔ گوشۂ عزلت سے نکلو میکدۂ نظم کی طرف آؤ گلچین باغ سخن ہوا
ہمین دیکھو کہ شوق نے دل کو ابھارا اور آرزوؤن نے گدگدایا۔ خلوت سے باہر نکلکے کبھی میخانے کی طرف
جاتے ہین کبھی گلگشت چمن مین مصروف ہوتے ہین **شعر** دلم بیاکی دامان غنچہ میلرزد ۔ کہ بلبلان ہمہ مستند و
باغبان تنہا ۔ تمہاری متوالی نگاہون تمہاری نشیلی آنکھون نے زاہدونکی توبہ پر خندہ زنی کی ہے۔ تمہاری
شگفتگی خاطر تمہاری خوش آہنگی نے مرغان خوش سنج کو غنچۂ تصویر بنادیا ہے۔ اب کیا ہوگیا جو عزلت پسند ہوکر
سبکی طرف بے التفاتی سے دیکھتے ہو تنہائی کے سوا انجمن آرائی سے تمہین بالکل نفرت ہے۔ مگر ہم خوب جانتے ہین
کہ تم بھی بھلے ہی سے کچھ ایسے لطف مین مصروف ہو کہ دل ہی دل مین مزہ لیکر رہجاتے ہو بھول کی طرح چہرہ
کھلا جاتا ہے۔ **شعر** از بیگانگی ہامی ترا و دا آشنائی ہا ۔ حیا می ورزد و در پردہ رسوا میکند ما را ۔
ہم اگرچہ انیڈھے جھوٹے سے سرِ بازار ابھرتے ہین۔ عالم مستی مین مچتے ہین مگر ہمکو مخل نہ سمجھو ہم بھی تمہاری صحبت کے یار ہین
دشمن نہین ہین دوستدار ہین۔ یا ہم مین اگر شریک ہوجاؤ یا اپنے گروہ مین ہمکو ملا لو **شعر** قدر مستی لعل تو [illegible]
جز غنچہ خندید ایکا رم گُل و احسانے چمن ۔ دیکھو صبح کا سہانا وقت ہے نسیم سحر کے خوشگوار جھونکے کیسے دلکو بھلے معلوم
ہوتے ہین۔ ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہین ابھی ایک گلزار سخن کی سیر کرائینگے وہ تماشا نظر آئیگا کہ کبھی آنکھون نے دیکھا نہ
کانون نے سنا ہوگا۔ **شعر** صبا وار و بکف چوگان زلف عنبر افشانش ۔ ببازی میزند ہر لحظہ
بر گوئے زنخدانش ۔ کیا تمکو خبر نہین افتخار الشعرا عمدۃ الفصحا سر آمد سخن سنجان ناظم جادو بیان مخدومی
و استادی ابو الاعجاز جناب منشی محمد احسان علی خان صاحب احسان مد ظلہ العالی شاگرد رشید
فخر شعرائے ماضی و حال عالیجناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی کا دیوان فصاحت بنیان جلیۂ طبع سے
آراستہ ہوا ہے گویا آفتاب سخن مشرق شیوا بیانی سے طالع ہوکر اوج کمال پر چمکا ہے۔ یو دیکھو

ہماری بغل مین یہ ہمراز غزل عزیز نصاب وہی دیوان ہی - مصنف موصوف نے طبیعت کی سحر سازی فکر کی
جادو طرازی سے پرزادانِ معنی کو الفاظ کے شیشون مین اوتارا ہی - شباب سخن کی ترقیون پر نظر ڈالو
اسی نے معشوقانِ نوخیز کے گدرے ہوئے جوبن کو دبالیا ہی - یہ وہ دیوان ہی کہ جس کا ہر لفظ لباس معنی دلفریب
اور ہر نقطہ خالِ چہرۂ خوبرویان ہی - اور ہر غزل عروس سخن کا جوبن ہی - دیدہ ورانِ معنی شناس حیرت مین ہین
کہ اس دیوان کو گلہائے رنگین بیانی کا گلدستہ کہین - یا کافرمنشون کی آتش زبانی کا آذرکدہ ؎ شعر
مقامِ اصلی ما گوشۂ خرابات است ؎ خداش خیر دہاد آنکہ این عمارت کرد ؎ مصنف ممدوح کی زبان دانی
محاورہ نگاری نازکخیالی مضمون آفرینی شستگی طبیعت چستی فکر رسائی ذہن جودتِ طبع اور دیوان کے
ہر شعر کی عمدگی بندش شوکت الفاظ ندرتِ کلام پابندی قیود فصاحت بلاغت وغیرہ وغیرہ کی تعریف
کہانتک کیجائے - چھوٹا منہ بڑی بات ہی - جو کلام ہر عیب سے مبرا قیود فصاحت سے مرتب تعقید سے خالی ہی
اوسکا کیا کہنا - اب ہم تمہین ایک مطلع اور دو شعر سنائے دیتے ہین یقین ہی کہ سنتے ہی مست ہوکر جہوم
جاوگے اور یہ برسون کا خمار دور ہو جائیگا - **مطلع** ہمسے برسات مین کی ہی نے یہ کیسی توبہ ؎ ایک
دو دن بھی تو قائم نہ رہیگی توبہ ؎ ایکدن مین جو ہونا ہو وہی اچھا واعظ ؎ سیکڑون بار جو ٹوٹے وہی اچھی توبہ ؎
جامِ کوثر سے بھی اچھا ہی ترا جامِ شراب ؎ اب کہونگا نہ برا اے مرے ساقی توبہ ؎ کیون کیسا لطف اوٹھایا
کیسا مزہ آیا سنبھلو سنبھلو گرے پڑتے ہو دو ہی تین شعر سنکے بیخود ہو گئے - سارا دیوان دیکھو گے تو اس عالم کو
چھوڑکر ہمیشہ عالمِ وجد مین رہو گے لو ایک ایک جلد دیوان کی لیجاؤ شوق و محبت سے دیکھو نکتہ چینی
اور حاسدانہ خردہ گیری کو بالائے طاق رکھکر دیوان کو پڑھو رمز و کنایات کا حظ محاورات کا لطف چہرہ چہرہ کا
مزہ نازونیاز کی لذت نازکخیالی کا ذوق حملۂ خیال کی کیفیت اوٹھاؤ منصفانہ داد دو خشک مغزان
بے ذوق کی ہرگز نہ سنو **شعر** مے برہا مکن عرض کہ این جوہر ناب ؎ پیش این قوم بشور آئینہ مرمر است
اب ایک بات اور سنو ہم تم سب ملکر اس گلدستۂ معنی خیز اور چمنستان گلریزی کی شادابی اور عام قبولیت کیواسطے

دعا کرین۔ ہم ہاتھ اوٹھاتے ہین تم آمین کہو۔ ای زبان کو نطق سے گویا کرنیوالے ای ساز سخن کو خوش آہنگ بنانے والے۔ یہ حملکدۂ خیال شیوا بیانی بادۂ سرجوش کیطرح کیف افزائے سخنوران ہو۔ اور یہ گلشن تقریر تر زبانی بہار چمن کی مانند تازگی بخش نظارۂ اہل جہان ہو۔

سال تاریخ گلشن دیوان احسان

میرے اوستاد کا دیوان دل آویز چھپا
ہر غزل میں ہین نئے مضامین نئے ڈھنگ نئے
سطرین ہین سلسلۂ سنبل گلزار جنان
وصل معشوق کے مضمون ہین یا سحر حلال
طبع کا سال لکھا فصلی و ہجری یہ حبیب

شوخی طبع ہی صدقے تو فصاحت ہی نثار
رنگ افزا ورق گلستان سخن ہین اشعار
صفحے ہین ماہ حسینان جہان کے رخسار
لطف کی باتین زبان اچھی مزے کی تکرار
خامے نے۔ شاہد نظم و چمن باغ و بہار

قطعۂ تاریخ از نتائج قلم فیض رقم آسمان سخنوری آفتاب اوج کمال آشنا ستارۂ بزم حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی دام ظلہ العالی استاد مصنف

ہوا گوش زد جب یہ مژدہ جلال
نہایت خوشی دل کو حاصل ہوئی
صدا شوق نے دی کہ صد آفرین
فصاحت کا آئینہ ہی ہر غزل
شگفتہ دلی سے کہا سال طبع

کہ چھپا ہی دیوان احسان کا
کہ شیوا بیانی کا دفتر کھلا
کہا آرزو نے کہ صد مرحبا
مری ہمزبانی ہی حیرت نما
بہار سخنہائے رنگین ہی کیا ۱۳۱۰ھ

زیخۂ کلک گہر سلک استاد ہم عالم النظیر منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مد ظلہ العالی اور دلنوازِ نستعلیق شاہ ...

اس رنگ شاعری کے جو لوگ قدردان ہین
احسان کی شاعری کا مانین بلکیو نکر احسان

احسان کی خوشی سے تاریخ امیر لکھی
احسان بنے کیا کیا اہل سخن پر احسان ۱۳۲۰ھ

از فکر متین شاعر خوشنو سید یوسف حسین عرف سید مہدی صاحب آرزو لکھنوی خلف جناب اصغر یاس شاگرد حضرت جلال دام ظلہ

احسان کہ نقش بند مضامین نازکست
بہرِ اسیر کردن دلہائے شاعران
مانی فکر آرزو از بہرِ سالِ طبع

از قید نظم کرد چہ تسخیر حسن و عشق
ترکیب و بندہاش است دو زنجیر حسن و عشق
فصلی نوشت سال کہ تصویر حسن و عشق ۱۳۲۰ف

از نتیجہ فکر شاعر فصیح البیان محمد آل نبی خان ارمان خلف الصدق و شاگرد مصنف

ناظم ملکِ فصاحت یعنی
طبع گردید چو دیوانِ جنابہ
سالِ تاریخ نوشتم ارمان

قبلۂ مجد و علا والدِ من
چون گلِ تازہ بہ از صد گلشن
دلفریب و دُرِ نایاب سخن ۱۳۱۰ھ

بہ حکیدۂ خامۂ شکیں شمامۂ شاعر نظم طرز نغز سنج محمد سعید تخلص محمد صاحب علی شاگرد جناب یاس لکھنوی

حبذا فکرِ عالی احسان
ہر کہ بشنید از آن یکے مصرع
عیسوی سالِ طبع طبعِ اثیر

نظمِ روشن ز ماہ پروین گفت
بر کمالش ہزار تحسین گفت
نظم دلکش نزاکت آئین گفت ۱۹۰۳ء

مصنفۂ طبع نقاد اپیر و دادا ڈاکٹر محمد عظمت علی شاد دہلوی شاگرد مصنف

چھپا دیوانِ استادِ مکرم
عیوبِ شاعری سے ہے بہت پاک

نئے مضمون نئی نار کھنیا لی
ہے تاریخِ سال ارشادِ میں بنئے

جمالِ خوش جمالِ شوخ چالاک
لکھا ۔ اوجِ مضامین فرحناک
۱۳۱۰ھ

از فکر صاحب طبع سلیم منشی محمد واجد علی خان شمیم شاہجہانپوری شاگرد مصنف

مژدہ ہو اہل سخن کو آج کل
بے بدل ہمثیل ہی سارا کلام
فکرِ سالِ طبع ہی کیا ای شمیم

چھپ گیا دیوان مرے اوستاد کا
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
لکھدے ۔ معشوقِ سخن نازک ادا
۱۳۱۰ھ

از نتیجہ فکر سخنور باداِنش حکمت حکیم محمد قیام الدین صاحب بخت نیوتنی شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ

دلربائی ایسی ہے احسان کے دیوان میں
طبع کی تاریخ لکھی ہے تکلّف بخت نے

جس نے دیکھا دل سے اوسکے حسن پر شیدا ہوا
سادگی کے رنگ میں ہر شعر ہی ڈوبا ہوا
۱۳۱۰ھ

ایضاً

وہ دیوان چھپا آج احسان کا
لکھا عیسوی سال بخت نے

کہ تھی شاعرون کو بڑی جسکی چاہ
ہر اک شعر ہی اک غزل واہ واہ
۱۸۹۳ء

از نتائج افکار برگزیدۂ کونین قاضی عبدالحی صاحب بیچین تخلص بدایونی شاگرد حضرت داغ دہلوی

لکھا کیا حضرت احسان نے دیوان
ہوئی بیچین کو جب فکرِ تاریخ

نقوشِ فکرِ رنگین کا ہی ارتنگ
کہا ہاتف نے لکھدے ۔ نظمِ گلرنگ
۱۳۱۰ھ

از فکر فیض اثر سخنور والا شان حافظ محمد یوسف خان شفق متوطن بلند شہری شاگرد حضرت داغ دہلوی

چھپا اوس کا کلامِ عاشقانہ
لکھا دیوان کہ کھینچا نقش جو نہ
ہی احسان علیخان اسم سامی
تلمذ ہی جلالِ نکتہ دان سے
زبان اوس کی ہی مقبولِ خلائق
نہ کیونکر وہ ہو مہو اس مکدے کی
مجھے تاریخ کی ہوتی نہ کیون فکر
مگر اذکار ایسے پیش آئے
سروشِ غیب نے آخر بتایا

جو ہی مالکِ سخن تاجِ فیروز
پھرا پھیرا اوسمین رنگِ حسن افروز
حسینانِ جہان مین اشتیاق آموز
سخن مین ہی نئی گرمی نیا سوز
کلام اوسکا ہی تشنہ فرحت اندوز
کہ گھر مین ہر سخنور کے ہی نوروز
کہ ہون مین اک عقیدتمندِ دلسوز
کہ گزرے فکر مین مجھکو کئی روز
زہے زیبِ مضامین دل افروز
۱۳۱۰ھ

از تراوشِ طبع وقاد والانژاد منشی محمد تقی حسن تقی رئیس کاکوری فرزندِ رشید جناب مولوی محمد عبد الباقی خانصاحب بہادر اول تعلقدار اگلیر گہ یا حیدرآباد دکن مسلم مصنف

لو طبع ہوا کلامِ استاد
قربان ہو آ کے روحِ سحبان
اللہ رے عروجِ طبعِ روشن
خورشید کلام ہی درخشان
ہر شعر ہی گلشنِ فصاحت
سطرون سے عیان ہی سنبلستان
چیدہ چیدہ گلِ مضامین
ہی رشکِ بہارِ ہر گلستان
شوخی کی ہی چھیڑ چھاڑ کیا خوب
ہر لفظ ہی نشترِ رگِ جان
لفظون سے عیان ہی حسن معنی
معشوق سخن ہی سارا دیوان
انصاف سے اہلِ عشق دیکھیں
دلچسپ ہی ذکرِ وصل و ہجران

تاریخ کی فکر میں مشتاق جب
مصروف ہوا دل سخندان

خامے نے حروف سجمہ ہین
لکھا۔ ولکش ہے نظم احسان
۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار شیوا بیانی عزیز من سید علی عبد در شمس القادری عوث شاہ سید عمر علی حسن خانصاحب اوسی آبادی متخلص بہ عاصی و جمال شاگرد حضرت جلال لکھنوی مدظلہ

بہار گلشن تقریر احسان
جو عطر فکرت حسان ہوئید

گل گلزار گفتارش جمالا
برنگ غنچۂ بستان ہوئید

سرودہ سال طبعش بلبل طبع
شگفتہ گلشن دیوان ہوئید
۱۳۱۰ھ

ایضاً

جمال این گلشن تقریر احسان
زگلہا کرد رنگین دامن طبع

بسالش بلبل طبعم ندازد
شگفت وواد بوباگلشن طبع
۱۳۱۰ھ

ایضاً

وہ دیوان آج چھپوا کر بنے خود محسن عالم
کہ ہیں قائل عدو فکر کے حضرت احسان کے سچ

جمال احسان ہیں حسان پرین اُس کے سن لکھو
سخندان ہائے ممنون احسان بادہ احسان کے
۱۳۱۰ھ

از فکر سخندان سخن رس مولوی محمد جعفر علیخان صاحب جعفر شاہجہانپوری شاگرد و دعوییز جناب حیدر

زہے دیوان احسان سخن سنج
کہ مشتاقان بروہستند بیتاب

پئے تاریخ طبعش طبع جعفر
بگفتہ شاہ مضمون نایاب
۱۳۱۰ھ

از گوہر ریزی طبع نیسان بار شاعر جادو بیان والا دودمان سید باقر علی فضل و ہنر نواب

محمد حمید علیخان صاحب حمید تخلص خلف اکبر نواب محمد قادر علیخان صاحب رئیس و بہادر جاگیردار مرحوم رئیس شاہجہانپور شاگرد حضرت جلال لکھنوی مدظلہ

چھپ گیا کیا کلام رشک بہار | خود گلستان فکر مضمون ہے
گل ہیں الفاظ شاخ گل مصرع | جان بلبل غزل کا مضمون ہے
حمید اس بوستاں کی لکھ تاریخ | باغ احسان بھی کیا ہی موزوں ہے

ایضاً

دیوان ہے جان ہر سخندان | لفظ لفظ ہے مصدر بلاغت
حمید یہ لکھی ہے میں نے تاریخ | جز و جز و ہے زینت فصاحت ۱۳۱۰ھ

یہ چکیدہ قلم معنی رقم شاعر عالی ہمم محمد انتظار حسین صاحب عرف منجھو صاحب حشم لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ

تصنیف حسن کرد دیوان احسان | مطبوع طبیعت سخن آگاہان
تحریر بکن حشم سنین طبعش | کامل شد بیمثال و نادر دیوان ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر گوہر بار سلیم طبع سخن گو فاضی خلیل الرحمن صاحب وکیل حافظ تخلص ساکن پیلی بھیت

شد طبع از نفاست دیوان با کمالے | ہر لفظ او گل تر ہر شعر او گلستان
حافظ چو فکر کردم فی الفور کلک معنی | تاریخ او نوشتہ نظم نفیس احسان ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ خامہ مشکین شمامہ فرید العصر یگانۂ دہر مولوی محمد محسن رضا صاحب حسن تخلص شاگرد حضرت داغ دہلوی

چو مصر شدند احسان پئے سال طبع دیوان | سخنے شگرف گفتم سخن شگرف گفتم ۱۳۱۰ھ

از فکرِ رسا عندلیبِ ریاضِ سخن سیادت مآب سید حسین رضا صاحب حسینؔ متوطن قصبہ تسنہ ضلع نگر شاگرد مصنف

صد شکر چھپی یہ نظمِ کامل	جو حسنِ کمال کا ہی مخزن
مضمونوں کی شوخیاں تو دیکھو	شرما گئی دلبروں کی چتون
لکھا یہ حسینؔ نے سالِ تاریخ	ہمیشہ کلامِ طبع روشن ۱۳۱۰ھ

از گلریزیٔ طبعِ رنگین چمن طراز خوش کلامی نکتہ سنج شیخ الٰہی بخش صاحب جامیؔ تخلص ساکن خاص گورکھپور شاگرد مصنف

مطبوع چو شد کلامِ استاد	جان یافت سخن کہ بود بیجان
جامی پئے سالِ طبع گفتم	اعجازِ مسیح نظمِ احسان ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ طبعِ وقاد گل سبد فضل و کمال سید محمد علی صاحب خیالؔ ساکن شاہجہانپور شاگرد جناب امیر لکھنوی مینائی مدظلہ

زہے نظمِ احسانِ معجز نگار	کہ مردہ دلوں کے لیے ہی مسیح
وہ دیوان چھپکر ہوا جلوہ گر	ہر اک صفحہ ہی جس کا روئے صبیح
دمِ فکرِ تاریخ میں نے خیال	لکھا۔ شوخ و عمدہ کلامِ فصیح ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ کلکِ جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد کاظم علیخان صاحب عرف گجن صاحب لکھنوی متخلص بہ خوشگو
شاگرد جناب زیبا لکھنوی

ایسا ہی دیوان جنابِ احسان کا	کہ زمانے میں جسکی شہرت ہی
بہرِ تاریخِ طبع ای خوشگو	آجکل منتشر طبیعت ہی
آ رہی ہی ندا سرِ دل سے	اب بہی دفترِ فصاحت ہی ۱۳۱۰ھ

چکیدۂ قلمِ اعجاز رقم افسرِ سخنورانِ اہلِ بلاغت و سرتاجِ ... جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم

کانِ معنی جانِ مضمونِ حسنِ عشق و عشقِ حسن
خوب لکھی داغ نے تاریخ سنکر یہ کلام

ہے عجب دیوان کیا کہنا ہے اس دیوان کا
گوشِ اہلِ عشق پر احسان ہے احسان کا
۱۳۱۰ھ

از فکرِ شاعرِ خوش بیان محمد ضمیر حسن خان دل شاہجہانپوری ؎

چھپا کیا حضرتِ احسان کا دیوان
مرے دل نے کہی تاریخ یہ دل

گلِ تازہ بہارِ بوستان ہے
کلام شاعرِ شیریں بیان ہے
۱۳۱۰ھ

از رشحاتِ طبعِ گہربار شاعرِ بلند فطرت جناب نواب مہدی حسین خان صاحب رفعتِ لکھنوی

کلام اونکا ہمیشہ شاعری میں یکتا
خوشی ہے میرے دلکو ہوئی اسکی بجا
کہا طبع کا سال رفعت نے فورًا

گو ہیں رشک کیونکر نہ سعدی و سحبان
ہوا چھپکے شائع جو احسان کا دیوان
ہوا جاری اب فیضِ دیوانِ احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

کلامِ باندازش چاپ گشتہ
چہ رفعت سالِ مطبوعش بہ عزم زد

سخنگو شاعرِ بے مثل احسان
کہ شد مطبوعِ خاص و عام دیوان
۱۳۱۰ھ

از نتائجِ افکارِ سخنورِ فصیح البیان حکیم محمد رشید علی صاحب رخشاں الہ آبادی اہلکار پولیس گورکھپور شاگرد مصنف

وصفِ دیوانِ حضرتِ احسان
من چگویم کہ ہست جانِ سخن

بہر تاریخ طبع سن رخشان	گفت — مہتابِ آسمان سخن ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر گہر بار شاعر بے ہمتا جناب نواب سید علی خاں ضیا لکھنوی شاگرد حضرت رسا برادر زادہ نواب محمد محسن خاں صاحب شہید ضیا مرحوم شاگرد رشید خواجہ حیدر علی آتش مغفور

محسنِ اربابِ احسان شاعرِ نازک خیال	ہی کلام اونکا فصیح و بے نظیر و انتخاب
فکر سالِ طبعِ دیوان کی تو زیبا نے جو کہا	ہی یہ ایدل بے عدیل و انتخاب و لاجواب ۱۳۱۰ھ

از فکر شفیق و لی عزیز و سعید منشی محمد رشید سہیل مچھلی شہری شاگرد مصنف

سہیل آید نہ از من وصفِ استادِ او	کہ در تحقیقِ فن دارد کمالے
بخوبی طبع شد دیوانِ موصوف	برون آمد ز خلوت خوش جمالے
پئے تاریخِ او مدحتیہ گفتم	کہ اوجِ شاعرِ نازک خیالے ۱۳۱۰ھ

از فکر شاعرِ لاجواب سید منور علی صاحب سحاب شاہجہان پوری شاگرد مصنف

ہو گیا طبع وہ کلامِ فصیح	جو چمن زارِ فکر و جودت ہی
ہر غزل عاشقانہ و رنگین	کیا بلاغت ہی کیا لطافت ہی
لکھی تاریخِ طبع یہ نے سحاب	آج یہ مخزنِ فصاحت ہی ۱۳۱۰ھ

از نظم طرازی محب یکتا ناظم بے ہمتا محمد غلام یزدانی خاں تخلص سہا شاہجہانپوری شاگرد مصنف

محسنِ اربابِ سخن کہتے ہیں جنابِ احسان	اور انکا دیوانِ والا و نیز سہا خوب چھپا ہے

ایسا دیوان کہ صدقے ہے فصاحت جس پر — ایسا دیوان کہ ہر شعر ہے دلکش جس کا

فکر تاریخ جو کی میں نے کہا یہ دل نے — نادر و شوخ زہے اوج کلام زیبا ۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار گوہر بار سخنور ہمہ دان افتخار شعرائے ایں زمان جناب صاحب طبع وقاد مکرمی و محبی جناب عبد الاحد صاحب شمشاد لکہنوی دام مجدہ

قطعۂ تاریخ دیوان عالی نژاد از ابوالنجاح محمد احسان علی خان صاحب احسان

احسان علی خان سخن سنج و سخن فہم — چون ریزۂ الماس سخن کرد مرتب

ہر شعر از ان سنج معانی در نایاب — کان گوہر یکتا نتوان سفت بمثقب

نظم ہمہ اشعار دل آویز چو پروین — در تابش الفاظ و معانی ہمہ کوکب

فردست در انواع ہنر ناظم دیوان — نظم ہمہ اش قائم سخن الطف و انسب

شمشاد چنین مصرع تاریخ رقم کرد — دیوان دل آویز فلک قدر مہذب ۱۳۱۰ھ

چکیدۂ قلم مشکین رقم لا ثانی و انشا پرداز ناظم بے عدیل جناب سید محمد نوح صاحب نوح تلمیذ رشید جناب امیر مینائی لکھنوی مد ظلہ

دیوان احسان کا چھپا اب — تا عرش رسا ہے شور تحسین

سطروں پہ کہکشاں تصدق — لفظوں پہ ہیں صدقے عقد پروین

کیا سحر حلال شاعری ہے — اشعار ہیں کیسے لطف آگین

ہر بیت ہے ہاں شاہد فسونگر — ہے جلوہ نما بعشوہ و تمکین

ہر بیت میں ہے وہ حسن معنی — ششدر ہے جس سے لعبت چین

دلکش ہے یہ نظم عاشقانہ — دلچسپ ہے یہ کلام رنگین

تاریخ اسکی شہیر کہہ دو — گنجینۂ گوہرِ مضامین ۱۳۱۰ھ

از فکرِ متین والا مرتبت شاعر شیوا بیان جناب منشی محمد یٰسین صاحب شفیق مختار تحصیل مہری قنوجی ضلع گورکھپور

احسانِ باکمال کا دیوان چھپ گیا	چمکیگا یہ جہان مین مانندِ مہر و ماہ
ہر شعر مین زبان کی ہی بے تکلّفی	ایسی بھی نظم شوخ نہ دیکھی خدا گواہ
لکھا یہ مین نے مصرعِ تاریخ ای شفیق	گلدستۂ کلامِ متین فصیح واہ ۱۳۱۰ھ

از نوا سنجِ بلبلِ فکر شاعر رنگین بیان منشی محمد سراج الدین خان صاحب متخلص بہ سراج شاہجہانپوری تلمیذ مصنف

شد چاپ یک شرف کلامِ احسان	کان ہست برای عشق موضوع
سالِ طبعش ز فکرِ رنگین	گفتم گلِ تازہ گشت مطبوع ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکرِ سخن سنج یکتا منشی محمد سعید اللہ صاحب عطا بدایونی کہنہ مشق تلمیذ حضرت داغ دہلوی مدظلہٗ

میرے مخلص مرے شفیق احسان	خوش بیانی مین اور شہرت ہو
اونکا دیوان چھپ گیا اس سال	کیون نہ دلکو مرے مسرت ہو
عاشقانہ کلام بندش چست	کیون نہ ہو شوخ جب طبیعت ہو
نقطہ نقطہ ہی جوہرِ معنی	آئینے کو بھی کیون نہ حیرت ہو
ای عطا لکھ دعائیہ تاریخ	صاف سرچشمۂ لطافت ہو ۱۳۱۰ھ

از فکرِ رسا بلند مرتبت حاجی محمد علی صاحب علوی کافی نبیرۂ حضرت ... تلمیذ جناب شہاب ... مسعود

مطبوع ہوا کلام احسان
کلک علوی سے گل یہ پھولا

اوستاد جلال کو ہی اجلال
ہے گلشن نظم مجسم سال
۱۳۰۹ھ

از نتیجۂ کلک گہر سلک سخن ور زلال دہان محمد ریاض اللہ خاں صاحب متخلص بہ ریاض فرخ پور الحال مہتمم اخبار ریاض الاخبار گورکھپوری

شفیق مکرم رفیق معظم
وہ احسان خوش فکر و اعلیٰ سخنور
ہوا چھپکے دیوان تیار اون کا
دکھایا کہیں حسن پردہ اوٹھا کر
فروغ اوسکے چھپنے کی تاریخ کہہ

بیان کیا کرون اون کے وصف فراوان
فصاحت مین سلمان ثانی ہین سحبان
ہوئی اوس سے مطبع کی رونق دوچندان
کسی شعر سے عشق کا رخ نمایان
کہلا ہی گل لالہ باغ احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان وہ چھپا ہی مثال مہ منیر
جلوہ ہی بیت بیت مین حسن عروس کا
اس سال عیسوی سے عیان ہی بصفت فروغ

پرنور جس سے بزم سخن کا ہوا انول
مصرع ہر ایک شاہد خوبی کا ہی محل
دیوان یہ سب بے نظیر ہی اشعار بے بدل
۱۸۹۲ء

از فکر شاعر بلند فکرت شیخ کریم بخش صاحب متخلص بہ فرقت شاہجہانپوری

طبع احسان کا کلام ہوا
کیسا ہی روشن لکھا ہی یہ دیوان
وہ دکھایا طلسم نقش سخن
سال تاریخ لکھدے اے فرقت

ہر طرف شور مدح و تحسین ہی
ہر غزل جس کی ماہ و پروین ہی
حیرتی جس سے مانی چین ہی
ہی عطر گل مضامین ہی
۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار شاعر سخن نگار بلند پایہ شوق منشی محمد عبد الرزاق خان متخلص بہ شوق تلمیذ جناب نیر غازیپوری

احسان کی نکتہ سنجیان واہ | کتنی پاکیزہ ہی طبیعت
دیوان چہپا یہ اونکا نایاب | بیجا نہین بس قدر ہی شہرت
ہاتف نے کہا یہ مصرعِ سال | دیوان نہ ہے مخزنِ لطافت
۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ طبع نقاد منشی محمد حبیب اللہ خان تلہری شاگرد مصنف

چہپا دیوانِ استادِ سخن سنج | زہے سحرِ حلالِ طبع موزون
سخنور تہے اسیکے دل سے مشتاق | اسی پہ ہی عروسِ فکر مفتون
لکہی فریاد یہ تاریخ اوسکی | کہ کنز جانِ معنی گنجِ مضمون
۱۳۱۰ھ

از فکرِ قناعت شعار مکرم شفیق دلی حافظ افضل احمد فضل شاہجہانپوری شاگرد قاری مرحوم

نیست ممکن بزبان آرد | آنچہ احسانِ سخنور گفتہ
طبع گردید چو دیوان جناب | فضل سالش سخنِ تر گفتہ
۱۳۱۰ھ

از فکرِ شاعر شوخ نگار منشی محمد ہدایت اللہ خان رنگا شاہجہانپوری تلمیذ مصنف

وصفِ احسان نا ہو رکیا ہون | ہین وہ اپنے زمانے کے سحبان
شوخیون سے کلام ہی مملو | خانہ حُسن و عشق ہی دیوان
اوسکے چہپنے کا وقت جب آیا | خوش ہوئے سنکے شاعرانِ جہان

مصرعِ سالِ طبع ہو یہ نگار
چمنِ نظمِ حسنِ محبوبان ۱۳۱۰ھ

از نتائج طبع عالی عاشق شیوا مقال سخن سنج نازک خیال حکیم سید محمد مہدی صاحب ہما الٰہ آبادی متخلص بہ عاشق صمد شاگرد و استاد دہلوی حضرت جلال

تازہ گلہائے مضامین کیا طراوت خیز ہیں
واہ کیا سبزہ کیا شاداب ہی باغِ سخن

شاخسارِ فکر پر ہیں بلبلیں کیا نغمہ سنج
کیا بہار اپنی دکھلاتے ہیں مضامین کے چمن

نو عروسانِ معانی کیسے ہیں کیا طرفہ بناؤ
شاہدانِ خوش بیانی کی ہی اعجوبہ پھبن

یعنی اک دیوانِ تازہ اندنوں ہی زیبِ طبع
زیبا ہی کہیے جسے گلدستہ بزمِ سخن

کیا بلاغت کیا فصاحت کیا بیان ہی کیا زبان
رشک جسپر کر رہے ہیں دیکھ کر اربابِ فن

شوخیان کس قہر کی ہیں کس غضب کی گرمیان
یہ وہی معشوق عاشق جسکے ہیں غنچہ دہن

یہ طریقہ ہی نیا یہ طرز گویائی عجب
دیکھا ہے جس نے دیکھے ہو فصاحت کے چلن

اِس بیان کی اک ہزارم بھی نہ مدحت ہو سکے
مدح کرنے کو جو ہو جائے زبان ہر موئے تن

دل کھنچے کیونکر نہ شیدا ہو نکا ان اشعار پر
ایک اک مصرع ہو انکا دلکشِ صد انجمن

طبع نے ڈھونڈھا یہ سالِ طبع مصرع کچھ کمال
ہی کلامِ دلکش و دلچسپ یہ زیبا سخن ۱۳۱۰ھ

منہ

طبع شد این ہمہ دیوان بصد زیبایش
شدہ ہر چار طرف شہرۂ نامِ احسان

اللہ اللہ چہ مضامین چہ بیان و چہ زبان
قابلِ مدح و ستائش بود کامِ احسان

سالِ طبعش بنوشتہ قلمِ فکرِ کمال
شوخ و دلچسپ عجائب چہ کلامِ احسان ۱۳۱۰ھ

منہ

با آب و تاب طبع شدہ این کلامِ شوخ
ہر سو چرا نہ ہر نہ شہرت فگن بود

محبوب عاشقان جہان لربائے خلق
در مدح و وصف خوبی رنگین بیانیش
کلک کمال مصرع سالش بجا نوشت

عالم پسند و دلکش ہر انجمن بود
ساکت زبان خامۂ قاصر دہن بود
این لاکلام رونق بزم سخن بود
۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار شاعر علیم النظیر منشی محمد نعیم الحق صاحب متخلص بہ نعیم شاگرد رشید حضرت امیر مینائی لکھنوی

ہر شعر میں احسان لئے کہلائے گل مضمون
دیوان یہ مشیر آپ لئے کیا خوب مگر یہ
کیوں نکر نہ ہوں آپ کے دیوان کو گلزار
تاریخ لکھی ہے یہ بہار کتنے ہوئے اشعار
۱۳۱۰ھ

ولہ

دیوان میں جلوہ گر ہوئے مضمون نئے نئے
بدبین کی آنکھ پھوٹ گئی دیکھکر یہ سال
یا پھول تازہ تازہ ہیں احسان کے باغ کے
ہیں یہ کلام شاعر نازک دماغ کے
۱۳۱۰ھ تعمیہ با تخرجہ (۲)

از فکر مخلص سراپا توقیر شاعر خوش تقریر ڈاکٹر محمد عبد الغفور صاحب متخلص بہ مطیر شاگرد مصنف

قطعہ سال تاریخ دیوان از کلک مطیر ۱۳۱۱ھ

ہر شعر اوس نسیم فصیح مطیر
یعنی اوستاد کا کلام چھپا
روز مرہ فصیح ہی کتنا
شستگی ہو زبان کی کیا خوب
کیون وہ پابند ماجرا عدل

اسلیئے تا مجھے مسرت ہو
کم ہو وہ جتنی اسکی مدحت ہو
صدقے دل سے نہ کیون فصاحت ہو
کیون نہ ہر لفظ مین لطافت ہو
نکتہ سنجوں کو حسن سے حیرت ہو

ذکر شیرین و شون کا ہی کیا کیا
نقطہ نقطہ ہی نکتۂ معنی
اسمین ایطا ہی ہے نہ متروکات
جب سے شتر گربہ ہی کا دخل نہین
ذم کا پہلو نہ مبتذل مضمون
صفحے اوراق ہین گلِ تر کے
ہی جو بین السطور کاہکشان
خطِ مسطر ہی جدول خط رخ
روشنائی ہی کس قدر روشن
نکتہ چینی سے عیب بینون کو
آنکھین وہ کور ہون جو بدبین ہون
قدر دانون کے واسطے یارب
یہ دعا ہی مری اب اے خالق
نقطہ فقرا سکے جتنے ہین
عیسوی ہی دعائیہ تاریخ

تلخیِ عشق اب حلاوت ہو
کیون نہ حیرانِ حسنِ صورت ہو
حشو آ جائے تو قباحت ہو
کیا مقدر کی قدر و عزت ہو
کیون نہ تعقید سے بھی نفرت ہو
بلبلِ طبع محو الفت ہو
پھر نہ کیون چرخ کو خجالت ہو
دیکھے سنبل جسے تو فرحت ہو
شب کو چمکے تو صبحِ عشرت ہو
دیکھنا اس کا عین ذلت ہو
حاسدون کی خراب حالت ہو
روح کا چین دل کی راحت ہو
ہو جو مقبول تو عنایت ہو
اوتنی ہی مرتبہ اشاعت ہو
خلق مین لاکھ سال شہرت ہو
۱۸۹۳ع

منہ در صنعت صوری و معنوی

از سنگ نقوشِ فکر رسائیگی گلشنِ نظمِ حسیبان
چون طبعِ مطیرِ ہیچمدان پرسید نزول گلستان گفتا بشنو
مطبوعِ خلائق گشتہ بلبلے از گل خوش تر نغمہ بہ
او جانِ معانی طبع شد در سال ہزار و سیصد و دہ
۱۳۱۰

چکیدۂ قلم بلاغت رقم گنجینۂ فضل و کمال جناب مولوی محمد غلام محی الدین صاحب رضا تخلص جہان پوری مدظلہ

حبذا جوشن مکرمت احسان
سال تاریخ او بگو محیی

بحر مواج ہست موج فکر
گلشن حسن عشق اوج فکر ۱۳۱۱ھ

از نتائج افکار والا مآن با آئینا تو محمد ضیاء الدین صاحب ضیا رئیس شاہجہانپور شاگرد مصنف

جو افکار احسان عالیجناب
سنین مسیحی نیاز از نیاز

گہر ہائے مضمون عالی بسفت
زہے گلفشان گلشن نظم گفت ۱۸۹۳ع

زیخۂ کلک گوہر سلک عالی ہمت والا منقبت جناب شیخ محمد واجد حسین صاحب واجد تخلص

تعلقہ دار گدیا ضلع بارہ بنکی ملک اودھ ڈپٹی کلکٹر ضلع بلند شہر

محسن اہل سخن ہست احسان
گلبن باد بہار چمن
طبع چون گشت کلامش واجد

زانکہ دشوار سخن آسان کرد
انچہ با اہل سخن احسان کرد
گفت ۔ بر جان سخن احسان کرد ۱۳۱۱ھ

از فکر شاعر شیرین زبان محمد وصی علی خان وصی شاہجہانپوری شاگرد مصنف

طرفہ دیوان کہ حضرت احسان
طبع گرد بہر سال وصی

بہر عاشقانہ مضمون گفت
چرخ ۔ خورشید طبع موزون گفت ۱۳۱۱ھ

از نتیجۂ طبع فخر سخن‌وران سخنور از من جناب محمد نور الحسن صاحب ہاشمی خلف قاضی احمد حسین صاحب تخلص شفیق صنعتیہ رقیق ضلع اعظم گڈھ

بخوبی طبع شد دیوانِ احسان
باندازِ بہشت علم زخوش اسلوب
نوشتم ہاشمی تاریخِ طبعش
کنون دیوانِ احسان طبع شد خوب
۱۳۱۰ھ

ایضاً

چہ احسان بر سخن فرمود احسان
کہ شد مطبوع دلہا طبع دیوان
دعاگویان بگفتم ہاشمی سال
ہمایون باد طبعِ نظمِ احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

نظمِ احسان در جہان مشہور شد
میزند ہر شعر نشتر در جگر
ہاشمی تاریخِ ہجری زد رقم
باصفا دیوانِ احسان مشتہر
۱۳۱۰ھ

ایضاً کہ از ہر مصرع تاریخ طبع پیدا میشود

چہ دیوان ساخت شائع آئینہ وش
عزیز القدر احسان علی خان
۱۳۱۰ھ
نوشت این ہاشمی سالِ گزیدہ
۱۸۹۳ء
۱۳۱۰ھ
خجستہ جلوۂ مطبوع دیوان
۱۳۱۰ھ

از فکر سخندان و سخنور ابو الکلام منشی سید اکبر حسین صاحب فنا تخلص عزیز تلمیذ قلق لکھنوی مغفور

قطعۂ تہنیت سال از ابو الکلام سید اکبر حسین فنا
۱۸۹۳ء

میرے ہمعصر مرے سچے عنایت فرما
نام احسان علیخان ہے تخلص احسان
شہرہ ہے خلق میں آج اونکی سخندانی کا
زیب ہے مفخر کرے اونپر اگر ہندوستان

فی زمانہ شعرا مین ہین وہ آپ اپنی نظیر
ہی الگ طرز سخن اور اچہوتی ہو زبان

دہوم ہی شاہجہان پور کی اونکے دم سے
اونکی شہرت نے کیا اونکے وطن پر احسان

ہی مناسب اونہین حسان زمانہ کہنا
للہ الحمد کہ چہپتا ہی اب اون کا دیوان

اور دیوان وہ دیوان کہ جس پر سو بار
خود بلاغت ہو نثار اور فصاحت قربان

اونکے ہر شعر پہ اعجاز کا دہوکا ہو جائے
اونکے ہر لفظ پہ اکبار ہو جادو کا گمان

چشم انصاف سے دیکہے جو کوئی حسن کمال
نظر آجائے ہر اک نقطے مین اللہ کی شان

فکر تاریخ ہوئی جب تو کہا مین نے ہنر
نکتہ دانی و فصاحت کی یہ دیوان ہی جان ۱۳۱۰

چکیدۂ قلم جواہر رقم سخنور معنی شناس سید ذاکر حسین صاحب یاس لکہنوی شاگرد حضرت جلال لکہنوی مدظلہ

چہپا دیوان احسان سخنور
بڑا فضل خدائے ذو المنن ہی

بنا ہی یہ ہر اک شعر رنگین
پہلا پہولا طبیعت کا چمن ہی

پری ہی حسن مین ہر ایک مضمون
عجب بندش عجب فکر سخن ہی

سواد اوسکا ہی عاشق کو شب وصل
بیاض اوسکی بیاض صبح وطن ہی

یہ لکہد و طبع کی تاریخ ای یاس
دل نیر درد احسان کا سخن ہی ۱۳۱۰ھ

ولہ

حبذا حسن کلام احسان
ہست ہمیشہ رفیق اوستاد

طبع گردید کلامش فی الحال
کرد خلاق در دعائم امداد

از یک اوستاد تلمذ دارم
نسبتش چون اخی نیک نہاد

بہر تاریخ نوشتم ای یاس
قوت بازوئے ما گشتہ زیاد ۱۳۱۰ھ

ولہ

شکرِ حق دیوانِ احسانِ سخندان طبع شد — در بلاغت در فصاحت ہست یک یک شعر فرد
سالِ طبعش زد رقم یاس ہنر ور ثبت در فکر — از زلِ تاثیرِ عشق و ہجر و اشک و حزن و درد
۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکرِ شاعرِ نازک خیال نواب سید محمد یوسف میرزا خان صاحب یوسف لکھنوی متخلص گر دو رئیس جناب زیبا لکھنو

حضرتِ احسان سخندانی میں ہیں بے مثل و فرد — ہے پسندِ خاص و عام اونکا کلامِ دلپذیر
طبع جب ہونے لگا دیوان یہ موصوف کا — محوِ سالِ طبع اے یوسف ہوا تھا یہ حقیر
فکر میں بیٹھا ہوا تھا میں کہ ناگہ غیب سے — دی ندا ہاتف نے۔ ہے یہ جلدِ دیوانِ بے نظیر
۱۳۱۰ھ

از فکرِ شاعرِ خوش مقال محمد باقر صاحب دہلوی برق تخلص کانفی پلاٹسن ملک مہسور شاگردِ جناب داغ دہلوی و شاباشِ مہسوری

زہے احسانِ حق دیوانِ احسان — بطبع خوب و دلکش گشت زیبا
ز لطفش برق آسا رفتم از خود — نوشتم سالِ او گنجینۂ پربہا
۱۳۱۰ھ

از نتائجِ اوج افکار ہمپایۂ قاآنی صاحب جناب حافظ نثار احمد خان صاحب نائب شاہجہانپوری

خامۂ احسان ہیں نامۂ رخشاں نوشت — نسخۂ فنِ سخن بہرِ سخندان نوشت
شاعرِ شعری مثال اخترِ برجِ جلال — بلبلِ نازک خیال واہ چہ دیوان نوشت
شعر چو پرداختہ سروِ رواں ساختہ — رنگِ گل انداختہ نظم نمایاں نوشت
صورتِ معنی ز بست خامۂ مانی شکست — مصرعِ خنجر بدست ناوکِ مژگاں نوشت
کاتبِ کبریا تا نائبِ جادو نوا — جلوۂ سالِ ورا بخششِ فیضان نوشت
۱۸۹۳ع

قطعہ تاریخ طبع از مصنف دیوان ہذا

طبع شد مجموعۂ سحرِ حلال
سالِ ہجری - ہدیۂ شعر و سخن
عیسوی احسان جنین چین گل شگفت

مُلک معنی زین عمل تسخیر باد
بر دلِ ہر قدر دان تحریر باد
برگ دلکش گلشن تقریر باد

دستور العمل مصنف

ناظمانِ ملکِ فصاحت و نخلبندانِ گلزارِ بلاغت پر واضح رہے کہ مصنفِ دیوانِ ہٰذا نے جن قیود کی پابندی سے اپنے کلام کو مرتب کیا ہی اون مین سے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند قیود ذیل مین درج کیے جاتے ہین تا یہ معلوم ہو کہ ان لفظون کو مصنف نے متروک کر دیا ہی: جانان - جانانہ کا استعمال بدون مضاف الیہ - جان شان - کان - پان - خون - سکون - ستون - دین - چین - سنین - شین - جنین وغیرہ اس قبیل کے الفاظ بحالتِ انفراد باخفائے نون - اخفائے نون غنّہ باستثنائے قافیہ و چند الفاظ مثل عیان - نہان - نہہان - افشان وغیرہ بحالتِ انفراد - سدا بمعنی ہمیشہ - جان بمعنی معشوق باخفائے نون - وصلت - شبِ وصلت بجائے وصل و شبِ وصل - بھانا بمعنی خوش آنا بجائے کیا جانے کے مقام پر - شہر بحالتِ انفراد بالفتح جو ترجمہ راس کا ہی - یار - دلدار - دلبر - جانان پر لفظ (وہ) کا اور جمع مخاطب مثل قمر لو

بلبلو۔ عزیزو۔ ناصحو۔ واعظو۔ وغیرہ پر لفظ (اے) کا مصدر کرنا و آحد مخاطب کو
سوائے تخلص کے بغیر لفظ (اے) کے لانا زاہدا۔ ناصحا۔ ساقیا۔ واعظا۔ دلا وغیرہ
ان ہی۔ ہم ہی۔ تم ہی۔ یہ ہی۔ وہ ہی۔ بجائے مہین یا ہمین تمہین۔ یہی
ہی کے آپ ہی۔ ایکہی باختلاط ہائے ہوز۔ تلک تک کے مقام پر آخر سش
شورش۔ جوشش۔ پوشش بجائے آخر شور جوش۔ پوشاک۔ کیجیے
لیجیے۔ دیجیے۔ کیجو۔ لیجو۔ دیجو بروزن فعلن بسکون العین آئیو۔ دکھائیو
جائیو۔ سنائیو۔ اوٹھائیو وغیرہ آنکر۔ نیچے۔ اوپر آکر۔ تلے
کہا۔ پر کے مقام پر۔ پہ۔ مخففہ پر) ترجمۂ علی اوپر بجائے پر اور پہ حرف استثنا بمعنی
مگر۔ و الا۔ کیسے بمعنی کیونکر۔ جیسے بمعنی جسطرح۔ گر۔ گرچہ۔ وگرنہ بجائے اگر۔ اگرچہ۔ ورنہ
بیچ (مین) کی جگہ۔ پیر بمعنی پاؤن۔ سو بمعنی مع۔ شمشیر بیائے مجہول گلگیر و تقدیر کے
قافیے مین۔ انکھڑیان بمعنی آنکھ۔ اللہ اللہ رے۔ تبکرا۔ تب بمقابلۂ جب
طرح کے آگے لفظ (سے) کا لانا۔ پنہانا بجائے پہنانا۔ ہر ایک بشمول لفظ
(ایک) خوبان بمعنی جمع معشوقان۔ جوکہ۔ تاکہ۔ یاکہ۔ غرضکہ وغیرہ بجائے جو
تا۔ یا۔ غرض۔ جب ہی۔ تب ہی۔ جبھی تبھی کے مقام پر۔ بل بے کلمۂ تحسین
بمقام تعجب۔ سنگت بمعنی ہمراہی اور ترجمۂ واو عاطفہ بروزن فع۔ پیار۔ پیاس
بفتحہ یائے تحتانی۔ مت حرف نفی دہرنا بمعنی رکہنا۔ اکہی باتصال النقط (یا) کے لکھنا۔

متروک ہین

تمت

قطعہ تاریخ طبع از نتیجہ افکار احقر العباد محمد ارشاد علی شاہ ارشاد بریلوی کاتب دیوان

ہوا تاریخ میں لکہہ کب جب کلام حضرت احسان
یہ دیوان ہے کہ بحر فیض ہے بہر سخن سنجان
روانی دیکہکر طبع مصنف کی کہا دل نے

نظر آیا عجب گلدستہ اک گلہائے رنگین
نکیون چارون طرف عالم مین غل ہو شور تحسین
لکہو تاریخ اے ارشاد تم - چشمہ مضامین
۱۳۱۰

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دیوان گلشن ہمیشہ بہار موسوم بہ خمکدۂ خیال مصنفہ خود سر آمد شعرائے زمان فصیح البیان شاعر ہمہ دان جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاگرد و فخر شعرائے ماضی و حال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال لکہنوی مد ظلہ العالی باہتمام حکیم نیاز محمد صاحب سابق ڈاکٹر حضرت امیر کابل حال مالک و مہتمم نیو وکٹوریہ میڈیکل ہال و مطبع سراجیہ واقع شاہجہانپور محلہ دلاور گنج چہپکر مقبول طبائع خاص و عام ہوا

بالغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

صحت نامہ طبع دیوان ہذا

ناظرین با تمکین موجب اس صحت نامہ کے اغلاط طبع دیوان ہذا کو دیوان کے ملاحظہ سے پہلے صحیح کر لین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	دکھارہی	دکھارہی ہی	۷۷	۱۸	اضطرا	اضطرار	۲۲۶	۱۴	کچھ	کچھ بھی
۹	۲	حاک	چاک	۸۸	۱۳	عیش وصال	عیش وصال	۲۲۷	۳	وہ	وہ بھی
۱۳	۴	آرزونکا	آرزوؤنکا	۸۹	۱	چھون سے	چھون کے	۲۲۹	۸	آپ یہ	اپنی یہ
۱۵	۱۵	اوٹھا	اوٹھاؤ	۹۱	۴	چھ	کچھ	۲۴۰	؍؍	کٹہرے	کٹھرے
۱۶	۳	ہاسن	یاس	۹۸	؍؍	آگر	آگر	۲۴۷	۱	بست نہم ماہ	بست و نہم ماہ
۱۷	۴	منہ ابھرا ہے [illegible]	منہ پہ پسینا [illegible]	؍؍	۱۳	بنائین	بتائین	؍؍	۱۱	اوس کو	اِس کو
؍؍	۱۸	نہ	+	؍؍	۱۴	وصلکی شب	نہ وصلکی شب	۲۵۴	۳	+	[illegible] ۱۰ ۱۳ھ
۲۴	۴	ور آشنا	درد آشنا	۹۹	۱۰	اکر	اگر	؍؍	۱۶	بذکر حق	بذکر حق
۲۹	۱۱	تماشا دکھا	تماشا [illegible]	؍؍	۱۷	ستاہی	ستاتاہی	۲۵۵	۵	بمار سد	بمار سیار
۳۵	۳	آرزون	آرزوؤن	۱۰۱	۱۷	گہات	گہاٹ	؍؍	۱۴	بیچجاب محجوب	بیچجاب محجوب
۳۴	۸	[illegible]	[illegible]	۱۰۳	۴	تمھ	تم تو	۲۵۷	۱	سراب جنس	سراب خیز
				۱۲۲	۱۶	نہ تربت تجھنے	نہ تربت مین تجھنے	؍؍	۳	بہار آورد	بہار زار آورد
				۱۲۶	۹	جالیٹی	جاپلٹی	؍؍	۱۴	ہناعے	متاعے
۴۳	۱۹	جہاڑنا	جہاڑنا	۱۳۰	۱۲	دللو	دل کو	۲۵۸	۹	نظارہ نور بش	نظارہ سوز بش
۵۰	۱۶	جبہ	جبہ	۱۴۹	۱۲	پہوٹتا تھا	پہوٹتا تھا	۲۶۱	۱۶	ملگو	کو
۶۰	۱۶	اِں	اِس	۱۵۱	۴	دل عاشق	دل عاشق کو	۲۶۸	۲	کل مل	کامل
۶۱	۱۹	ہو	+	۱۵۴	۱۶	باتوئین	باتون پہ	۲۸۰	۱۴	فسان	افشان
۶۲	۱۷	روبرہ	روبروے	۱۵۶	۳	انگور	کہ انگور	۱۰۳	۴	مین	مین مین
۶۵	۳	لوہمنے	لوہمنے اپنی	۱۷۰	۵	بہلاہو	بہلا نہو	۲۳۵	۱۱	ہوشر با	ہوشربا
۶۹	۱۱	پڑہا	پڑا	۱۷۸	۴	تجلی	تجلی کا				